# YOUTH PARLIAMENT PAKISTAN

***OFFICIAL DEBATES***

*Wednesday, August 29, 2012*

The Youth Parliament met in the Margalla Hotel Hall Islamabad at thirty five minutes past nine in the morning with Mr. Speaker (Mr. Wazir Ahmed Jogazai) in the Chair.

-------------------

Recitation from the Holy Quran

Item No. 2 QUESTION HOUR

جناب سپیکر: معزز اراکین آج ہم Question Hour کی ایک چھوٹی سی exercise کریں گے جو کسی بھی اسمبلی یا پارلیمنٹ کا بہترین حصہ ہوتی ہے۔ برصغیر میں انگریزوں کی وجہ سے اسمبلیاں اور Legislative Councils آئی تھیں اور یہ چیزindependence until بتدریج develop ہوتی گئی۔ ہندوستان میں تو یہ بہت اچھے طریقے سے develop ہوا، وہاں ان کا Starred and Unstarred Question کچھ نہیں ہے، all questions are questions, وہ مختصر notice پر بھی جواب دے دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں چونکہ legislative development بہت slow رہی اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ 1993 untilہماری اسمبلی کے Rules and Procedure bureaucracy کے بنے ہوئے تھے، 1993 میں جا کر قومی اسمبلی نے خود اپنی کمیٹی سے Rules frame کرائے and then Speaker was Mr. Gohar Ayub *Sahib* and Secretary was Goraya *Sahib*, انہوں نے محنت کی اور اپنے اچھے برے جو بھی تھے لیکن اپنے Rules بنا لیے جس میں انہوں نے Calling Attention Notice اور بہت ساری چیزیں ڈلوائیں۔ سوالات کو mature ہونے کے لیے بہت وقت لگتا تھا، سوال کو پوچھنے کے لیے کم از کم 17 conditions تھیں کہ question should not be this and any question whatever it was will be hit by one of those 17 conditions and hence the question will be rejected. اب یہ نہیں ہو سکتا کہ اسمبلی ہو، وہ independent and sovereign ہو اور وہ sovereign people کو represent کرتی ہو، وہ سوالات نہ کریں تو عجیب سی بات ہے لیکن ہمارے ہاں وہ چیز develop نہیں ہو سکی جو ہونی چاہیے تھی۔ بہرحال انشاءاللہ جیسے جیسے آپ آگے بڑھیں گے، اگلے اجلاس میں شاید ہم تھوڑا اور improve کرلیں۔ آج ہم اس پر ایک چھوٹی سی exercise کریں گے۔ I hope the government and Prime Minister *Sahib* will agree to respond to the questions. میرے خیال میں آپ نے پہلے ہی کوئی فیصلہ کیا ہو گا؟

جناب محمد ہاشم عظیم (وزیراعظم یوتھ پارلیمنٹ): شکریہ جناب سپیکر! جی جناب obviously.

Mr. Speaker: Thank you. So, we start with question hour.

ہم اس میں پانچ سوالات کریں گے and there is no supplementary on it. جی توصیف عباسی صاحب! Your question has been taken as read. آپ سوال پڑھیں۔

جناب توصیف احمد عباسی: شکریہ جناب سپیکر! اس activity کو appreciate کرنے کا بھی بہت بہت شکریہ۔

1. *Mr. Touseef Ahmed Abbasi: Will the Minister for Foreign Affairs and Defence be pleased to state that;

a) on which ground NATO supply is being open;
b) what is the mechanism through which you are ensuring that only those goods are carried out through our soil which are allowed;
c) what is the agreement between the Government of Pakistan and USA to agree to open NATO supply?

Ms Shaheera Jalil Albasit (Minister for Foreign Affairs and Defence): Sir, on this question for which I would like to mention something. Yesterday, night and since yesterday I have been trying to workout a meeting with the M/O Foreign Affairs and there has been some progress. So, for this question I would like کہ پہلے ہماری ان کے ساتھ میٹنگ ہو جائے so that I will have some very concrete things in front of me اور اس کی روشنی میں I would like to answer this question.

Mr. Speaker: So, you want to defer this question for tomorrow?

Ms Shaheera Jalil Albasit: Definitely sir.

Mr. Speaker: This is the way and there is no debate on questions. When you ask a question and the reply is made there is no supplementary questions that you will be asking in our mock Assembly but usually there is no date on questions. Next Question No. 2 of Mr. Touseef Abbasi Sahib.

2. *Mr. Touseef Ahmed Abbasi: Will the Minister for Interior be pleased to state;

a) whether it is a fact that the smuggling of goods from India to Pakistan is increasing day by day
b) if so, the steps taken by the Government to control the said smuggling during the year 2010-11 till the date
c) the achievements gain there so far.

Mr. Speaker: Minister for Interior.

جناب محمد عامر خان کھچی (وزیر داخلہ): شکریہ، جناب سپیکر! میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ smuggling between Pakistan and India کا issue کافی عرصے سے چل رہا ہے لیکن اس کی dimensions میں change آ گئی ہے۔ جب سے MFN status کی بات شروع ہوئی ہے، اس کی dimensions میں کافی زیادہ تبدیلیاں آ گئی ہیں کیونکہ ابھی ہماری انڈیا کے ساتھ تجارت بڑھ گئی ہے، اس کے علاوہ ابھی transit route through Afghanistan کھلا ہے تو اس کے ذریعے اس میں manifold increase ہو چکی ہے۔ میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے areas ہیں جہاں سے smuggling ہو رہی ہے؟ More than 85% smuggling taking place in Punjab. میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ four basic areas ہیں جہاں سے smuggling ہو رہی ہے۔

۱۔ لاہور border سے smuggling زیادہ ہو رہی ہے
۲۔ قصور border سے
۳۔ نارووال border سے
۴۔ راجھستان border سے

یہ پاکستان کے چار ایسے مقامات ہیں جہاں سے زیادہ اسمگلنگ ہو رہی ہے۔ اب کس کس چیز کی اسمگلنگ ہو رہی ہے؟ ہماری وزارت نے وزارت خزانہ کے officials سے بات کرنے کے بعد جو data collect کیا ہے وہ میں یہاں share کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ سب سے زیادہ اسمگلنگ جو high level پر ہو رہی ہے وہ smuggling of ammunitions یہ صرف انڈیا سے پاکستان میں نہیں ہو رہی بلکہ پاکستان سے انڈیا کی طرف بھی ہو رہی ہے۔ اس میں کچھ Kashmir factor بھی پایا جاتا ہے اور اس میں کچھ Balochistan factor بھی پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے اسلحے کی اسمگلنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

۲۔ Smuggling of fake currency کا issue بھی MFN status کے بعد سامنے آیا ہے کیونکہ اب goods trade میں اضافہ ہو گیا ہے اس لیے fake currency کا issueبھی limelight ہو چکا ہے۔

۳۔ Smuggling of narcotics. آج کل یہ ایک بہت contagious issue بن چکا ہے اور اس میں سب سے زیادہ راجھستان اور قصور border involve ہیں، اس میں liquor and heroin وغیرہ انڈیا سے پاکستان میں آرہی ہے۔

۴۔ Smuggling of medicines. چونکہ پاکستانی pharmaceutical industry کو MFN status پر کچھ reservations ہیں لیکن پاکستان میں کچھ مافیا والوں نے یہاں کی local manufacturing companies کو snub and pressurize کرنے کے لیے ادویات کی اسمگلنگ کا کام شروع کر دیا ہے۔

۵۔ Smuggling of spare parts. چونکہ ہمیں پتا ہے کہ پاکستان کی indigenous automobile industry as compared to India اتنی flourish and develop نہیں ہے۔ لہٰذا اس کی بھی اسمگلنگ ہو رہی ہے۔

۶۔ Smuggling of electricity gadgets. اس میں household چیزیں جو عام طور پر استعمال ہوتی ہیں، جس میں جنریٹر، جوسرز اور کچھ اس طرح کی چیزیں لاہور بارڈر کے ذریعے بہت زیادہ اسمگلنگ ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری وزارت نے وہ کون سے steps اٹھائے ہیں جن سے smuggling کو check کیا ہے اور اسے control کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔

۱۔ ہم نے border areas میں اپنی border security forces جن میں پاکستان رینجرز، آرمی کو manifold کر دیا ہے تاکہ round the clock جو مافیا ہے، جو black sheep ہیںeven government کے کچھ لوگ اور کچھ private دونوں طرف کے لوگوں کو check کرنے کے لیے ہم نے اپنی patrolling بڑھا دی ہے۔

۲۔ ہم نے numbers of deployed contingents of Pakistan Army and Rangers کو دوگنا کر دیا ہے۔ I personally went to Wagha Border وہاں میری رینجرز کے officer سے بات ہو رہی تھی اور انہوں نے بتایا کہ suppose یہاں اگر پہلے ہمارے دس جوان تھے ہم نے اس menace سے لڑنے کے لیے ان کی تعداد بیس کر دی ہے تاکہ انہیں effectively check کیا جاسکے۔

۳۔ ہم نے CCTV cameras کو install کیا ہے اور round the clock اسمگلنگ کو check کرنے کے لیے یہ چیز ایک effective step ہو گی۔

۴۔ Initiation of satellite surveillance. اس میں ہم نے M/O Information Technology کی مدد سے نیا step لیا ہے، اس پر ابھی work ہو رہا ہے اور انشاءاللہ اس پر جو بھی development ہو گی اس سے میں ایوان کو آگاہ کروں گا۔

۵۔ Special Cells at Border Police Stations. اس میں FIA کا role ہے اور خاص طور پر پنجاب پولیس کا role ہے۔ Currently جو research ہے اس کے مطابق اس وقت تقریباً تیس ایسے پولیس اسٹیشن ہیں جہاں یہ Special Cells قائم کردیے گئے ہیں اور وہاں adopt measures extended کیے گئے ہیں تاکہ اسمگلنگ کے معاملے پر قابو پایا جا سکے۔

۶۔ State's Special Operation Cells by Custom Department. اس میں ہماری وزارت خزانہ کا Custom Department ہمارے ساتھ collaboration کر رہا ہے تاکہ Custom House کے ذریعے جو لوگ skip کر جاتے ہیں اور ہمارے قومی خزانے کو جو نقصانات ہو رہے ہیں، انہیں minimize کرنے کے لیے Custom Department ہماری مدد کر رہا ہے۔

۷۔ Change in the structure of Directorate of Revenue Intelligence. ہمارا revenue intelligence کا ایک system ہے جس میں کافی عرصے سے کوئی modification نہیں کی گئی، ہم اس پر modification لے رہے ہیں۔

۸۔ آخری step ہماری وزارت نے یہ لیا ہے کہ ہم نے Indian Border Security Force and Pakistan Rangers کی مشاورت سے mines بچھا دی ہیں، وہ تقریباً 500 meters کا ایک علاقہ بنتا ہے تاکہ وہاں سے کسی قسم کی crossing and movememt نہ ہو۔

جناب سپیکر! میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے مندرجہ بالا جو steps لیے ہیں، اس میں ہمیں کتنے فیصد کامیابی ہوئی ہے۔

2009 میں ہم نے قصور بارڈر پر more than 250kg of heroin with the help of Custom Authority ceased کی ہے۔

2010 میں Law Enforcement Agencies کی effective کارروائیوں کی وجہ سے more than 160kg of heroin, huge quantity of liquor and bags of cement کو پکڑا ہے۔ اس میں جو مافیا involve ہے، انہیں countdown کرنے کے لیے ہمیں کافی کامیابی ملی ہے۔

2011 میں صرف لاہور میں ہم نے more than 20 smugglers کو گرفتار کیا ہے۔ راجھستان سیکٹر میں more than 13 smugglers جن میں سات پاکستانی اور چھ انڈین تھے ان کو گرفتار کیا ہے، اب ان کے خلاف proceeding start کر رہے ہیں۔

2012 میں ہماری وزارت کے effective steps لینے کی وجہ سے خاص طور پر narcotics, medicines and household ان تین areas پر ہمیں 90% کامیابی ملی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ کچھ اور چیزیں جیسے fake currency کا issue ہے، ہم اس پر with the collaboration of M/O Finance workout کر رہے ہیں، اس میں Indian Home Department and M/O Finance

کے ذریعے ہماری حکومت ایک step لے رہی ہے، انشاءاللہ with the passage of time ہم اس کو بھی countdown کر لیں گے۔ شکریہ۔

Mr. Speaker: Next Question No. 3 of Ms Seep Akhter *Sahiba.*

3. *Ms Seep Akhter Channer: Will the Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs be pleased to state;

a) the details of nature of work assigned to NAB

b) the year-wise performance made by NAB during the last three years till date.

Mr. Speaker: The Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs.

Mr. Muhammad Umar Riaz (Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs): Thank you very much. The NAB being an anti-corruption organization is charged with the responsibility to deal with the elimination of corruption. It involves the holistic approach through information elimination and certain other measures are also adopted in this regard. The operational functions of NAB are operated under section 9 of the said Ordinance because the required Ordinance is the National Accountability Ordinance 1999. The operational functions of NAB are numerated in the section 9 of the NAB Ordinance 1999.

As far as the year-wise performance is concerned, during the last three years the Bureau has authorized 871 inquiries while completed 578 inquires out of the completed inquiries 278 investigations were authorized while completed 335 investigations including backlog of the previous years. So, from the completed investigations 253 references have been filed in the courts. During the period 164 references have been resulted into convictions of the accused persons while 125 references with the acquittal of the accused persons. During this period the NAB has recovered an amount of Rs. 9528 million from the accused persons. So, the NAB being an anti-corruption organization working under the National Accountability Bureau Ordinance 1999 who's function is numerated in the section 9 of the said ordinance operates in this manner. Thank you.

Mr. Speaker: Next Question No. 4 of Jamal Naseer Jamaee.

4. *Mr. Jamal Naseer Jamaee: Will the Minister for Foreign Affairs and Defence be pleased to state;

a) there are reports of genocide against Muslims in Myanmar (Burma). This is not only a heinous violation of human rights but an international criminal activity.

b) Does the concerned Minister possess a foreign policy statement with regards to Myanmar (Burma). If yes, what is your stance against this heinous ethnic genocide, if no, why has not a policy being drafted as yet?

Mr. Speaker: Minister for Foreign Affairs.

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: جناب سپیکر! سوال کے پہلے حصے کا جواب 'نہیں' میں ہے، I don't posses a drafted foreign policy statement as of yet. However, I can give a foreign policy stance اس پر ایوان میں پہلے دن کافی debate ہو چکی ہے اور اس میں کسی طرح کا کوئی conflict نہیں ہے۔ The whole House condemns what is happening in Burma اور اس میں we have decided کہ ہمیں کن کن areas میں اپنی policy draft کرنی ہے اور کن کن areas پر reforms چاہییں۔ ہم نے OIC میں اپنی lobbying کو revisit کرنا ہے اور بہت vigorous بنانا ہے۔ ہم نے media reforms کو introduce کرنا ہے اور اسے اس جانب لے کر جانا ہے کہ

despite media persons not having the visas and not having ہو جائے کہ possible سے یہ technical aspect technical aspect ہم لوگ کس land access to Myanmar (Burma) the border of Bangladesh, despite the fact, we are planning for that, کر سکتے ہیں، اس کے لیے at least discuss سے برما کے معاملے کو اپنے میڈیا میں we are vigorously going to revisit our lobbying in the OIC and there are particular reforms which are going to come in respect of the office of the Ambassador of Myanmar in Pakistan. In this regard, the most وہاں سے تین ممبران اور یہاں سے تین ممبران آپس میں بیٹھیں گے اور آج رات development so far is that and *Insha Allah* we will having a draft of recommendation letter which is going to be sent to the تک Government of Pakistan.

Mr. Speaker! I can add one more point. Since answer the first part of the question "No", I can get directed to the 3rd part of his question which is if no, why has not a policy being drafted and very clear answer that I was told one of the member's who was going to table a resolution on Myanmar and I was waiting for the recommendations to come from the House only, so that we can come together and workout a policy.

Mr. Speaker: Question No. 5 of Jamal Jamaee *Sahib*.

5. *Mr. Jamal Naseer Jamaee: Will the Minister for Interior, Kashmir Affairs, Gilgit Baltistan and FATA be pleased to state that a majority educational consultancies in Pakistan are involved in scamming students. These consultancies are not registered and scam the students with aspirations of traveling to another country for higher education. What is the policy of concerned Ministry in such matter? If there is a policy has it been implemented upon, if not, why not?

Mr. Speaker: Minister for Interior.

Rules of Procedure and جناب محمد عامر خان کھچی: جناب سپیکر! میرے ہاتھ میں اس وقت "fifteen ایوان میں پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ Article 70 ہے، میں اس کا Conduct of Business clear days notice of a question shall be given unless the Speaker with the consent of the minister concerned جناب والا! میں یہاں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سوال مجھے allow the question to be asked at a shorter notice".
رات آٹھ بجے گیا اور Secretariat کی طرف سے مجھے کوئی notice نہیں بھیجا گیا۔

Mr. Tabraiz Sadiq Marri (Leader of the Opposition): Mr. Speaker! Can I speak on this?

Mr. Speaker: Yes.

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: The question was sent to the Secretariat on 12th August. I had spoken to the members of the Secretariat and they guided me to deliver this to the minister. I would just like to bring it to the attention of the House.

Mr. Speaker: Question No. 6 of Mr. Tauseef *Sahib*.

6. *Mr. Tauseef Ahmed Abbasi: Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state;

a) the detail of bus service from Lahore to Delhi via Wagah Border at present
b) the schedule of the bus service from both sides for every week.

Mr. Speaker: Minister for Foreign Affairs.

Ms Shaheera Jalil Albasit: Sir, the bus service between Lahore and Delhi was started in 16th March 1999 under a protocol agreement which was signed in February of that year. The bus service remains suspended from 31st December, 2001 to 11th July, 2003

جب انڈیا کی پارلیمنٹ پر حملہ ہو گیا تھا تو اس کے نتیجے میں اسے suspend کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد Pakistan Tourism Development Corporation has been interested by the Government of Pakistan with a job that it has to operate the Pakistani bus while the Delhi Transport Corporation is responsible to take care of the Indian bus on the Wagah route. The bus operates six days a week and Pakistan Tourism Development Corporation operates on Monday, Wednesday and Friday from Lahore to Delhi. Indian buses operate on Tuesday, Thursday and Saturday from Delhi to Lahore.

Mr. Speaker: Next Question No. 7 of Mr. Touseef Ahmed Abbasi *Sahib*.

7. *Mr. Touseef Ahmed Abbasi: Will the Minister for Interior be pleased to state;

a) whether it is a fact that NADRA Centre establish so far in the country are not sufficient to meet the requirements, if so, the reasons thereof;

b) whether there is any proposal under consideration to establish new centers in the country in the near future, if so, when it will be implemented along with the details thereof?

Mr. Speaker: Minister for Interior.

Mr. Muhammad Amir Khan Khichi: Sir, NADRA was established in 2000 and since then we had established as state of the art centralize data house. This has considered one of the best systems in the world. Currently, NADRA Centers are working in all Districts and Tehsils in Pakistan but it is a fact that those established centers are not sufficient to meet the demands of 180 million population of the country. Now I am going to elaborate the reasons.

ہمارے NADRA centers 180 million لوگوں کے لیے کیوں ناکافی ہیں۔

۱۔ اس میں war on terror کا سب سے پہلا impact specifically in FATA and parts of Khyber Pakhtunkhwa میں ہے۔ ہم اس میں دیکھتے ہیں کہ 2001 سے لے کر اب تک جتنی دہشت گردی ہو رہی ہے جس میں سکولوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، حکومت کے جتنے بھی دفاتر ہیں ان کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ یہ سب سے بڑی وجہ ہے جس کی وجہ سے ہم فاٹا اور خیبر پختونخوا میں ابھی تک effective steps نہیں لے سکے۔

۲۔ جیسا کہ پورے ایوان کو معلوم ہے کہ بلوچستان میں insurgency ہو رہی ہے، وہاں بھی کبھی railway tracks کو نشانہ بنایا جاتا ہے، کبھی سوئی گیس کی پائپ لائن کو نشانہ بنایا جاتا ہے، کبھی وہاں government installations کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح 2007-08 میں وہاں NADRA Centers کونشانہ بنایا گیا جس کی وجہ سے وہاں ہماری پالیسی کافی slow چل رہی ہے۔

۳۔ Bad rural infrastructure بھی ایک وجہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے major cities میں سڑکوں کا structure موجود ہے، وہاں کچھ سہولتیں موجود ہیں لیکن ہمارے interior Sindh, South Punjab, Khyber Pakhtunkhwa and FATA کے کچھ علاقوں میں infrastructure بالکل نہ ہونے کے برابر ہے جس کی وجہ سے NADRA Centers ابھی تک اتنا فعال کردار ادا نہیں کر رہے۔

۴۔ پورے ایوان کو پتا ہے کہ گزشتہ دو تین سالوں سے پاکستان میں سیلاب آرہے ہیں جن میں سندھ، خیبر پختونخوا، جنوبی پنجاب کے کافی علاقے severely damage ہوئے ہیں اور جہاں پر ہمارے already established centers تھے، ان کو کافی نقصان پہنچا جس کی وجہ سے ہماری progress پر اثر پڑا ہے۔

۵۔ Poor turnout from the people یہ بھی ایک وجہ ہے۔ ابھی تک ہماری effective campaign چل رہی ہے تاکہ لوگوں کو mobilize کیا جائے اور وہ الیکشن سے پہلے شناختی کارڈ بنا لیں لیکن ابھی تک ہمیں لوگوں کی طرف سے turnout بہت کم مل رہا ہے۔

Now I am going to address the second part of the question which is about the proposals. Yes, of course we have proposals on which initial work has already been done but these proposals are subject to approval of the Cabinet. Now I am going elaborate the proposals.

1. Establishment of NADRA Centers at Union Councils level.

پاکستان میں 131 districts میں اور تمام تحصیلوں میں ہمارے مراکز موجود ہیں لیکن U.C level پر ابھی تک کوئی کام نہیں کیا گیا۔ میں already یہ چیز Cabinet میں اپنے ممبران کے ساتھ discuss کر چکا ہوں اور انشاءاللہ U.C level پر ہم آئندہ الیکشن سے پہلے centers establish کر لیں گے۔

2. Establishment of NADRA Data Warehouse to protect huge data from any threat, error and terrorism in collaboration with the M/O Information Technology.

جناب سپیکر! تمام لوگوں کو پتا ہے کہ ان ان جگہوں پر data موجود ہے، یہ main centers ہیں۔ اگر کوئی بھی unwanted situation ہو جاتی ہے، کوئی بھی terrorism کا act ہو جاتا ہے یا natural calamity آجاتی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے ہم ایک Data Warehouse بنائیں گے جہاں تمام data کو ایک specific location پر save کیا جائے گا۔

3. A campaign will be lodged with the help of media and political parties so that people will be mobilized.

اس میں ہماری جتنی بھی سیاسی پارٹیاں ہیں، ہم نے already ان کو خطوط بھیج دیے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو mobilize کریں اور الیکشن سے پہلے وہ اپنے شناختی کارڈ حاصل کر سکیں۔ جہاں تک میڈیا کی ہے تو میرے Blue Party کے کچھ ممبران جن کا تعلق میڈیا سے ہے، ان سے میں already بات کر چکا ہوں اور انشاءاللہ media advertisement کے ذریعے ہم لوگوں کو mobilize کرنے میں اپنا کام ادا کر رہے ہیں۔

4. Extension of mobile multi biometric Interactive Registration Centers in far flung areas.

اس وقت پاکستان کے جو بڑے شہر وں میں mobile service موجود ہے لیکن جو far flung areas ہیں جن میں کافی اضلاع ہیں، وہاں ابھی تک یہ چیز موجود نہیں ہے۔ ہم وہاں پر initiative لے رہے ہیں اور within six months mobile system introduce کر دیا جائے گا۔

5. Establishment of Customer Relationship Centers in all major cities.

میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں ابھی تک صرف تین مراکز قائم ہوئے ہیں، جن میں ایک لاہور میں، ایک اسلام آباد میں اور ایک کراچی میں ہے۔ With the passage of time چاروں صوبوں، فاٹا اور گلگت بلتستان میں جتنے بھی بڑے شہرہیں ہم وہاں پر یہ centers introduce کروا رہے ہیں۔

6. Introduction of e-vehicle management system in all major cities under radio frequency identification device in collaboration with the M/O Information Technology.

جناب سپیکر! ہم دیکھتے ہیں کہ انسانوں کی scanning تو ہو جاتی ہے لیکن ابھی تک گاڑیوں کا کوئی system نہیں ہے۔ جو گاڑیاں suicide attacks and bomb blasts میں استعمال ہوتی ہیں، اس کے لیے ابھی تک کوئی system موجود نہیں ہے۔ میں نے حکومت کی وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی کے officials سے بات کی ہے اور انہوں نے کہا کہ ابھی وہ اس پر کام کر رہے ہیں، انشاءاللہ اس کا positive outcome آئے گا۔

7. Modernization of NADRA Kiosk Centers.

جناب سپیکر! پورے ایوان کو معلوم ہے کہ جو لوگ retired ہو جاتے ہیں، ان کی pension کا معاملہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ لوگوں کے کارڈ گم ہو جاتے ہیں اور انہیں نئے کارڈ بنانے کا مسئلہ ہوتا ہے۔ ہم یہ بھی سوچ رہے ہیں کہ public sector colleges and universities کی feeوغیرہ کے لیے ان Kiosk Centers کو modernize کیا جائے اور پورے پاکستان کو اس سے فائدہ حاصل ہو۔

7. Establishment of NADRA Centers in foreign countries to facilitate overseas Pakistanis in collaboration with the M/O Foreign Affairs.

ہمارے جتنے بھی overseas Pakistanis ہیں جو Middle East, Europe میں یا جہاں بھی ہیں، انہیں overseas card بنانے میں problems ہوتے ہیں، اس سلسلے میں میری وزیر خارجہ سے بات ہو گئی ہے تو انشاءاللہ ہم اس پر بھی proposal پیش کرنی ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ معزز ممبران! یہ تجربہ کیسا رہا؟

جناب محمد ہاشم عظیم: جناب سپیکر! یہ کافی اچھا تجربہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ہم اس practice کو آگے لے کر چلیں۔

Mr. Speaker: Yes, questions will come and Secretariat will screen the questions

ہم کچھ سوالات آنے دیں گے، کچھ نہیں آنے دیں گے، جن جوابات مشکل ہوں گے، ظاہر ہے وہ سوالات نہیں آئیں گے۔ جو ہماری اپنی کارروائی سے relate ہوں گے، اس پر سوالات ہوں گے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ جی اپوزیشن لیڈر صاحب۔

جناب تبریز صادق مری: جناب سپیکر! میں وزیراعظم صاحب سے بالکل agree کروں گا لیکن ایک چیز کی addition کرنا چاہوں گا کہ اگر supplementary questions کی بھی اجازت دی جائے کیونکہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں ایسا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کے لیے normally two or three supplementary questions ہوتے ہیں لیکن یہاں 60 nuclear heads, ہیں۔ کل میں Minister for Foreign Affairs کویہ کہنا چاہ رہا تھا کہ all 60 Youth Parliament Members are not only normal people, they are all nuclear heads.

Mr. Tabrainz Sadiq Marri: Sir, we will try our best to enhance our performance in this regard.

Mr. Speaker: Honourble members, this book in front of you is written by a friend of mine. He send me some books, so I thought you will be the best readers to read it and he will come and join you at a cup of tea.

## Item No. 3 RESOLUTION

Mr. Speaker: Item No. 3 a resolution of Mr. Muhammad Hammad Malik and Ms Mehreen Syeda. Mr. Hammad Malik please move the resolution.

Mr. Muhammad Hammad Malik. Thank you Mr. Speaker! I would like to move a resolution that;

"This House is of the opinion that Pakistan and India should make the Indus Water Commission more effective (as per Article 7 and 8 of Indus Water Treaty) and the Exchange of Data about the Projects on Western Rivers (as per Article 6 of Indus Water Treaty 1960) by India must be ensured to minimize any future water dispute between the countries".

جناب سپیکر! پانی کا مسئلہ پاکستان اور انڈیا کی آزادی کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا جب ہمارےborders mark کیے گئے تو ہماری جتنی بھی نہریں تھیں ان کے سارے heads India میں رکھ دیے گئے۔ جناب والا! یہ بہت ہی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے اور اس مسئلے کے حل کے لیے 1960 میں جواہر لعل نہرو اور ایوب خان صاحب کے درمیان ایک treaty sign ہوئی جس میں یہ طے کیا گیا کہ مشرقی دریاؤں پر انڈیا کا حق اور مغربی دریاؤں پر پاکستان کا حق تسلیم کر لیا جائے۔ اس میں پاکستان کے حصے میں تین دریا سندھ، جہلم اور چناب آئے۔ جناب سپیکر! پانی چونکہ ہمارے مستقبل کے لیے بہت اہم ہے اور ایک بات common term میں کہی جاتی ہے کہ تیسری جنگِ عظیم پانی پر لڑی جائے گی۔ ہم آج کل انڈیا کے ساتھ بہتر تعلقات کی طرف جا رہے ہیں، اس لیے میں نے مسئلہ یہاں اٹھانے کی کوشش کی کہ اس مسئلے پر بحث کی جائے کیونکہ جو فیصلہ Indus Water Treaty میں ہوا، اس پر عمل نہیں ہورہا۔ ہمارے بگلیاڑ ڈیم اور دوسرے hydel power projects پر کچھ reservations ہیں۔ Indus Water Treaty کاArticle 6 exchange of data کے متعلق ہے، اس کے مطابق دونوں ملکوں کے لیے ضروری ہے، خصوصاً انڈیا کے لیے جہاں heads ہیں کہ جتنا بھی discharge ہے چاہے وہ reservoir or canals سے extract کیا جارہا ہے وہ پاکستان کو دے اور انہیں یہ data monthly basis پر دینا چاہیے اگر تاخیر ہو تو تین مہینوں سے زیادہ تاخیر نہیں ہونی چاہیے لیکن آج کل ایسا نہیں ہو رہا اور بہت زیادہ سست روی ہو رہی ہے۔ Article 7 future cooperation کے متعلق ہے کہ دونوں ممالک مستقبل میں ایکدوسرے کا ساتھ دیں گے، اس معاہدے کو مضبوط کریں گے اور وہی Article 7 دونوں ممالک کو اس بات پر bound کرتا ہے کہ data exchange کیا جائے گا۔ اگر انڈیا کوئی بھی hydro power projectہمارے دریاؤں پر شروع کرتا ہے تو وہ اس کا سارا data Pakistan کو دے گا اور اگر اس کے متعلق پاکستان کے کوئی تحفظات ہیں تو ان کو deal کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! Article 8 permanent Indus Water Commission کے بارے میں ہے کہ ایک Permanent Indus Water Commission قائم کیا جائے جو کہ قائم کیا گیا ہے لیکن اس Article میں clearly کہا گیا تھا کہ اس کو بہت زیادہ اختیارات دیے جائیں اور اسے effective کیا جائے تاکہ یہ سندھ طاس معاہدے پر عملدرآمد کرا سکے۔ بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فی الحال Indus Water Commission کی حیثیت صرف کاغذی رہ گئی ہے۔ یہاں ہماراIndus Water Commission موجود ہے اور انڈیا کا بھی Commission موجود ہے، دونوں ملاقاتیں بھی کرتے ہیں لیکن حکومتیں ان کے کسی بھی مشورے کو زیادہ اہمیت نہیں دیتیں۔

جناب سپیکر! موجودہ دور میں ہماری سب سے بڑی ضرورت پانی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ انڈیا کے ساتھ اس مسئلے کو حل کیا جائے، ہم انڈیا کے ساتھ جو دیرینہ تعلقات استوار کرنا چاہ رہے ہیں ان کی شروعات

ہی اس چیز کو strengthen کرنے سے ہونی چاہیے تاکہ مستقبل میں کوئی بھی ایسا واقعہ پیش نہ آئے جو ہمیں کسی جنگ کے دہانے پر لے جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اس resolution کی دوسری moverمحترمہ مہرین سیدہ صاحبہ ہیں لیکن وہ موجود نہیں ہیں۔

جناب تبریز صادق مری: جناب والا! اس وقت وہ موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ عمیر نجم صاحب۔

جناب عمیر نجم: شکریہ، جناب سپیکر! پانی کا مسئلہ پاکستان اور انڈیا کے درمیان بہت زیادہ سنجیدہ صورت حال اختیار کر گیا ہے۔ آنے والے وقتوں میں کشمیر کے علاوہ اختلاف کی بڑی وجہ پانی کا مسئلہ ہو گا۔ پانی کے مسئلے پر پاکستان کو اپنا stance clear کرنا ہو گا کہ وہ actually India سے کس نہج پر بات کرنا چاہتا ہے؟ پاکستان نے انڈیا کو freely dams پر کام کرنے کی اجازت دی اوروہ اپنے canal system کو بہتر بنا رہے ہیں اور پاکستان کے پانی کو کم سے کم کر رہے ہیں۔ اس سے ان کی approach یہ ہے کہ پاکستان کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے اور اسے بنجر کیا جائے۔ ہمیں پوری دنیا میں اس message کو clear کرنا ہو گا کہ پاکستان کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے اور پاکستان کو اپنے engineers and technical teams کے ذریعے پوری دنیا میں یہ message convey کرنا چاہیے کہ وہ کس طرح اس صورت حال کو بہتر کر سکتا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر! جناب اسامہ محمود صاحب۔

جناب اسامہ محمود: شکریہ جناب سپیکر! جس طرح حماد ملک صاحب نے اس resolution کو پیش کیا، میں بھی ان کی بات سے agree کرتا ہوں کہ اگر پاکستان اور انڈیا کے درمیان کوئی جنگ ہوئی تو وہ پانی کے مسئلے پر ہو گی۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں، پاکستان ایک زرعی ملک ہے، پاکستان کا نہری نظام دنیا کے بہترین نہری نظاموں میں شمار ہوتا ہے۔ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت پاکستان کو معاشی طور پر کمزور کرنے کے لیے انڈیا نے ایسے منصوبے تیار کیے ہیں جن میں پاکستان کے پانی کے نظام کو control کیا جائے۔ بہنے والے ہر دریا پر ڈیم بنایا جاتا ہے، اس پر power projects بنائے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں آج energy crisis ہے، دریا خشک ہو رہے ہیں، کوئی بھی proper system نہیں ہے لیکن اس کی major reason Indus Water Commission کی نااہلی ہے۔ اس کمیشن کے لوگ کام تو کر رہے ہیں، facilities تو enjoy کر رہے ہیں لیکن ان کی کوئی خاطر خواہ کارکردگی سامنے نہیں آئی۔ کافی عرصے سے یہ معاملہ میڈیا میں آتا رہتا ہے لیکن میڈیا بھی اس معاملے کو اس طرح سے پیش نہیں کرتا جس طرح پیش کیا جانا چاہیے۔ Unfortunately ہمارے ملک میں میڈیا کا اتنا developmental role نہیں ہے جتنا ہونا چاہیے تھا، otherwise ایسے معاملات پر اتنی hype create کرنی چاہیے کہ جب تک ان معاملات کی solution نہ ملے اس وقت تک لوگوں کو آرام سے نہیں بیٹھنا چاہیے۔ یہ وہ issues ہیں جن سے ہماری معاشی ترقی directly or indirectly related ہے۔ اگر ایسے معاملات کو اسی طرح ignore کیا جاتا رہا تو نہ صرف ہم بلکہ آنے والی نسلیں بھی suffer کریں گی۔

جناب سپیکر! Indus Water Commission کی کارکردگی کا trial کیا جانے چاہیے، بہت سے ایسے ڈیم ہیں جو انڈیا پچھلے بیس سالوں سے بنا رہا ہے اور اس پر ہماری طرف سے کوئی بھی notice نہیں لیا جاتا اور

اگر notice لیا جاتا ہے تو timeframe اتنا late ہو جاتا ہے اورlegally according to international law اس منصوبے کا 80% work complete ہو چکا ہوتا ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر انڈیا نے ایسی situation پیدا کر دی ہے کہ وہ ان منصوبوں پر جس speed سے کام کر رہے ہیں اگر وہ کام کرتے رہے تو پاکستان میں پانی کے مسئلے کو حل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

جناب والا! ہمارے ملک میں ایک تو انڈیا کی طرف سے پانی کا بہاؤ control کیا جا رہا ہے اور دوسری چیز اس پر کوئی planning نہیں ہے، اگر پانی آتا بھی ہے، بارشیں ہوتی ہیں، سیلاب آتے ہیں، کسی بھی صورت میں پانی آتا ہے تو اس پر کوئی ڈیم نہیں بنتا، کوئی proper utilization and planning نہیں ہے۔ Hydro plants بھی اتنے زیادہ نہیں لگ رہے اور نہ ہی کوئی منصوبہ properly implement کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے ہمیں مسائل کا سامنا ہے۔ ہم نہ صرف اپنے عارضی منصوبوں کی طرف دھیان دیں بلکہ اپنے اندرونی مسائل اور اپنی performance سے اسے long term planning میں ضرور لے کر چلیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب محمد ظفر صدیق صاحب۔

جناب محمد ظفر صدیق: جناب سپیکر! میں اس resolution کو appreciate کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ Indus Water Treaty کو صحیح طریقے سے implement ہونا چاہیے۔ جناب سپیکر! جب بھی پاکستان میں Indus Water Treaty پر بات ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ پاکستان کے ساتھ زیادتی ہوئی اور اس کا fair حصہ نہیں دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ماضی کی باتوں کو بھول جانا چاہیے اور آگے بڑھنا چاہیے اور اس معاہدے کو صحیح معنوں میں implement کروانا چاہیے۔ یہ بات درست ہے کہ پوری دنیا میں پانی کی قلت پائی جاتی ہے اور اس کی دو بڑی وجوہاتrising population and global warming ہیں۔ پاکستان میں اس کے علاوہ دو اور وجوہات ہیں، ان میں ایک water mismanagement ہوتی ہے اور دوسری وجہ انڈیا کا پاکستان کے پانی پر غاصبانہ قبضہ ہے۔

جناب والا! Indus Water Treaty کو implement کروانے کے لیے میں تین recommendations دینا چاہتا ہوں۔

۱۔ پاکستان کے Foreign Office میں ایک special water cell بننا چاہیے جو international forum کے ذریعے پاکستان کے پانی کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے اپنی کوشش کرے۔

۲۔ انڈیا کا اپنے تمام ہمسایہ ممالک کے ساتھ پانی کا مسئلہ چل رہا ہے۔ پاکستان کو بنگلہ دیش، چین اور نیپال کے ساتھ collaboration کرکے region میں پانی کے مسئلے کو jointly solve کرنا چاہیے۔

۳۔ پاکستان کے چناب اور جہلم دریاؤں پر انڈیا جتنے بھی منصوبے بنا رہا ہے، انہیں bilateral talks, arbitrator or international forum کے ذریعے solve کرنے کی کوشش کی جائے ورنہ پاکستان میں پانی کی شدید قلت پیدا ہو سکتی ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب حسیب احسن صاحب۔

محمد حسیب احسن: شکریہ، جناب سپیکر! 1960 میں World Bank کی جانب سے یہ مسئلہ finalize تو کر دیا گیا لیکن اس کے باوجود ابھی تک انڈیا کی طرف سے اس کی بہت زیادہ violation ہو رہی ہے۔ انہوں نے مختلف مقامات پر ڈیمز بنا لیے ہیں۔ میں اس کا ایک حل پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے ہماری ابھی تک تقریباً

450000 acre of land متاثر ہو رہی ہے۔ اس کے لیے انڈیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باقاعدہ کوئی حل تلاش کیا جائے۔ جناب والا! اس طرح کے equipments آچکے ہیں کہ جن سے پانی کی proper تقسیم کی جاسکتی ہے اور جب جماعت علی شاہ صاحب تھے، انہوں نے کافی کوشش بھی کی کہ وہ equipments لگائے جائیں لیکن انڈیا کی طرف سے ہٹ دھرمی دکھائی جاتی رہی اور وہ equipments نہیں لگائے جاسکے۔ میری اس ایوان سے گزارش ہے کہ وہ equipments لگائے جائیں تاکہ پانی کی proper تقسیم کی جاسکے اور ہمارے ساتھ ناانصافی نہ ہو۔

جناب سپیکر: جناب محمد تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ : شکریہ، جناب سپیکر! اس ایوان میں میرے ساتھیوں نے جو resolution پیش کی ہے یقیناً اس سے کوئی اختلاف نہیں کرے گا لیکن جو disputes ہیں وہ کن grounds پر ہیں، وہ کون سی realities جن کی وجہ سے یہ disputes ہیں؟ Dispute is not only making barrages and making power houses and impeding the water flow. یہ ایک international law ہے اور ساری دنیا میں اسے مانا جاتا ہے کہ پانی پر سب سے پہلا حق اس کا ہے جو سب سے آخر میں آتا ہے جو سب سے شروع میں ہوتا ہے اس کا حق بہ نسبت سب سے آخر میں آنے والے سے کم ہے، اسی حساب سے پاکستان میں پانی انڈیا سے آ رہا ہے، we are at a later stage, اس پانی پر ہمارا حق زیادہ ہے بہ نسبت انڈیا کے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ international law ہے کہ پانی پر اس کا زیادہ حق ہے جو ساحل کے زیادہ قریب ہے یا جہاں drainage of water ہے۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: میرا point of order ہے کہ kindly یہ international law کا source, agreement وغیرہ quote کر دیں۔

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: جناب سپیکر! مجھے اس قانون کا نام نہیں پتا but I am sure of this law کہ پانی پر جو حق ہے that is more of the one nearer to the shower. اس کے علاوہ diversion of water sources is also a very criminal part of this dispute. بیراج اور ڈیم بنانا تو شاید اتنا غلط نہ ہو جتنا دریاؤں کوموڑنا یا ان کا route change کرنا ہے جس طرح Indus River آ رہا ہے وہ اس پر Nimoo Bazgo ڈیم بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ انڈیا کی طرف سے دریائے نیلم پر پہاڑوں میں blasting کر کے detour کیا گیا ہے اور natural path of the river کو change کر کے اس پر کشن گنگا ڈیم بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لیے نہ صرف barrages and impeding the flow of the rivers کو روکا جائے بلکہ جو natural flow and natural tour of the rivers ہے، اسے بھی maintain کیا جائے، blasting کر کے اسے change نہ کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب عمر رضا صاحب۔

جناب عمر رضا: جناب سپیکر! میرے ایک محترم بھائی نے سندھ طاس معاہدے کی بات کی ہے۔ یہ معاہدہ صرف اسی لیے کاغذوں میں رہ گیا کیونکہ جب ہم نے اس معاہدے کو اقوام متحدہ میں معاملہ اٹھایا تو انڈیا نے اس بات کو prove کیا تھا کہ ہمیں پانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم ہر سال لاکھوں کیوسک پانی سمندر میں پھینک دیتے ہیں اور ہمارے پاس اس کی storage کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم اپنے ملک

میں ایک کالاباغ ڈیم نہیں بنا سکے۔ ہم کسی پر انگلی نہیں اٹھا سکتے پہلے ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے کیونکہ اگر ہم پانی کو store نہیں کر سکتے تو ہم ان سے کیوں پانی مانگ رہے ہیں؟ جب ان کے پاس پانی زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ ہمارے علاقے میں پھینک دیتے ہیں۔ گاگرہ دریا میرے علاقے میں بہہ رہا تھا جو پاکستان بننے کے بعد بالکل بند تھا، پچھلے دس سالوں سے وہاں پر کئی ہزار کیوسک پانی میرے علاقے میں آرہا ہے جس سے کسانوں کو بہت زیادہ نقصان بھی ہوتا ہے لیکن اس کی storage کے لیے کوئی نظام موجود نہیں ہے۔ برائے مہربانی کسی پر انگلی اٹھانے سے پہلے ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل صاحبہ۔

محترم شہیرہ جلیل الباسط: شکریہ، جناب سپیکر! ایک بات جو ابھی ایک محترم ممبر نے کہی میں اسے contradict کرنا چاہوں گی کہ ہمارے internal water supply کے نظام میں بھی کافی مسائل ہیں تو بقول ان کے انڈیا پر انگلی اٹھانے سے ہمیں پہلے اپنا internal system correct کرنا چاہیے۔ یہاں مسئلہ یہ ہے کہ اگر تو سو فیصد میں سے آپ consider کریں کہ انڈیا ہمیں 40% پانی ایک planting season میں allow کرتا ہے تو پاکستان کے اپنے internal water supply کے مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس 40% میں سے اگر 20% کھیتوں تک پہنچتا ہے تو اگر وہ 40% کی بجائے fairly 60% or 70% جس پر ہمارا حق بنتا ہے وہ دے تو آپ calculate کریں تو ہمیں پہنچنے والا 20% پانی بڑھ کر may be 30% or 35% ہو جائے۔ Eventually مسئلہ ادھر ہی ہے، ہمارے internal supply system میں تو obviously glitches ہوں گے لیکن مسئلہ انڈیا کی جانب سے بھی ہے۔ اس resolution کی ایک چیز کی clarification مجھے ابھی تک نہیں ہوپائی ہے، انہی کے محترم جنہوں نے یہ resolution move کی ہے، انہوں نے کہا تھا کہ Indus Water Commission اتنا effective نہیں ہے کہ ہم اسے table پر رکھیں اور بولیں کہ یہ effective ہے یا اس کا trial کریں and by the way trail بھی ایک جانب سے ممکن نہیں ہے، دونوں ممالک کو on board آنا پڑے گا، it can not be that Pakistan trial کرنا چاہے تو trial ہو جائے۔ وہ محترم ممبر خود ہی اس بات کو مان رہے ہیں کہ Indus Water Commission اتنا effective نہیں ہے کہ آپ اس سے expect کریں کہ وہ ایک ایک چیز کا دھیان رکھے اور تمام calculations کرے، انڈیا سے data کی بھی demand کرے، then who are you proposing کہ انڈیا اپنے تمام hydro power projects کا data under the exchange of data clause of the Indus Water Commission جمع کرائے۔ انڈیا تو اپنا date جمع کرا دے گا for instance Kishan Ganga Dam, Pakal-Dul Dam, Bursar Dam, there are a lot of dams, India کے hydro power projects کا تمام data Pakistan کے پاس موجود ہے، Pakistan is aware کہ ان کی کس طریقے سے development ہونی ہے لیکن اس کے بعد جب پاکستان کی reservations آتی ہیں، how are you going to cater that? You can not simply propose that Indus Water Commission کو effective ہونا چاہیے۔ اب وہ کیسے effective ہو جبکہ آپ ایک جانب سے trial کرنے کے لیے تیار ہیں، انڈیا on board آنے کے لیے تیار ہی نہیں ہے۔ So, I guess اس resolution میں اس چیز کو دھیان میں رکھنے کی ضرورت تھی کیونکہ اگر آپ Indus Water Commission کی clauses کو revisit بھی کر دیں گے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب محمد حسیب احسن: جناب سپیکر! میرا point of order ہے کہ بات Indus Water Treaty کی ہی ہے۔ انڈیا کا جہاں مفاد ہوتا ہے وہاں تو وہ لوگ ہمارے ساتھ بات کرنے کے لیے بالکل agree ہوتے ہیں، مختلف

issues پر بیٹھ جاتے ہیں، یہاں بنک investment کر رہے ہیں۔ جناب والا! ہماری تقریباً 37 million acre land وہ Indus Water کی وجہ سے flow ہے اور ہم لوگ ان پر dependent ہیں۔ جناب جماعت علی شاہ صاحب نے کافی کوشش کی ہے۔ ایک telemetric system ہے، اس کے لیے ہم نے کافی کوشش کی کہ وہ لگایا جاسکے تاکہ اس کی کوئی proper solution نکلے لیکن انڈیا کی طرف سے ہر مرتبہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا گیا۔

جناب سپیکر! وہ آپ یہاں اپنے system میں بھی نہیں لگا سکتے ہیں۔

محترمہ انم ضیاء: میرا point of order ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ انم ضیاء: جناب سپیکر! وزریر صاحبہ نے میرے محترم ممبر کے comment پر کہا کہ انڈیا ہمیں جتنا بھی پانی دے رہا ہے تو میں اس پر کہنا چاہوں گی کہ وہ ہمارےflood water کی بات کر رہے تھے کہ ہم اپنے سیلابی پانی کو بھی نہیں سنبھال سکتے تو انڈیا کو کیوں blame کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you very much. A term which is being frequently use by some of the authorities within the country that a sort of water terrorism is expected to be launched by the India on the water terrorism. Does this terrorism exist or not? It is actually quite a myth. The disputed role of the Indus Water Commission whether this Water Commission is effective or not? Whether the rules are being implemented, the Indus Water Treaty is being interpreted in different ways. The clauses of the Indus Water Treaty can be exploited in one way or the other. So, the need of the hour is that 'yes' we can establish a sort of cell which deals with the water disputes but the water disputes is not something which can be solved by just the implementation of the Indus Water Treaty to that greater extent. Yes it does play a very critical part but we have to do certain more measures in this regard. The Water Management Cell and the Water Treaty Cell can be established in this regard and independent commission under the U.N can work to find out the neutral findings that what exactly is the dispute? Who is claiming the right whether the Pakistani right of infringement of being infringed or whether the India's water claim is right. So it is a need of the hour that an independent commission under the U.N must be established and its findings must be enforced by both the commissions. Thank you.

جناب سپیکر: جناب تبریز مری صاحب۔

جناب تبریز صادق مری: شکریہ، جناب سپیکر! اس resolution میں Article 7, 8 and later on 6 کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ Article 7 کہتا ہے کہ river development دونوں sides پر ہونی چاہیے کیونکہ اس سے یہ ہو گا کہ پانی کی efficiency increase ہو گی۔ Secondly, it talks about engineering works with mutual consensus. Thirdly, it talks about notification of Indus Water Projects. اب میں Article 6 پر بات کروں گا جس میں exchange of data کی بات ہے اور جیسے ایک ممبر نے کہا کہ ہمارے پاس شاید data موجود ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا Article 6 says that exchange of data should be daily basis, there are facts I can give it to her by today.

جناب سپیکر! میں اب اس کے other part کی طرف آتا ہوں۔ کچھ معزز ممبران کی طرف سے ایسی بات کی گئی کہ یہ Indus Water Commission effective نہیں ہے یا اتنا effective نہیں ہے جتنا اسے ہونا چاہیے،

لیکن اگر یہ effective نہیں ہے تو کیا ہم اس سے خارج ہو I agree with that it is not as effective as it should be جائیں؟ We are signatory of it, we are part of it, ہمیں اس کو effective بنانا پڑے گا کیونکہ یہ ہماری ضرورت ہے۔ اگر انڈیا اس چیز کو اتنا زیادہ enforce or push نہیں کرتا تو شاید انڈیا کو اس چیز سے اتنا فرق نہیں پڑتا جتنا پاکستان کو فرق پڑتا ہے، we have to make efforts for it. جہاں تک بات کی گئی کہ آپ U.N or World Bank کو involve کریں کیونکہ it was an intermediary in this. Obviously that could be a suggestion, that could be a way forward لیکن پہلے آپ کے پاس جو resource available or laws ہیں، انہیں completely implement کرانے کی کوشش کریں، اگر وہ implement نہیں ہوتے then obviously you can even drag India to the International Court of Arbitration, but only as a last resort. Thank you.

Mr. Speaker: Now I put this resolution to the House.

*(The motion was carried)*

## Item No. 4 RESOLUTION

Mr. Speaker: Item No. 4 of Mr Omair Najam, Mr. Hassan Ashraf and Mr. Gohar Zaman. Mr. Omair Najam, please move the resolution.

Mr. Omair Najam: Mr. Speaker! Thank you very much. I would like to move a resolution that;

"This House is of the opinion that Kashmir conflict is the main cause of dispute between Pakistan and India. For the speedy resolution of the conflict both countries should include the Kashmiri Leadership in the dialogue process. Moreover both counties should demilitarize the Jammu and Kashmir Valley to abridge the trust deficient".

Mr. Speaker! Kashmir is the main issue between Pakistan and India and since the independence it is the bone of contention between the two countries.

کشمیر کے مسئلے کے لیے ہمیشہ سے ایک rigid approach اپنائی گئی ہے۔ کشمیر کے مسئلے کو solve کرنے کے لیے پاکستان اور انڈیا دونوں نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا ہے اور جو ایک approach ہے، اس میں basic flaw یہ ہے کہ ہم نے کبھی بھی کشمیر کی leadership کو اس میں include نہیں کیا اور انہیں properly stakeholder نہیں سمجھا جس کی وجہ سے کشمیر کی resolution کبھی ایک متفقہ رائے کی طرف نہیں جاسکی۔ اس لیے کشمیر کی speedy resolution کے لیے ہمیں کشمیر کی leadership کو اس تمام process میں include کرنا ہو گا because they are the real people who own Kashmir. اس process میں ہمیں ان کو شامل کرنا چاہیے۔ اس سے یہ ہوگا کہ جو بھی فیصلہ آئے گا وہ تینوں stakeholdersکشمیریوں کے لیے بھی، پاکستانیوں کے لیے بھی اور انڈیا کے لیے بھی قابل قبول ہو گا۔

جناب سپیکر! کشمیر کی وادی میںline of control پر دونوں طرف eye to eye فوج موجود ہے جس کی وجہ سے between the two countries trust deficit ہے اور جب بھی کوئی dialogue process یا کسی resolution کی طرف بڑھنے لگتے ہیں تو تاریخ گواہ ہے کہ 1965 اور کارگل جنگ جیسے واقعات ہوجاتے ہیں اور ہر چیز sabotage ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ کشمیری جو باہر رہ رہے ہیں، وہ فوج کی وجہ سے بہت زیادہ suffer کر رہے ہیں۔ اگر یہ خطہ demilitarize ہوتا ہے تو اس کے نتیجے میں کشمیر کے لوگ ایک آزادنہ سوچ کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کر سکیں گے اور اس سے خطے میں امن و سکون ہو گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب حسن اشرف صاحب۔

جناب حسن اشرف: شکریہ، جناب سپیکر! پہلے تو میں اس resolution میں ایک amendment propose کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس resolution کے mover ہیں اس لیے آپ اسے اپنی تقریر میں mention کر لیں۔

جناب حسن اشرف: جی ٹھیک ہے۔ Kashmiri leadership should be included in the dialogue process because who are at stake as well besides Pakistan and India. اب کشمیری لیڈرشپ کیا ہے؟ اس میں آزادکشمیر ، گلگت بلتستان کی لیڈرشپ اور مقبوضہ کشمیر کی لیڈرشپ بھی ہوتی ہے جس میں حریت کانفرنس، Indian supported parties بھی شامل ہیں، جس میں شیخ عبداللہ کی نیشنل کانفرنس بھی شامل ہے، ان تمام پارٹیوں کے different point of views ہیں۔ ان سب کو table پر آنا چاہیے۔ اگر یہ leadership include نہ کی گئی تو اس سے کیا ہوگا؟ اس سے یہ ہو گا کہ کچھ factors ایسے ہوں گے جو اس solution کو نہیں مانیں گے، کچھ factors ایسے ہوں گے جو اس solution سے ناراض ہو جائیں گے، پھر violence ہو گا، پھر ہڑتالیں ہوں گی تو ایسے solution کا کیا فائدہ۔ اس سے بہتر ہے کہ ساری پارٹیاں ایک میز پر بیٹھیں، ہر فریق compromises کرے اور اس مسئلے کا peaceful solution نکالا جائے۔

جناب سپیکر! جب آزادکشمیر اور گلگت بلتستان کی leadership 90% of the time Pakistani leadership کی policy کو follow کرتی ہے تو پھر انہیں ادھر لانے کا کیا فائدہ، انہیں اس میں stakeholder بنانے کا کیا فائدہ؟ وہ اس لیے کہ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک کا کوئی بھی حصہ چین کو gift کیا جائے جیسے پہلے کیا گیا تھا۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری زمین کا ایک انچ بھی انڈیا کو دیا جائے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری زمین پر Indian Military boots کی presence ہو، ہم پاکستانی ہیں کوئی چاہے یا نہ چاہے، کوئی مانے یا نہ مانے۔ اب یہاں لکھا ہے کہ both countries should demilitarize the Jammu and Kashmir Valley, it should be amended moreover both countries should demilitarize the state of Jammu and Kashmir and Valley.

جناب سپیکر! اب Kashmir Valley پر تھوڑی بات کرتے ہیں جو Indian Occupied Kashmir ہے وہاں ہر کلومیٹر کے بعد ایک فوجی ہے، fully loaded, fully uniformed and it is not a exaggeration. ہماری طرف پاکستان آرمی کی presence ہے لیکن وہ اتنی زیادہ نہیں ہے، وہ کسی کو تنگ نہیں کرتے، زیادہ سے زیادہ کہیں زمین کا تنازع ہو جاتا ہے کہ انہوں نے زمین پر قبضہ کر لیا ہے اور کیمپ بنا لیا ہے، that's about it تو کوئی major issue نہیں ہے۔ اس وادی کو demilitarize کیوں کیا جائے؟ اس لیے کہ یہاں militancy بھی curb کرنی چاہیے، demilitarization بھی کرنی چاہیے کیونکہ ہمیں بارود کی فصلیں نہیں چاہییں، ہمیں سکول چاہییں، کالج چاہییں، سڑکیں چاہییں، بجلی چاہیے، ہم نے بہت کلاشنکوفیں دیکھ لی ہیں، ہم نے جہاد کے بہت نعرے لگا دیے ہیں، بہت لاشیں دیکھ لی ہیں۔ آئیں قدم بڑھائیں، سارے مل جل کر اس مسئلے کاpeacefully نکالیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب محمد تیمورشاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: شکریہ، جناب سپیکر! یقیناً یہ بہت ہی زبردست resolution ہے، میں تو وہی بات کہوں گا جو ہماری Green Party کے manifesto میں ہے 'that we should give the Kashmiri people right of self-determination' وہ اپنا فیصلہ خود کریں کہ انہوں نے کس کے ساتھ جانا ہے۔ مجھے اس resolution میں

صرف ایک بات پر تشویش ہے کہ انہوں نے ایک بات کی کہ 'moreover both countries should demilitarize Jammu and Kashmir Valley to abridge the trust'. مقبوضہ کشمیر میں تو ہر کلومیٹر کے فاصلے پر ایک فوجی کھڑا ہے لیکن یہاں اس طرح کی صورت حال نہیں ہے، they are not giving any atrocity to the people living over there and they are not brutal with them, صرف بارڈر پر ہے ۔ اگر کوئی mover اس چیز پر مجھے convince کر دے کہ demilitarization of Pakistan کو ہم کیسے کریں گے؟ کیا ہم انہیں border سے ہٹائیں گے یا ان کے cantonments کو ختم کریں گے؟ شکریہ۔

جناب حسن اشرف: جناب سپیکر! میں ایک چیز clarify کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ Indian occupied Kashmir کو demilitarize کریں گے تو آپ کو اپنی طرف بھی کرنی پڑے گی، ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ انہیں کہیں کہ وہ demilitarize کردیں، ہم تو نہیں کریں گے کیونکہ ہم یہاں کوئی atrocity نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! جی ٹھیک ہے۔ جناب گوہر زمان صاحب۔

جناب گوہر زمان: شکریہ، جناب سپیکر! اس میں تو کوئی دو رائے نہیں ہے کہ مسئلہ کشمیر بہت اہم مسئلہ ہے اور اس کا حل صرف مذاکرات کے ذریعے ممکن ہے۔ اس پربھی کوئی دو رائے نہیں ہے کہ پاکستان کا ہمیشہ سے stance کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے کا ہی رہا ہےظاہر ہے اگر پاکستان اور انڈیا کے درمیان کوئی disputes ہیں تو without the consent of the people of Kashmir اس کو solve کر بھی لیں تو شاید اس میں خودارادیت کا عنصر نظر نہ آئے تو صرف اس چیز کو ensure کرنے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ضروری ہے کہ وہاں کی تمام جماعتیں اور کشمیر کے لوگوں کی true representation چاہے وہ کٹھ پتلی انتظامیہ،or existing government جو حریت پسند رہنما ہیں، ان سب کو on board لیا جائے اور equal basis پر بیٹھ کر ان سے discussion کی جائے اور کوئی solution نکالا جائے تاکہ ہم اس مسئلے کو effectively deal کر سکیں۔ جہاں تک demilitarization کی بات ہے تو ظاہر ہے آپ کو ایک قدم اٹھانا پڑتا ہے تاکہ آپ کی جانب کوئی قدم اٹھائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: محترم ایلیا نوروز علی صاحبہ۔

محترمہ ایلیا نوروز علی: شکریہ، جناب سپیکر! میں اس resolution کو support کرتی ہوں لیکن one thing that I want to mention is that Kashmir is the main reason of conflict between the two countries and sixty years is pretty a long time. The main reason that we can't come to a conclusion is that we are listening to one another. So, what I believe that what we should be doing as a first, we should create grounds for both, so that we can come and to contact, we can start talking, we should start communicating and we should make grounds for a more comfortable area then we can move to Kashmir conflict because we both are hostile on this issue and we can't bring out the solution until and unless we both don't put on each and other on comfortable grounds. So, I think what we should be doing as a first, we should decrease this trust deficit barrier. Thank you.

جناب سپیکر: جناب محمد عتیق صاحب۔

جناب محمد عتیق: شکریہ، جناب سپیکر! میں کشمیر کے حوالے سےایوان کو کچھ factual points بتانا چاہوں گا۔ پینسٹھ سالوں میں صرف مشرف formula ایسا تھا جس پر دونوں پارٹیوں کا to some extent اتفاق تھا جو کہ لسانی بنیادوں پر ایک island طرح کا formula تھا جو بعد میں سیاست کی نظر ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں

کہ اسے review کرنے کی ضرورت ہے اور اس خطے میں امن کے لیے ان دونوں ممالک کا کشمیر point ایک بہت ہی important point ہے۔

جناب سپیکر! دوسری اہم وجہ دونوں کی establishment کو control کرنے کا ہے، دونوں ممالک کی establishment کی will کچھ اور ہے اور حکومتوں کی willکچھ اور ہے۔ انڈیا میں حکومت کی will matter کرتی ہے، ہمارے ہاں establishment کی will matter کرتی ہے، یہ بہت بڑا فرق ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ Establishment کی will یہ ہے کہ unrest رہنا چاہیے، funds ملیں گے، اسلحہ بکے گا اور دوسری unethical practices کو فروغ ملے گا، جس طرح بلوچستان اور کسی حد تک کراچی میں رکھا جاتا ہے اور باہر کی قوتوں سے مل کر unrest کو فروغ دیتی ہیں۔ اس میں اگر ہم اپنی establishment اور Indian side کو وہ control کریں گے تو کسی نتیجے پر پہنچ پائیں گے۔

اس سلسلے میں تیسری اہم چیز SAARC کی strengthening ہے لیکن دونوں اطراف کی establishment اسے بھی نہیں ہونے دیتیں کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ اگر SAARC countries میں visa free ہو جاتا ہے، trade free ہوجاتی ہے تو insurgency بڑھنے کا خطرہ ہو سکتا ہے، اس لیے SAARC کا معاملہ بھی strengthen نہیں ہو پاتا۔

میرے یہ تین points تھے۔ کشمیر کو لسانی اور جغرافیائی بنیادوں پر review کرنابہت ضروری ہے تاکہ دونوں ممالک اسے سمجھ سکیں اور آگے بڑھ سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: توصیف احمد عباسی صاحب۔

جناب توصیف احمد عباسی: شکریہ، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان اور انڈیا کے درمیان تنازعات کی اہم وجہ مسئلہ کشمیر ہے۔ اگر آپ کا یہ issue solve ہو جائے تو آپ پانی اور باقی معاملات میں جو شور مچا رہے ہیں، یہ سارے issues solve ہو سکتے ہیں۔ جنوبی ایشیا کی دو ہی سپر پاورز ہیں جن کے درمیان conflictکی وجہ جموں وکشمیر ہے۔ کشمیر کی تاریخ بہت پرانی ہے، میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس conflict کے دوpossible way out ہیں، ایک یہ کہ آپ یا تو جنگ کی طرف چلے جائیں اور ہتھیار اٹھا لیں، دوسری چیز یہ کہ آپ dialogue کی طرف چلے جائیں۔ جناب والا! چونکہ دونوں ممالک nuclear powers ہیں اس لیے دونوں طرف کے عوام اس conflict کو جنگ تکafford نہیں کرسکتے۔ جناب والا! اس مسئلے کا حل dialogue ہے، 1947 سے لے کر آج تک جتنے بھی dialogueاس لیےfail ہوئے ہیں کہ کبھی ایک طرف کی لیڈرشپ کو اعتماد میں نہیں لیا گیا، کبھی دوسری طرف کی لیڈرشپ کو اعتماد میں نہیں لیا گیا، جس طرح last time Musharraf *Sahib* نے ایک formula پیش کیا اور عتیق بھائی نے بڑی اچھی بات کی کہ وہ formula کوئی برا نہیں تھا، اس میں ایک دو points ایسے تھے جو سیاست کی نظر ہو گئے جس کی وجہ سے problem create ہوگئی اور conflict ابھی تک چل رہا ہے۔

جناب والا! جیسے resolution میں کہا گیا ہے کہ جموں و کشمیر کی لیڈرشپ بھمبر سے تاؤبٹ تک آزادکشمیر کی لیڈرشپ اور سری نگر سے جموں تک جموں و کشمیر کی لیڈرشپ کو جب تک آپ میز پر ساتھ نہیں بٹھائیں گے، ان کے issues کو نہیں سنیں گے، انہیں confidence میں نہیں لیں گے، یہ issue solve نہیں ہو سکتا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر! جناب جمال نصیر جامی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامی: شکریہ، جناب سپیکر! میں کچھ شخصیات کا حوالہ دینا چاہوں گا کیونکہ کشمیر کا image اس طرح کا ہے کہ کشمیر کا نام سنتے ہی لوگوں کے ذہنوں میں dispute اور اس طرح کی چیزیں آجاتی ہیں۔ کشمیر نے بہت اہم شخصیات کو جنم دیا جن میں، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال، امام خمینی، شورش کاشمیری، عطاالحق قاسمی، جواہر لعل نہرو اور نوازشریف شامل ہیں، اس حوالے سے یہ ایک تاریخی بات ہو گئی۔ جناب والا!کشمیر کا dispute جیسے اس resolution میں ذکر کیا گیا ہے، بالکل اس کی لیڈرشپ کو on board لینا چاہیے اور لیڈرشپ وہاں موجود ہے، ایسے نہیں ہے کہ وہ لیڈرشپ کے بغیر ہیں۔ کشمیری بنیادی طور پر ہمیشہ سے ایک پرامن قوم رہی ہے۔ اگر آپ اس کی ماضی کی تاریخ دیکھیں تو اس قسم کا جنگ و جدل وہاں نہیں تھا جو تقسیم ہند کے بعد ہوئے تو اس بات پر توجہ دینے کی ضرورت ہےکہ ہم نے کشمیری لیڈرشپ کو out کیا ہوا ہے اور کشمیری لوگوں کی امنگوں اور خواہشات کو ان سے دور کیا ہوا ہے۔ وہاں پر دونوں ممالک کی طرف سے جو militarization ہے، انڈیا کی طرف سے زیادہ ہے کیونکہ وہ disputed territory ہے ، وہاں لاکھوں کی تعداد میں فوجی موجود ہیں۔ وہاں لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام ہوا اور عورتوں کی عزتیں لوٹی گئی ہیں۔ یہ one sided نہیں ہونا چاہیے کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ اس خطے کو کس نے کتنا نقصان پہنچایا ہے؟ یہ اسی حساب اورratio سے step back بھی ہونے چاہییں اور بالکل پاکستان کو امن کی آشا یا وہ بات کہ پاکستان back پر آجائے اور انڈیا تو مستقل بنیادوں پر وہاں problems create کرتا رہا ہے۔ میں اس resolution کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ کشمیر کو demilitarize کیا جائے اور اس کی قیادت کو on board لیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب سلمان خان شینواری صاحب۔

جناب سلمان خان شینواری: شکریہ، جناب سپیکر! کچھ ممبران نے صحیح کہا ہے کہ ہماری فوج اتنی equipped نہیں ہوتی یا وہاں ہماری افواج اتنی تعداد میں نہیں ہے اور انڈین فوج کی presence زیادہ ہے لیکن ہمیں تاریخ کو بھی تھوڑا review کرنا چاہیے کہ شروع میں کیا ہوا اور کس کی وجہ سے یہ trust deficit پیدا ہوا؟ کشمیر پر پاکستان کا as such کوئی legal claim نہیں بنتا تھا کیونکہ جب partition ہوئی تو تمام princely states کے پاس یہ option تھا کہ وہ جس طرف جانا چاہیں جا سکتے ہیں اور اُس وقت کشمیر کے مہاراجہ نے انڈیا کے ساتھ جانے کا فیصلہ کیا تھا even though اس پر پاکستان کے کچھ مجاہدین جنہیں پاکستانی حکومت کی حمایت حاصل تھی، وہ وہاں گئے۔ میں یہ سب اس لیے بتا رہا ہوں کہ کیسے over the time trust deficit بنتا گیا۔ ہم نے اس پر جنگیں لڑیں جن میں زیادہ تر پاکستان کی طرف سے initiated تھیں۔ اگر آپ نے اس معاملے کو حل کرنا ہے تو ہم سے جو غلطیاں ہوتی رہی ہیں تو ہمیں اس کی solution ڈھونڈنے کے لیے اسن چیز کو initiate کریں اور شروع میں ہمیں ہی demilitarization initiate کرنی چاہیے، اس میں زیادہ نہیں تو تھوڑی بہت کرلیں لیکن ہمیں خود initiative لینا ہوگا تاکہ ایک example set کریں اور انڈیا کے ساتھ relationship بڑھانے کے لیے قدم اٹھائیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you Mr. Speaker! When we talked about the major bone contention between Pakistan and India, what needs to be done that what new confidence building measures

can be taken? We have always talked about the rigidity of the borders between India and Pakistan that the borders are very rigid, the line of control is even very rigid. So these borders will have to be made porous. When we talk specifically in terms of Kashmir nobody can deny the fact that demilitarization is a very importance aspect in this regard because the gross violation of human rights which have been conducted by the Indian Armed Forces within the occupied territory is known to all. Nobody can deny the fact that India has been involved in continues denial to the basic human rights to the people who are living in Kashmir territory.

Now when we talk particularly in terms of Kashmir and we talk about the official stance of Pakistan as far as the Kashmir territory is concerned, we always talked about the right of self-determination. I have witnessed from the speeches in the last two days that somebody was even thinking of compromising on plebiscite that the official stance of the plebiscite that Pakistan support the right of self-determination, this is not some thing to be done, 'yes', it is our responsibility to ensure peace and prosperity within the region but not at the cost of this stance the national interest. We should not back of our stance which is the holding of plebiscite within the territory to ensure that the right of self-determination is given to the people of Kashmiri territory. So I firmly believe that 'yes' we must go for initiating the peace process between the two countries but the national interest should not be compromised and Kashmir undoubtedly is one of the major national interest of Pakistan. Thank you.

جناب سپیکر: محترمہ شہیرہ جلیل الباسط صاحبہ۔

محترمہ شہیرہ جلیل الباسط: شکریہ، جناب سپیکر! یہاں کشمیری لیڈرشپ کو on board and confidence میں لینے کی بات کی گئی ہے۔ کشمیر میں کوئی ایک لیڈرشپ نہیں ہے جسے آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ پورے کشمیری مسلمانوں یا پوری کشمیری population کی representation کرتی ہے۔ We have got Awami Action Committee, امان اللہ خان صاحب کی جموں و کشمیر لبریشن فرنٹ ہے، آل پارٹیز حریت کانفرنس بھی ہے، so what I suggest is کہ ہم international monitoring میں, may be the United Nations, ایک الیکشن conduct کروا سکتے ہیں جہاں تمام stage کے لوگ اس لیڈرشپ کو elect کرے جو negotiation table پر آئے گی، یہ چیز ensure کرے گی کہ مسلمان، ہندو، بدھسٹ، جن لوگوں کے کشمیر میں stakes ہیں، ان سب کی representation politically ensure ہو، تبی کشمیر کا کوئی solution نکل سکتی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر demilitarization کی بات ہوئی، یہ propose بہت آسان ہے لیکن ہم civil government کو represent کر رہے ہیں and we need to realize that civil government Kashmir matter پر اس کی ایک حد تک بات سنی جاتی ہے، there is a greater say of military bureaucracy, there is a greater say of establishment. ابھی حال ہی میں یہ perception develop ہوا ہے کہ پاکستان occupied Kashmir میں 10 thousand Chinese and Galgit Baltastani road builders have been deployed تاکہ آپ وہاں ہندؤں کی ethnic cleansing کریں اور یہ آہستہ آہستہ its trying to be carried out in the place of Jammu as well. کیا آپ یہ propose کر رہے ہیں کہ demilitarization ہو؟ صرف پاکستان آرمی کی Pakistan occupied Kashmir سے نہ ہو، آپ نے وہاں خود جہاد کو movement کو provoke کرنے کے لیےجہادی بھیجے ہیں، کیا آپ کی establishment اس بات کے لیے راضی ہو گی کہ ان کو واپس بلا لیا جائے، that is a very big thing, we can propose it in the

I think in this there is کیا چاہتی ہے؟ capacity of the civil government but keeping in view that establishment a long way to go. Thank you.

جناب سپیکر: جناب تبریز صادق مری صاحب۔

جناب تبریز صادق مری: شکریہ، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس resolution کو second کروں گا۔ .It is a very good resolution جہاں تک demilitarization کی بات کی گئی ہے، بات بہت اچھی ہے، آپ اپنی طرف کی چیزوں کو تو control کر سکتے ہیں how are you deal with India to demilitarize from their side? If this can be done, اس میں confidence building measures لینے ہوں گے and obviously things don't happen over nights slowly, if this thing can be done, that is very well and I support this resolution. Thank you.

جناب سپیکر: محترم وزیراعظم صاحب۔

جناب محمد ہاشم عظیم: شکریہ، جناب سپیکر! یہ بہت اچھی resolution ہے، کوئی بھی اس fact کو ignore نہیں کرتا ہے کہ demilitarization ہونی چاہیے، right of self-determination ملنا چاہیے اور ہم کشمیریوں کو جتنا زیادہ on board لیں گے، ان کی لیڈرشپ کو on board لیں گے، انہیں engage کریں گے اور confidence building measures adopt ہوں گے، اتنا زیادہ اچھا اور speedy کام ہو گا ، یہ دونوں ملکوں کے لیے بہتر ہو گا۔ شکریہ۔

Mr. Speaker: Now I put the resolution to the House.

*(The motion was carried)*

Mr. Speaker: I have a resignation of Mr. Najeeb Abid Baloch lying on my table which is the discretion of the Speaker to accept it or not. Mr. Najeeb you want to say something?

جناب نجیب عابد بلوچ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم سپیکر! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (عربی) ترجمہ: 'یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے عزت اور ذلت'۔ مجھے بحیثیت مسلمان کسی سے یہ ڈر نہیں کہ وہ میری عزت میں اضافہ کرے گا یا میرے لیے باعث ذلت بنے گا، الحمدللہ میرا یہ ایمان ہے۔ میں انتہائی اختصار کے ساتھ کچھ باتیں کروں گا، میں نے شاید پہلے اجلاس سے لے کر آج تک ایوان کا بہت وقت ضائع کیا ہو گا۔ کل ایک محترم ممبر کی طرف سے کوئی بات کی گئی اور وہ صرف ایک ممبر نے بات نہیں کی، اس کی پورے ایوان نے support کی ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر یہاں کوئی بیٹھا شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ بلوچستان کو آزاد کرے گا اور وہ بڑی super power بنے گا تو اس کے نتیجے میں پورے ایوان نے زبردست جوش و خروش سے ڈیسک بجائے، اس پر میں simply یہ سمجھتا ہوں کہ they have given the verdict کہ میں ایک separatist ہوں۔ پورے ایوان نے میرے اوپر direct حملہ کیا ہے ، یہ چیز میں نے اپنے اوپر لے لی ہے اور مجھے pin point کیا گیا ہے۔ یہ ایک انتہائی قابل افسوس بات تھی، میں ایوان سے یہ چیز expect نہیں کر رہا تھا کہ میرے ساتھ ایسا رویہ اپنایا جائے گا۔ آپ میرے لیے بہت محترم ہیں، آپ نے کراچی میں میرا انٹرویو لیا تھا اور آپ کی طرف سے مجھے اطلاع موصول ہوئی کہ میں select ہو گیا ہوں تو اس کے بعد جب میں نے اپنے والد محترم سے بات کی کہ میں as a Youth Parliamentarian select ہو گیا ہوں تو مجھےابھی بیٹھے ہوئے ان کی بات یاد آرہی تھی، انہوں نے کہا تھا کہ بیٹے میں ساری زندگی پاکستان کی سیاست اور پاکستان کی federation پر ایمان رکھتا آیا ہوں اور آج تم نے Balochistan کی youth کو represent

کرنے کے لیے Youth Parliament جانے کا ارادہ کیا ہے تو میں آپ پر فخر کرتا ہوں، کاش آپ کا بڑا بھائی بھی یہ کرتا۔ میری والدہ کی بھی ایسی ہی باتیں تھیں۔ جب میں ایوان میں آیا تو to be honest مجھے ایوان کی composition کا بھی نہیں پتا تھا کہ حکومت کیسے form ہو گی، actually there is Blue Party or Green Party, even I was sitting in the room with Mr. Umar Riaz who was my room mate and he told me that always the Blue Party is the government party تو پھر مجھے پتا چلا کہ میں بھی fortunately or unfortunately whatever I do not know اس ruling party کا حصہ ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ مجھے بلوچستان کمیٹی کے چیئرپرسن کی اتنی بڑی ذمہ داری سونپی جائے گی، آپ نے مجھے یہ ذمہ داری سونپی اور میں نے اسے قبول کیا۔

جناب سپیکر! میرے نزدیک بلوچستان کو بچانے کی بات کرنا، اپنے گھر کو بچانے کی بات ہو گی۔ اگر آپ ایک کمرے کی چھت کو بچائیں گے تو پورا گھر بچ جائے گا، یہ میرا ایمان ہے۔ میں اپنی کارکردگی گنواؤں یا میں نے پارلیمنٹ میں جو legislation کی ہے وہ گنواؤں تو میرے خیال میں یہ گنوانے کی بات نہیں ہو گی لیکن میں ایک بات کہوں گا کہ آپ لوگ اس Youth Parliament کو شاید بہت enjoy کر رہے ہوں گے لیکن to be honest میں نے کبھی کسی بھی parliamentarian کے ساتھ یہ بات نہیں کی ہے۔ اس Youth Parliament نے میری زندگی میں سب سے زیادہ impact چھوڑا ہے۔ میں رمضان کے مہینے میں چار مہینوں کے بعد کوئٹہ اپنے گھر گیا، میں پورے رمضان کے مہینے میں گھر سے باہر نہیں جا سکا تھا، I was having serious threats لیکن میں نے کبھی اس پر یہ نہیں کہا کہ میں غلط تھا، میں ہمیشہ فخر کرتا تھا کہ میں نے ایک اچھا کام کیا ہے، بے شک مجھے threats ہوں، میں کبھی موت سے نہیں ڈرا اور الحمدللہ نہ ہی ڈروں گا، موت آنی ہی ہے، میں اس کا انتظار کر رہا ہوں۔ حضرت علی کا قول ہے کہ انسان کا موت سے بڑھ کر کوئی bodyguard نہیں ہو سکتا، جب تک وہ نہ آئے کوئی آپ کا جسم نہیں لے سکتا، جب وہ آجائے تو آپ کو کوئی بچا نہیں سکتا۔ میں نے بلوچستان کمیٹی میں سب سے پہلے مسخ شدہ لاشوں کے کوائف جمع کیے، میں نے by road nine districts کا سفر کیا، میں کراچی سے خاران، خضدار، آواران، محترم سپیکر صاحب! آپ کو ان علاقوں کا معلوم ہو گا کہ ان علاقوں میں کچے راستوں پر سفر کرنا کتنا مشکل ہے؟ even I face a serious accident with my family when I was going to Sardar Akhtar Jan Mangel's house in Khuzdar, وہاں میں نے ایک serious accident بھی face کیا لیکن میں نے اس معاملے میں کبھی compromise نہیں کیا۔ میں نے اپنی زندگی میں شاید کبھی اتنی تکلیف نہیں دیکھی ہو گی جتنی مجھے اس Youth Parliament کی وجہ سے دیکھی۔جہاں میں نے اپنا بچپن گزارہ وہاں کی گلیوں میں بھی نہیں جا سکتا، میں اپنے گھر میں قید ہوں اور مجھے خاندان والے کہہ رہے ہیں کہ آپ گھر سے باہر نہ نکلیں۔ میں نے اسے accept کیا لیکن اتنی کارکردگی یا اتنا کام کرنے کے باوجود، دو مرتبہ پاکستان سے وفاداری کا حلف لینے کے باوجود اگر کوئی ممبر اس طرح کی بات کرتا ہے اور پورے ساٹھ ممبران اسے support کرتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ میرا democratic right ہے کہ میں فیصلہ کروں کہ میں resign کروں کیونکہ یہ چیز directly میرے اوپر pin point کی گئی ہے۔ یہ چیز صرف حکومت نے نہیں کی بلکہ اپوزیشن نے بھی اس پر انہیں داد دی ہے۔ میں آپ سے as a youth member of Parliament

گزارش کرتا ہوں کہ میرا resignation accept کریں اورآپ میری گردن اس ذمہ داری سے جتنی جلدی آزاد کرسکتے ہیں، کر دیں، آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔ شکریہ۔

جناب تبریز صادق مری: جناب سپیکر! چونکہ معزز ممبر نے یہاں اپوزیشن کی بھی بات کی ہے تو میں as a leader of the party یہ assure کرانا چاہوں گا کہ نہ میں نے اور نہ میری پارٹی کے کسی ممبر نے from the Blue Partyکسی بھی ممبر کو کبھی بھی pin point کیا ہے اور انشاءاللہ نہ آئندہ کریں گے۔ جہاں تک نجیب صاحب کی بات ہے he has always spoken of national integrity, he has never spoken of separatism and we appreciate this. اگر ان کی کوئی دل آزاری ہوئی ہے تو ہم معذرت کرتے ہیں لیکن ہم نے آپ کوکبھی بھی کسی بھی معاملے میں pin point نہیں کیا۔

Mr. Speaker: We will continue with this after tea break. The House is adjourned for tea break for half an hour and we will meet at 11:30 a.m.

-------

*[The House was then adjourned for tea break for thirty minutes]*

-------

*[The House was reassembled after tea break at 11:35 am*
*with Deputy Speaker (Ms Sarah Abdul Wadood Khan) in the Chair.*

Mr. Muhammad Hashim Azeem: Madam Speaker! I want to say something.

Madam Deputy Speaker: Yes.

جناب محمد ہاشم عظیم: شکریہ میڈم سپیکر! ابھی tea break سے پہلے جو بات ہوئی، میں ذرا اس پر روشنی ڈالنا چاہوں گا۔ پورے ایوان کے سامنے ایک بات کہنا چاہوں گا کہ جو واقعہ ہوا، جو resignation آیا، جو بات ہوئی، کام کی، efforts کی، آج اس Youth Parliament کا چوتھا اجلاس چل رہا ہے۔ میں نے کبھی بھی بطور یوتھ وزیراعظم ، اپوزیشن، Blue Party or Green Party کے تصور کو ختم کیا اور کبھی بھی کسی ممبر نے بلوچستان کے حوالے سے کسی بھی چیز کو de-motivate نہیں کیا۔ پہلے اجلاس میں بلوچستان کا topic آیا، دوسرے میں کام ہوا، تیسرے اجلاس میں آیا، ہمیشہ encourage کیا گیا اور اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے۔

میڈم سپیکر! اس میں دوسری بات میں یہ کرنا چاہوں گا کہ تنقید کی جاتی ہے، نجیب بھائی نے resignation دیا، ان کی efforts کا اعتراف میں نے خود بھی کیا اور میں نے خود انہیں ایک ذمہ داری دی اور انہیں کہا کہ اس میں cause sacrifice نہیں ہونا چاہیے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کل والا جو معاملہ ہے، میں اس پر بھی تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہوں گا کہ کسی بھی ممبر نے کوئی personal attack نہیں کیا تھا اور نہ کسی کو کرنا چاہیے۔ ہرآدمی چاہے وہ بلوچ ہو، چاہے وہ سندھی ہو، چاہے وہ پنجابی ہو، چاہے وہ پختون ہو، ہر ایک کی اتنی ہی self-respect ہے جتنی کسی دوسرے کی ہے۔ ہمیں کسی بھی دوسرے آدمی کی self-respect کو violate نہیں کرنا چاہیے، ہمیں ہر ایک کی عزت اور اس کا احترام کرناچاہیے۔ اگر ہم اس طرح juggling میں شروع ہوجائیں گے تو یہاں جو ایک نظام چل رہا ہے، ہم اس سارےنظام کو تباہ کر دیں گے۔ ہم سب میں ہمت ہونی چاہیے، احساس ہونا چاہیے اور اگر کوئی ایسی بات ہے، اول تو کوئی personal چیز نہیں ہوئی اور اگر آپ کو کوئی چیز بری لگتی ہے تو برداشت کے بغیر یہ نظام نہیں چل سکتا۔

میڈم سپیکر! میں ایک چیز اور add کرنا چاہوں گا کہ ابھی اپوزیشن لیڈر صاحب سے بھی discuss کیا ہے کہ basically Pakistan Indian ties پر debate تو ہو گئی ہے، main چیزوں کی repetition ہو رہی ہے، اس لیے جو بھی resolution ہو تو movers کے علاوہ تین ممبران Blue Party سے جنہیں موقع نہیں دیا گیا، وہ بولیں اور اسی طرح دو ممبران Green Party سے لے لیں تاکہ کام جلدی ہو اور ہم زیادہ چیزیں accommodate کر سکیں۔ شکریہ۔

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: Madam Speaker! We have discussed on this issue and I agree with the suggestion of the Prime Minister.

Mr. Gohar Zaman: Madam Speaker! I am the concerned member please allow me to say something.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب گوہر زمان: شکریہ میڈم سپیکر! حالات کبھی کس جانب جاتے ہیں، کبھی کس جانب جاتے ہیں۔ اس یوتھ پارلیمنٹ میں آپ کے سامنے ہے کہ ہم نے ہمیشہ کم از کم میں اپنی ذات کے بارے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے یہاں ہمیشہ sovereignty of the state کی بات کی ہے اور میں نے strong federation کی بات کی ہے۔ میں اس پر clear کر دوں کہ مجھے ایک Special Committee on the Demarcation of Provinces کا task بھی دیا گیا تھا، میں نے اس میں بھی بہت clearly کہا ہے، اگر آپ اسے پڑھیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ میری جو thinking base ہے اور میں نے آج تک ایوان میں جتنی بھی بات کی ہے .that is totally based on the federation میں یہاں ہر ممبر کو پہلے پاکستانی سمجھتا ہوں، اس کے بعد کوئی کسی علاقے سے ہے تو اسے اس حد تک لیا جائے۔

میڈم سپیکر! جہاں تک کل کی بات ہے تو کل سب کے سامنے non-state actors کے خلاف بات ہو رہی تھی، میں آج بھی کہتا ہوں کہ میں نے بات کی ہے، میں نے ان rebels کے خلاف بات کی ہے جو باہر سے امداد لے کر کام کر رہے تھے، میں انہیں condemn کرتا ہوں، میں نے کل بھی کیا ہے اور آج بھی کرتا ہوں۔ میں نے انہیں یہ پیغام دیا کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ وہ پاکستان سے علیحدہ ہو کر super power بن جائیں گے تو یہ ان کی بھول ہے۔ میری پوری تقریر کی یہ مختصر سی summary ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ اس میں کوئی ایسی بات تھی جس سے کسی ممبر کی دل آزاری ہوئی ہے یا ایسی بات تھی کہ جس پر ممبران ڈیسک نہ بجاتے کیونکہ ہر پاکستانی یہ چاہتا ہے اور یہ ایک reality ہے کہ آپ پاکستان کے ساتھ ہیں اور پاکستان کے بغیر آپ کچھ نہیں ہیں۔ یہاں ہمارا behaviour سب کے سامنے ہے، ہم نے جب بھی بلوچستان کی بات ہوئی ہے ہمیشہ support کیا ہے۔ میں نے اپنی کل کی تقریر میں بھی کہا تھا کہ جی ہاں grievances ہیں لیکن ہم انشاءاللہ انہیں دور کریں گے، یہ میری آخری لائن تھی۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اس میں کوئی ایسی بات تھی جس پر اٹھ کر یہ کہا جائے کہ ان کو شرم آنی چاہیے اور استعفیٰ دینا چاہیے تھا،تھوڑی سی passion ہونا چاہیے اور سوچ سمجھ کر steps لینےچاہییں۔ بہرحال جیسے ممبر کو آسان لگتا ہے، وہ اس طرح کر لے لیکن میں اپنی طرف سے ensure کراتا ہوں کہ میری نیت نہ تو ایسی تھی اور نہ ہی انشاءاللہ آئندہ ایسی ہو گی۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی نجیب صاحب۔

جناب نجیب عابد بلوچ: میڈم سپیکر! میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا، میں نے جو resignation submit کیا ہے اور اپنی بات کر لی ہے۔ میں تھوڑی سی ایک clarification کرنا چاہتا ہوں کہ وزارت پر بھی مجھے کافی لوگوں نے کہا کہ نجیب بک گیا ہے، میرے خیال میں نجیب کوئی سیب کا ٹوکرا نہیں ہے جو بک سکتا ہے۔ انہوں نے کہا ہے، وہ کہہ سکتے ہیں۔ میں اپنے point پر کھڑا ہوں، میں resign کر چکا ہوں now I am no more, میں اب اپنے آپ کو اس ایوان کا ممبر consider نہیں کرتا ہوں۔ That's it for me, I think it was an good experience in this House. I hope that future میں کوئی بہتر آئے اور واپس بہتر پوزیشن لے کر جائے اور پاکستان کی یوتھ کا بہتر image یہاں سے لے کر جائے۔ میں شاید اب بہتر image لے کر نہ جا سکوں کیونکہ میں جن expectations کے ساتھ آیا تھا، وہ بالکل پوری نہیں ہوئی ہیں۔ اگر میری وجہ سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے اور میں نے کسی کو کچھ کہا ہے، وزیراعظم صاحب، اپوزیشن میں کسی کو تو اس کے لیے میں بہت معذرت خواہ ہوں۔ السلام علیکم۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: نجیب صاحب! آپ کا resignation ابھی سپیکر صاحب کے under consideration ہے جب تک وہ اس پر اپنا کوئی decision نہیں دے دیتے، you are still a member of this House. I would request you to please have a seat.

جناب نجیب عابد بلوچ: میڈم سپیکر! مجھے legal position کا تو نہیں پتا لیکن میں نے اپنا resignation دے دیا ہے اور میرے خیال میں سے وہ استعفیٰ ہو گیا ہے۔

Madam Deputy Speaker: Since you have given it, you must wait for a decision of the Speaker as a respect. Please have a seat.

جناب نجیب عابد بلوچ: میڈم سپیکر! میں سپیکر صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں، میرے بہت محترم ہیں لیکن اب میرے لیے as a member continue کرنا ممکن نہیں ہو گا، so I am sorry for that.

(اس موقع پر جناب نجیب عابد بلوچ ایوان سے باہر چلے گئے)

Madam Deputy Speaker: That is really unfortunate. Let's move towards the rest of the proceedings. Item No. 5 of Ushna Ahmed and Ms Mehreen Syeda. Ms Ushna Ahmed please move the resolution.

## Item No. 5 RESOLUTION

Ms Ushna Ahmed: Madam Speaker! Thank you very much. I would like to move that;

"This House is of the opinion that in order to take a step forward in normalizing Pakistan-India relations, visa restrictions between the two countries should be relaxed".

میڈم سپیکر! ہم نے اسی اجلاس کے دوران ایوان میں یہ بات کئی مرتبہ کہی کہ ہم نے پاکستان اور انڈیا کے تعلقات کو بہتر کرنا ہے، steps لینے ہیں تاکہ جو tension between the two countries ہے وہ defuse ہو سکے۔ اس میں visa relaxation بھی ایک بہت بڑا role play کر سکتی ہے۔ اس وقت جو existing visa policy Pakistan and India کے درمیان کافی حد تک restrictive ہے کہ یہاں police reporting لازمی ہے، صرف تین شہروں کا ویزہ اور basically business community جو دونوں اطراف invest کرنا چاہتے ہیں وہ affect ہوتے ہیں لیکن اس سے people to people contact بہت زیادہ affect ہوتا ہے، specially divided families کے لیے visa کے کافی مسائل ہیں۔ ابھی Indian High Commissioner نے بھی کہا تھا کہ ان کی جو negative trade list ہے وہ

اس سال دسمبر تک phase out ہو جائے گی تو direct investment from New Delhi to Pakistan allow ہو گی۔ اس دوران visa policy بہت فائدہ مند ثابت ہو گی۔ ابھی ہم لوگوں نے یہاں بات کی کہ پاکستان اور انڈیا کے درمیان trade کا بہت potential ہے، ابھی صرف Pakistan India سے 0.43% share کرتا ہے۔ دونوں ممالک کے businessmen ایک دوسرے کے ملک میں investment کرنا چاہتے ہیں، یہ چیز ان کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہو گی۔ ہم جانتے ہیں کہ پاکستان اور انڈیا کے درمیان US$ 3 to 10 billion کی illegal تجارت ہوتی ہے، یا وہ اسمگلنگ سے ہوتی ہے یا پھر تیسرے ملک دبئی، تھائی لینڈ وغیرہ کے ذریعے ہوتی ہے۔ اس لیے تجارت کو بھی mainstream میں لایا جا سکتا ہے اور اس سے دونوں ممالک کو mutual benefit ہو سکتا ہے۔

میڈم سپیکر! ابھی مئی 2012 میں پاکستان اور انڈیا کے two day talks ہوئے تھے جو صدر آصف علی زرداری اور وزیراعظم منموہن سنگھ کی ملاقات کے بعد ہوئے تھے۔ ان مذاکرات کی Indian Home Secretary R. K. Singh نے قیادت کی، وہ for visa policy کے لیےکافی optimistic تھی last day تک یہ چیز decided تھی کہ اس نئی visa policy کو sign کر دیا گیا لیکن آخری لمحوں میں internal approval کی وجہ سے پاکستان کی طرف سے اسے postpone کر دیا گیا۔ ہمارے وزیرداخلہ رحمٰن ملک صاحب چاہتے تھے کہ یہ کافی monumental step ہے تو اگر اسے instead of bureaucrats political level پر Cabinet approval کے بعد sign کیا جائے تو بہتر ہے۔ اس نئی visa policy میں definitely businessmen کے لیے بہت فائدہ ہے، انہیں one year multiple entry visa ملے گا جس میں وہ دس شہروں کی choice کر سکیں گے، یہ police reporting free ہو گا، آپ اپنی جگہ کوئی نمائندہ بھیج سکتے ہیں جو police reporting کرے۔ Specifically لوگوں کے لیے بہت بہتر ہو گا جو آپ کے above 65 years old people ہیں یا بچے جو below 12 ہیں، انہیں on arrival 45 days کا visa ملے گا۔ یہاں تو trade definitely beneficial ہو گا، people to people contact بھی بہت بہتر ہو گا۔ میں personally ان لوگوں کو جانتی ہوں، میری فیملی میں ایک mother انڈیا گئی تھیں .and she return after nine years یہ چیز ختم ہونی چاہیے۔ خاص طور پر وہ families جو دوسرے ملک کےشہری سے شادی شدہ ہیں، انہیں دو سال کا multiple entry visa ملے گا۔ اس کے علاوہ group tourists visa بھی introduce ہو گا۔ اس سے pilgrims کو بھی بہت فائدہ ہو گا۔ Indian community کو بھی concern تھا کہ وہ pilgrims کے لیے جاتے ہیں تو ان کے لیے بہت فائدہ ہو گا۔ ہماری community کو اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ وہ آرام سے زیارات کے لیے انڈیا جا سکے گی۔ اس کو revise کیا جائے، ابھی اس میں کچھ خامیاں ہیں، انہیں جلد ازجلد حل کیا جائے۔

میڈم سپیکر! ابھی کچھ دنوں پہلے میں نے پڑھا تھا کہ PILDAT کے زیراہتمام ایک Parliamentary Delegation India گیا تھا، انہوں نے بھی یہ چیزیں discuss کی تھیں، کافی optimistic results تھے۔ آپ اس visa policy کو revise کریں اور اسے جلد از جلد منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ مہرین سیدہ صاحبہ۔

محترمہ مہرین سیدہ: شکریہ، میڈم سپیکر! میری colleague Ms Ushna نے بہت اچھے طریقے سے اسے elaborate کر دیا ہے، میں زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ میں یہ کہوں گی کہ پاکستان کو قائم ہوئے پینسٹھ سال ہو چکے ہیں، ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ پاکستان اور انڈیا کے تعلقات میں اونچ نیچ آتی رہتی ہے۔ 1965 میں جنگ ہوئی، 1971 میں جنگ ہوئی اس کے بعد کارگل کا معاملہ دیکھا، پھر ممبئی حملے ہوئے، ان کے علاوہ

بھی بہت سے ایسے معاملات آئے ہیں جب visa policy میں بہت زیادہ rigidity آگئی اور اس میں بہت زیادہ conditions apply ہو گئی تھیں لیکن ان تمام technicalچیزوں سے apart میں ایک اور بات کہنا چاہوں گی کہ سب سے اہم issue یہ ہے کہ ہمیں پتا ہے کہ پہلے پاکستان انڈیا ایک تھے، آج یہ دونوں الگ ہو گئے ہیں لیکن بہت سی صورتوں میں تعلقات ابھی بھی قائم ہیں، ایک بٹوارہ ضرور ہوا ہے لیکن ہماری بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دونوں حصوں میں ہیں۔ میں سب سے پہلے اسے اپنے گھر سے شروع کروں گی، میری ماں کا تعلق انڈیا سے ہے، میری فیملی میں بہت سی لڑکیاں ہیں جو شادی کر کے انڈیا سے پاکستان آئی ہیں۔ میں بہت سے ایسے لوگوں کو جانتی ہوں جو ان conditions کی وجہ سے شادی کے بعد اپنی فیملی سے تین چار مرتبہ سے زیادہ نہیں مل پائے۔ کشمیر کا مسئلہ ہو، کوئی اور مسئلہ ہو، پاکستان اور انڈیا کے کوئی بھی مسائل چل رہے ہوں ان تمام چیزوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے کم از کم people to people contact کو مضبوط بنایا جائے، اس میں relaxation دینا بہت ضروری ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ ثمن احسن صاحبہ۔

محترمہ ثمن احسن: شکریہ، میڈم سپیکر! جہاں تک میرا knowledge ہے کہ جب پاکستانی انڈیا کا ویزہ لیتے ہیں تو انہیں پورے ملک میں گھومنے پھرنے کی اجازت نہیں ہوتی اور ویزہ صرف تین شہروں کے لیے ہوتا ہے، ایک تو یہ چیز clear نہیں ہے۔ دوسری چیز یہ کہ پاکستانیوں کو Gova and Ooty کے شہروں کا ویزہ نہیں دیا جاتا لیکن جب وہ لوگ پاکستان کا ویزہ لے کر آتے ہیں تو وہ پورا پاکستان گھوم سکتے ہیں، مجھے تو اس پالیسی کی سمجھ نہیں آتی۔ یہ میرا سوال بھی ہے کہ اس کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں کہ وہ پاکستان کا ویزہ لے کر پورے پاکستان میں visit کر سکتے ہیں اور پاکستانی صرف تین شہروں تک محدود رہتے ہیں؟

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عمیر نجم صاحب۔

جناب عمیر نجم: شکریہ، میڈم سپیکر! میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ I have been a personal victim of this strict visa policy. I have applied for Indian visa اس میں اتنے زیادہ flawsتھے، آپ کو تھانوں میں جانا تھا، بہت زیادہ strict صورت حال تھی کہ عام آدمی کے لیے ویزہ حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ Secondly, ہمیں tourist visa نہیں ملتا۔ اگر کسی آدمی کا وہاں کوئی relative نہیں ہے تو وہ without purpose نہیں جا سکتا اور tourism کے لیے ویزہ نہیں ہے، آپ کا وہاں پرpeople to people contact نہیں ہو سکتا،آپ پاکستان اور انڈیا کے درمیان transit کے لیے سفر نہیں کر سکتے، یہ بھی معاملات ہیں، انہیں بھی دیکھنا چاہیے، باقی سب معاملات کو میری ایک colleague نے explain کر دیے ہیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب ملک ریحان صاحب۔

جناب ملک ریحان: شکریہ، میڈم سپیکر! I totally agreed with the resolution moved by my colleague Ms Ushna. Visa relaxation ہونی چاہیے، it would be healthy and praiseworthy step. میڈم سپیکر! جیسا کہ ہم سب کو پتا ہے کہ ہم کہتے بہت کچھ ہیں اور کرتے کچھ نہیں ہیں۔ مسائل بہت ہیں لیکن ہمارے پاس political will نہیں ہے۔ سیاچین کا مسئلہ، کشمیر کا مسئلہ، سرکریک کے معاملے سالوں سے چلتے آرہے ہیں لیکن ہمارے پاس political will نہیں ہے، ہم ان مسائل کو حل نہیں کر پارہے ہیں۔ میڈم سپیکر! یورپ میں visa

relaxation ہے، آپ ایک ملک سے دوسرے ملک میں freely گھوم سکتے ہیں، Indonesia and Malaysia میں بہت سے conflicts چل رہے ہیں، political and ideological conflicts چل رہے ہیں لیکن وہ آزادانہ ایک دوسرے کے ملک میں گھوم پھر سکتے ہیں۔ یہ visa relaxation صرف انڈیا اور پاکستان کے درمیان نہیں ہونی چاہیے بلکہ SAARC کے جتنے بھی ممالک ہیں، ان کے درمیان freely visa relaxation policy اپنائی جائے۔

میڈم سپیکر! جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ in order to take concrete step to ensure visa relaxation policy and to solve all the political issues اس پرنہ انڈیا willing ہے اور نہ پاکستان willing ہے ۔ جناب والا! ہمیں اس region میں سب سے پہلے امن چاہیے، امن کے بغیر visa relaxation policy impossible ہے۔ ہمیں امن کو promote کرنا چاہیے اور we have to overcome trust deficit and gaps جو ہمارے درمیان ہیں، انہیں کم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم جو ایک دوسرے کے ممالک میں interference کر رہے ہیں، RAW پاکستان میں مداخلت کرتی ہے جیسے سری لنکن ٹیم پر حملہ، مناوہ پولیس ٹریننگ سینٹر پر حملہ کیا گیا تھا، اس میں RAW involved تھی۔ Likewise, ISI involvement in 2008 Mumbai attacks, infiltration وغیرہ۔ اگر ہم visa relaxation سے پہلے ان مسائل کو حل کریں تو بعد میں ہمیں زیادہ آسانی ہو گی۔

میڈم سپیکر! Finally we should not delay visa relaxation policy because this delay will proceed to a deny, ہمیں جلد از جلد اس پالیسی کو adopt کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب اسامہ محمود صاحب۔

جناب اسامہ محمود: شکریہ، میڈم سپیکر! میں ایوان کی توجہ ویزہ پالیسی کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا۔ جس طرح مہرین نے بتایا کہ بہت سے ایسے رشتہ دار ہیں جو دونوں ممالک میں رہتے ہیں، اس کے علاوہ بھی بہت سے issues ہیں جن میں business community کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، trade and economic ties کی بات کرتے ہیں لیکن businessman کو visas issue نہیں کیے جاتے۔ Group tourism کی بات کی جاتی ہے، health issues ہیں، لوگ علاج معالجے کے لیے دونوں ممالک میں آنا چاہتے ہیں لیکن ویزہ نہیں ملتا۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ seamen بہت suffer کرتے ہیں، ان کے لیے دونوں ممالک میں job opportunities ہوتی ہیں لیکن ویزے کی وجہ سے وہ دونوں ممالک میں سفر نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے مسائل ہیں، پاکستان انڈیا کے درمیان کرکٹ اور دوسرے میچ ہوتے ہیں، ٹیمیں ایک دوسرے کے ملک جاتی ہیں، اگر کچھ لوگ چلے جائیں تو ایجنسیز اٹھا لیتی ہیں اور انہیں اجمل قصاب بنا کر سامنے لایا جاتا ہے اور ملک کی بدنامی کی جاتی ہے۔ دونوں ممالک میں میوزک انڈسٹری کافی grow کر رہی ہے، اس طرح کے delegation بھی exchange ہوتے ہیں، اس حوالے سے کافی عرصے سے کوششیں کی جارہی ہیں لیکن انڈیا کی طرف سے کوئی proper response نہیں ملتا، ہم اس میں initiative لیتے ہیں، سکھ یاتری ہر مرتبہ آتے ہیں، visit کرتے ہیں، اپنی عبادت کرتے ہیں، اس طرح پاکستان میں بہت سی مثالیں ہیں، ہمارے parliamentarians وہاں گئے اور انہوں نے اس معاملے پر بہت debate کی اور اپنی رائے بھی دی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس پر انڈیا کا کیا response آتا ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ ہمیشہ کی طرح انڈیا پھر اسے delay کرے گا کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ پاکستانی لوگ انڈیا آئیں کیونکہ اسے ڈر ہے کہ پاکستانی کشمیر نہ چلے جائیں اسی لیے کوئی بھی پاکستانی کشمیر کا سفر نہیں کر سکتا۔ یہ ساری چیزیں سامنے رکھنی چاہییں، strategic policy بلکہ relations بڑھانے

کے لیے ہماری ہر sector میں liberal approach ہونی چاہیے جو دونوں ممالک کے درمیان آسانی پیدا کرے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جناب تبریز مری صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: میڈم سپیکر! تبریز صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں، اس لیے میں ان کی جگہ کچھ دیر کے لیے ان کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔

جناب محمد وقار: میڈم سپیکر! میرا point of order ہے کہ معزز ممبر اپوزیشن لیڈر کی سیٹ پر بیٹھے ہیں اور Rules of Business میں یہ چیز نہیں ہے۔

Madam Deputy Speaker: He is acting as Acting Opposition Leader for some time.

جناب محمد وقار: میڈم سپیکر! ہماری information کے مطابق اور آخری اجلاس میں ہمیں بتایا گیا تھا کہ کوئی acting Leader of the Opposition ان کی سیٹ پر نہیں بیٹھ سکتا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ ان کی سیٹ سے بول نہیں سکتے لیکن you can sit. جی تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: میڈم سپیکر! ہماری resolution میں visa restriction کی بات کی گئی ہے، اس میں ایسا ہے کہ اگر انڈیا سے کوئی یہاں آتا ہے جس طرح مہرین نے بات کی کہ visa restrictions ایسی ہیں کہ اگر کوئی آدمی permanently آنا چاہتا ہے تو اسے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ The first thing is that you have to surrender your passport اگر آپ انڈین ہیں تو آپ کو یہاں Indian passport surrender کرنا پڑتا ہے to get back to India to meet your relatives over there, جس کی وجہ سے آپ کو پاکستانی پاسپورٹ لینا پڑے گا وہ ایک بہت time taking process ہے، اس میں بہت زیادہ مسائل اس لیے ہیں کہ جب آپ Indian passport surrender کریں گے تو آپ کو through proper channel to M/O Interior جانا پڑے گا اور اس کے بعد آپ کی intelligence کی جائے گی اور جب تک یہ measures نہیں لیے جائیں گے تب تک آپ کو پاکستانی پاسپورٹ issue نہیں ہو گا ۔ اس کے بعد پھر آپ کو consulate جا کر انڈین ویزے کے لیے apply کرنا پڑے گا، these are the visa restrictions which we are talking about جس میں پاسپورٹ بھی شامل ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب وزیراعظم صاحب۔

جناب محمد ہاشم عظیم: شکریہ، میڈم سپیکر! جس طرح کل بھی بات ہوئی تھی کہ ہمیں relations built up کرنے ہیں، ہمیں confidence building measures لینے ہیں، people to people contact increase کرنے ہیں، یہاں business forum میں industrialists بات کررہے ہیں، ہمیں اس میں جتنی زیادہ relaxation ہو گی، ہم آہنگی بڑھے گی، ہم آپس میں بات کریں تبھی ہم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ میں اس کے لیے ایک reform suggest کرنا چاہتا تھا کہ let people should be exempted from police reporting کہ وہاں جا کر آپ کو police station جانا پڑتا ہے، اس سے people harassed, de-motivated and stressed ہو جاتے ہیں تو اس سے ہم جو چیز develop کرنا چاہتے ہیں، enhance کرنا چاہتے وہ نہیں ہوتی، اس میں restriction آتی ہے اور بہت hindrance ہے۔ میں اپنی personal capacity میں ایوان میں ایک چیز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ myself like my father, my forefathers, they migrated from India. He was born in Patiala State, Distt. Ambala and Kherra was the village اور ہم ان rules کی وجہ سے اپنے ہی رشتے داروں سے نہیں مل سکے اور ایک gap آ گیا۔ جس طرح یہ two nations کی بات

ہے ، جس طرح یہاں families آئی ہوئی ہیں، ان کے لیے بہت مسائل ہیں جیسے مہرین نے بھی بات کی، ان کے لیے بہت problems ہیں تو اس کی جو relaxation ہو گی وہ families کے لیے اور دونوں ممالک میں individual capacity میں جو لوگ رہ رہے ہیں، ان کے لیے یہ بہت اچھی چیز ہو گی۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Now I put this resolution to the House.

*(The motion was carried)*

**Item No. 6** **RESOLUTION**

Madam Deputy Speaker: Item No. 6 of Mr. Muhammad Haseeb Ahsen and Mr. Hunain Ali Quadri. Mr. Muhammad Haseeb Ahsen *Sahib* please move the resolution.

Mr. Muhammad Haseeb Ahsen: Thank you very much Madam Speaker: I would like to move that;

"This House is of the opinion that India is violating the territorial laws each & everyday by firing/shelling within the Pakistani boundary limits. Without quarrel India should be emphasized to stop these immoral and negative acts".

میڈم سپیکر! جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ انڈیا کی یہ روایت ہے کہ وہ مختلف قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ہر چیز میں ٹانگ اڑانا، یہ اب سے نہیں ہے بلکہ آزادی سے پہلے بھی یہی حال تھا لیکن بہرحال یہ بہت لمبی داستان ہے۔ آزادی کے بعد ہمیں اپنے حق سے محروم کیا گیا، ہمارے جائز مطالبات اور جو چیزیں انہوں نے ہمیں دینی تھیں ان سے ہمیں محروم کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف Islamic states مثلاً جونا گڑھ، حیدرآباد دکن اور کشمیر پر فوج کشی کی گئی پھر بھی ہم لوگ خاموش رہے۔ انگریز وں اور ہندؤں نے اپنے مفادات کی خاطر مل کر مختلف boundaries بنا دیں، ہم اس وقت بھی خاموش رہے۔ اسی طرح 1948 میں جنگ کی گئی، 1965 میں جنگ ہوئی اور 1971 میں جس طرح مکتی باہنی کو support کیا گیا اورپاکستان کو دولخت کر دیا گیا، اس کے باوجود ہم لوگ خاموش رہے۔ Indus Water Treaty کی روزانہ violation ہوتی ہے اس کے باوجود ہم خاموش رہے اور یہ سلسلہ ابھی تک چلتا آرہا ہے۔ یہ لوگ اپنے گریبان میں نہیں جھانکتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ کبھی یہ ہماری سرحدوں پرفوج لا کر کھڑی کر دیتے ہیں، کبھی ایٹمی ملک ہونے کی وجہ سے پاکستان کو threat کرتے تھے، اب تو الحمدللہ ہم بھی ایٹمی ملک بن چکے ہیں لیکن یہ ہمیں threat کرتے تھے کہ ہم ایٹمی ملک ہیں، ہم تمہیں تباہ کر دیں گے۔ وہ ہم پر cultural وار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف جنگی مشقیں کی جاتی ہیں۔ وہ ہرچیز کا الزام پاکستان پر ڈال دیتے ہیں جس طرح وینا ملک نے اپنے ایک انٹرویومیں کہا تھا کہ اگر انڈیا میں کسی کو چھینک بھی آتی ہے تو اس کا الزام ISI پر لگا دیا جاتا ہے۔ انڈیا کی طرف سے روز بروز مختلف مقامات سے violation کی جاتی ہے، فائرنگ ہوتی ہے، اس کی تازہ مثال گیارہ اگست کی ہے جب شکرگڑھ بارڈر پر F.R. Dogar Check Post پر بھارت کی طرف سے بلا اشتعال فائرنگ کی گئی، اس کے علاوہ سولہ اگست کو سیالکوٹ میں چوڑیال کے مقام بھارت کی طرف سے دو دن لگاتار فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں چھ معصوم پاکستانی شہری زخمی ہوئے جن میں دو خواتین اور ایک بچہ شامل تھا۔ بھارت کی جانب سے اس طرح کے واقعات ہوتے رہتے ہیں، ان واقعات کو روکا جائے، ہم لوگ بھی ایٹمی ملک ہیں لیکن ہم امن چاہتے ہیں کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ یہ امن ہی ہے جو پاکستان اور انڈیا کے تعلقات کو بہتر کرے گا اور اس کے علاوہ South Asian Region کے لیے امن ہی ہے جو ہمیں ترقی کی طرف لے کر جائے گا۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. I can see some members not sitting in their mentioned seating position, please go back to your seats. Mr. Hunain Ali Quadri *Sahib*.

جناب حنین علی قادری: شکریہ، میڈم سپیکر! میں suggestion کی طرف آؤں گا اور یہ کہوں گا کہ پینسٹھ سالوں سے یہ سلسلہ چلتا آ رہا ہے، میں یہ کہوں گا کہ ہم کسی mediator کی طرف جائیں اور اس معاملے کو لے کرInternational Court of Justice کی طرف جائیں کیونکہ اگر ایک بھی آدمی مارا جاتا ہے تو یہ ہمارے لیے ایک نقصان ہے۔ ہمیں اس پر International Court of Justice یا کسی mediator کی طرف جانا چاہیے، ان میں روس، امریکہ یا چین کو درمیان میں بٹھا کر یہ مسائل حل کرنے چاہییں۔ Actually یہ سارے کام border forces کو harass کرنے کے لیے کرتے ہیں کہ اگر وہ وہاں موجود نہیں ہیں تو یہ attack کرسکیں۔ آج کل یہ امن کی طرف آرہے ہیں تاکہ وہ U.N Security Council میں permanent seat حاصل کر سکیں۔ میں یہی کہنا چاہوں گا کہ اس پر ہمیں International Court of Justice کی طرف جانا چاہیے۔شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب جمال نصیر جامی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامی: شکریہ، میڈم سپیکر! یہ بہت اچھی resolution ہے، اس میں clearly defined ہے اور ہماری پارٹی کی طرف سے ممبران بات کو کافی clear بھی کر چکے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ خاص طور پر بارڈر پر رہنے والے لوگوں کے لیے چاہے آپ کے تعلقات بہتر نہ ہوں تب بھی ان کے لیے ایک soft corner رکھا جاتا ہے کیونکہ سرحدیں اتنی clearly defined نہیں ہوتیں اور وہاں کے رہنے والوں کی رشتے داری اور دیگر معاملات بھی ہو تے اور پھر یہاں تو دونوں ملکوں کے درمیان partition ہوئی تھی۔ موناباؤ کھوکھرا پار میں کوئی باڑ وغیرہ نہیں لگی یا سمندری حدود یا خاص طور پرکشمیر جہاں پتا چلتا ہے کہ یہ پہاڑ مقبوضہ کشمیر میں ہے اور وہاں سے disputed territory شروع ہوجاتی ہے جس پر انڈیا کا قبضہ ہے، اس سے مقامی لوگ بہت مشکلات کا سامنا کرتے ہیں اور ہم جب foreign or other policies بنانے جاتے ہیں تو بہت مسائل کا سامنا ہوتا ہے کیونکہ موناباؤ کھوکھرا پار یا خاص طور پر سمندری حدود میں کام کرنے والے لوگ کہتے ہیں کہ وہاں clearly defined نہیں ہیں، وہ یہاں سے جاتے ہیں اور پکڑے جاتے ہیں، وہ نفسیاتی مریض بن کرواپس آتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ خلیل چشتی صاحب والے معاملے میں ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے، وہ پروفیسر تھے اور طویل عرصے سے جیل میں تھے، یہاں سربجیت سنگھ، سرجیت سنگھ کی مثال ہے، یہ ایسے مسائل ہیں کہ ایک ایک قیدی پورے ملک کے نکتہ نظر کو ایک طرف divert کر دیتا ہے۔ اگر آپ اس طرح کے مسائل create کریں گے اور میں نے اس پر الگ سے ایک resolution move کی تھی وہ بھی آجائے گی کہ ہم کبھی مچھیروں کو قیدی بنا لیتے ہیں، کبھی موناباؤ کھوکھرا پار سرحد پر غلطی سے سرحد عبور کرنے کی وجہ سے لوگوں کو قیدی بنا لیتے ہیں اور پھر طویل عرصے سے کشمیر میں مسائل ہیں۔ خاص طور پر کشمیر میں clearly line of control and border ہے ہم تو بہرحال اسے border تسلیم نہیں کرتے، وہاں ایک چھاؤنی culture ہے، ہونا تو یہ چاہیے تھاکہ وہ ختم ہو لیکن آج تک یہ صورت حال ہے کہ وہاں انڈیا اپنی دھاک بٹھانے کے لیے وقتاً فوقتاً اپنا check and balance رکھنے کے لیے فائرنگ کر دی جاتی ہے، اس سے مقامی لوگ زیادہ suffer کرتے ہیں۔ یہ ساری ایسی صورت حال ہے کہ اگر آپ نے امن کی طرف جانا ہے تو انڈیا کو مقامی لوگ جو سرحدوں پر رہتے ہیں انہیں مطمئن کرنا پڑے گا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وقار صاحب۔

جناب محمد وقار: شکریہ، میڈم سپیکر! میں اس resolution پر زیادہ بات نہیں کروں گا لیکن میں ایوان کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے جو resolution pass کی گئی ہے، no doubt Green Party کے رکن کی طرف سے تھی اور اس کا objective اچھا تھا لیکن میں ان دونوں resolutions میں ایک conflict نظر آ رہا ہے کہ ایک طرف ہم انڈیا کے ساتھ تعلقات معمول پر لانا چاہتے ہیں اور اگلی ہی resolution میں ہم اسے criticize کرتے ہیں جو کہ سرحد پرdaily routine life کا ایک امر ہے کیونکہ وہاں سے بھی ایسی complaints آتی ہیں اور وہ officially record کرائی جاتی ہیں، پاکستان کی طرف سے بھی یہ officially record کرائی جاتی ہیں۔ اگر ہم ان کے ساتھ تعلقات بہتر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں focused رہنا چاہیے at least confusion کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ انم محسن صاحبہ۔

محترمہ انم محسن: شکریہ، میڈم سپیکر! یہ بہت اچھی resolution ہے۔ ایسے stance کو support کرنا چاہیے کیونکہ انڈیا اور پاکستان کے درمیان ہمیشہ سے اسی طرح کے معاملات رہے ہیں جو بہت بڑھ جاتے ہیں اور deterrent factor کی طرح اس کو misuse کیا جاتا ہے۔ I would also second what the honourable member has said اور ان کی جو first resolution میں یہی تھا کہ آپ ویزہ پالیسی کو relax کریں گے تو that is also giving a pin point to harbouring terrorism, تو پھر obviously آپ کس طرح restrictions لگائیں گے؟ویزے صرف families کو تو نہیں دے سکتے کہ وہ اپنی فیملی سے ملنے جائیںbut overall یہ اس لیے بھی اچھی resolution ہے کیونکہ ہم اس طرح regulate کر سکتے ہیں کہ اگر اس پر ایک ایسا specific commission بنے جو صرف visa policy کو ہی regulate کرے اور اس پر کام کرے تو no doubt that resolution بھی اچھی تھی اور یہ اپنی جگہ اچھی ہے۔ اس پر کچھ moderate بات ہو سکتی ہے، ہمیں اس پر rigid نہیں ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محمد تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: شکریہ، میڈم سپیکر! اس resolution پر Blue Party کے ایک ممبر نے بات کی کہ اس پر confusion ہے اور conflict کی بات کی جارہی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اس resolution کو دوبارہ پڑھ لیں تو یہ لکھا ہوا ہے کہ 'without quarrel India should be emphasized to stop these immoral and negative acts', اس میں 'without quarrel' کی بات کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ visa restrictions کو کم کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم سارا border کھول دیں گے، وہ exit and entry routes ہوں اور دونوں ممالک کے درمیان وہیں سے آمدورفت ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ 'without quarrel' کا مطلب یہی ہے کہ کسی mediator کو درمیان میں لایا جائے، U.N کو لے آئیں یا table talks کے ذریعے اس مسئلے کو حل کر لیا جائے۔

میڈم سپیکر! میں دوسری بات کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح جمال صاحب نے بات کی کہ territorial boundaries صرف land پرنہیں ہیں بلکہ سمندری سرحدیں اور فضائی سرحدیں بھی ہیں۔ ممبئی حملوں کے بعد air space کو violate کیا گیا اور دو fighter jets ایک لاہور سیکٹر میں آیا تھا اور کشمیر سیکٹر میں violation کی گئی تھی though کہ اس جنگ کو avoid کیا گیا، انہیں ان کی اپنی air space کی طرف push back کر دیا گیا، ان اقدامات کو بھی دیکھا جائے۔ اس کے علاوہ انڈیا کی طرف سے اور پاکستان کی طرف سے بھی land mines بچھائی جاتی ہیں، وہ نہیں ہونی چاہییں کیونکہ انڈیا پاکستان کی ساری سرحد demarcated border نہیں ہے اور

جس طرح جمال نے بات کی کہ ہر جگہ باڑ نہیں لگی ہوئی، کئی جگہیں ایسی ہیں جہاں صرف ایک دریا ہے اور دریا کی دوسری طرف رہنے والے لوگ ایک طرح سے communicate کرتے ہیں، especially in the Kashmir region دریا کے اردگرد رہنے والے آپس میں رشتے دار ہوتے ہیں and they communicate اور وہ دریا ہی in fact boundary ہے۔ انڈیا کی اشتعال انگیزی اس طرح بھی ہے کہ کبھی وہ گولہ باری شروع کردیتے ہیں، کبھی فائرنگ شروع کر دیتے ہیں۔ اگر وہاں کا کوئی مقامی بھی ہو تو اس کو بھی فائرنگ کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اگر کوئی بچہ یا کوئی اور شخص غلطی سے بھی border cross کر جائے تو اس کو بھی نشانہ بنایا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک پاکستانی فوجی غلطی سے سرحد پار کر لی تو اسے کافیinterrogate کیا گیا اور غالباً ابھی تک اس کا معاملہ pending ہے، وہ فوجی ابھی تک پاکستان کو واپس نہیں کیا گیا۔ یہی معاملات ہیں کہ اس پر اتنا extreme line ہو کر نہ سوچا جائے، اگر کوئی violation ہو جاتی ہے، غلطی سے کوئی سرحد پار چلاجاتا ہے، مچھیرے اکثر violation کر دیتے ہیں تو ان کے لیے ایکtrack بنایا جائے اور ان کی scrutiny کر کے جلد از جلد واپس ان کو گھر واپس بھیجا جائے تاکہ وہ rehabilitate ہو سکیں نہ کہ ان کو پاگل کر کے واپس اپنے وطن بھیجا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم تبریز صادق مری صاحب۔

جناب تبریز صادق مری: شکریہ، میڈم سپیکر! یہاں پر کچھ دوستوں نے اعتراض کیا ہے کہ ہماری دونوں resolutions ایک دوسرے سے contradictory ہیں۔ میں یہاں ایک بات کہنا چاہوں گا جس طرح کل کچھ ممبران نے اعتراض اٹھایا تھا کہ ایک طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ U.N Security Council کی permanent seat کے لیے اس کی support نہ کریں اور دوسری طرف آپ MFN status and trade کو بڑھایا جائے، یہ دو contradictoryچیزیں ہیں لیکن کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جیسے کل بھی انہوں نے کہا تھا کہ آپ کے national interests supreme ہوتے ہیں، ضروری نہیں ہے کہ ایک ground پر آپ کے interests ان سے match کر رہے ہیں تو آپ اس سے withdraw کرلیں جبکہ دوسرے پر نہیں کر رہے ہیں۔

اس سے پہلی resolution جو منظور ہو چکی ہے، جس میں visa restrictions کو ease کرنے کی بات کی گئی ہے۔ Visa restrictions کو ease کرنے کے نہ صرف political بلکہ دوسرے مقاصد بھی ہیں اور جہاں تک shelling کی بات آتی ہے.that is a different issue all together اگر آپ کے borders پر فوجی مر رہے ہیں یا across the border shelling ہو رہی ہے جس سے آپ کے ملک کے لوگوں پر کوئی چیز آرہی ہے تو that is a different story, اس سے میرے خیال میں ویزے کا دور دور تک کوئی ناطہ ہے۔ 'ہاں' ہمارے ملک کے مسائل ہیں اور across the border کافی چیزیں ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ چیزیں صحیح ہوں گی اسی لیے یہاں بات کی گئی ہے کہ without quarrel India should be emphasized to stop these immoral and negative acts. آپ ان سے dialogue کریں گے، انہیں اپنا view point بتائیں گے اور انہیں کہیں گے کہ already یہ چیزیں ہو رہی ہیں، ہم آپ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے، آپ ہمارا ہاتھ پکڑیں اور آگے چلیں، rather than ہم بھی across the border firing کریں اور وہاں کے لوگ مریں، اگر ایسا ہے تو پھر یہ مسئلہ کبھی ختم نہیں ہو گا I think then we should not even discuss Pakistan-India issue, then it's useless. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Mr. Kashif Yousaf Badar *Sahib.*

جناب کاشف یوسف بدر: شکریہ، میڈم سپیکر! میں سیالکوٹ سیکٹر کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔ ایک تو resolution میں تھوڑا سا مسئلہ ہے اور میں اس میں amendment چاہتا ہوں۔ اس کے دوسرے حصے میں کہا جارہا ہے کہ ‘shelling within the Pakistani boundary limits’ جیسے سیالکوٹ، نارووال اور شکرگڑھ سیکٹر ہے، یہ international border نہیں ہیں، border and boundary میں فرق ہوتا ہے، working boundary ہوتی ہے۔ ان کی resolution میں تھوڑی سی confusion ہے، ایک تو یہ تبدیل ہو جائے۔ دوسری چیز میں یہ بیان کر نا چاہوں گا کیونکہ میں خود سیالکوٹ کا رہائشی ہوں، وہاں آئے روز BSF کی طرف سے خلاف ورزی کی جاتی ہے کیونکہ سرحد پر آرمی نہیں ہوتی، اس لیے انڈیا کی طرف سے BSF ہے اور ہماری طرف سے چناب رینجرزہیں اور انڈیا کی طرف سے آئے روز بلااشتعال فائرنگ ہوتی رہتی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی جانوں اور املاک کا نقصان ہوتا ہے۔ جب وہاں کے لوگ اپنی فصلیں کاٹنے جاتے ہیں تو ان دنوں انڈیا کی طرف سے فائرنگ شروع کر دی جاتی ہے تاکہ ہمیں مالی اور جانی نقصان پہنچایا جاسکے۔ اس مسئلے پر ہماری M/O Foreign Affairs and M/O Interior کو انڈیا کے ساتھ positive and concrete dialogue کرنے چاہییں، تاکہ اس مسئلے کو جلد از جلد حل کیا جاسکے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: وزیر خارجہ صاحبہ۔

Ms Shaheera Jalil Albasit: Thank you Madam Speaker! I would like to congratulate the opposition side because I personally feel

کہ یہ جو resolution ہے، this was the need of the hour اور یہ ایک ایسا issue ہے جسے آپ نے ایسے deal کرنا ہے کیونکہ آپ کے مچھیرے they are suffering on daily basis تو اس لیے ہم wait نہیں کرسکتے کہ پانچ سال بعد چھ سال بعد اس چیز کو اٹھائیں، so this was an immediate need. میں یہاں ایک amendment propose کرنا چاہوں گی کہ یہ resolution ایسے ہی رہے اور آخر میں a phrase should be added that “India should be emphasized to stop these immoral and negative acts and should be invited on board to resolve the border disputes”. If they would like to entertain it why is that جب تک ہم border disputes کو address کر کے نہیں چلیں گے تو ہم اس position میں ہی نہیں ہیں کہ ہم انڈیا کو صرف emphasize کر دیں یا ان کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر ان سے کہہ دیں کہ آپ نے فائرنگ نہیں کرنی ہے۔ ہماراسب سے بڑا مسئلہ سرکریک کا issue ہے، اگر وہ مسئلہ ہی حل ہو گیا تو مچھیروں کی جو trespassing ہوتی ہے کیونکہ وہ کوئی demarcated region نہیں ہے، نہ ہی زمین پر اور نہ ہی پانی میں، اس لیے جب دونوں اطراف سے ایکدوسرے کے علاقے کو trespass کر جاتے ہیں تو پھر ان پر فائرنگ ہو جاتی ہے۔ I think greater focus اس چیز پر ہونا چاہیے کہ جب ہم اپنے border disputes resolve کر دیں گے تو یہ مسئلہ automatically solve ہو جائے گا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی اپوزیشن لیڈر صاحب۔

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: On behalf of my party, I would agree to the proposed addition.

Madam Deputy Speaker: O.K. Now I put this resolution to the House for voting with the proposed amendment by the Foreign Minister.

*(The motion was carried)*

**Item No. 7 RESOLUTION**

Madam Deputy Speaker: Item No. 7 of Mr. Muhammad Zafar Siddique, Mr. Muhammad Umar Riaz, Mr. Amir Abbas Turi, Mr. Salman Khan Shinwari, Mr. Kashir Yousaf Badar and Mr. Muhammad Zafarullah. Mr. Muhammad Zafar Siddique please move item No. 7.

Mr. Muhammad Zafar Siddique: Thank you Madam Speaker! I would like to move the resolution that;

> "This House expresses serious reservations over the dual nationality Bill because it will compromise our national sovereignty and territorial integrity. This Bill will have serious consequences in the long run and will pave the way for the hostile forces to undermine the country's unity on the direction of their foreign mentors".

میڈم سپیکر! سینیٹ آف پاکستان میں وزیر قانون نے ایک Bill پیش کیا جسے Dual Nationality Bill کا نام دیا گیا۔ اس کے مطابق جو شخص پاکستان اور اس کے علاوہ کسی اور ملک کا national ہے، وہ پاکستان کی صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینیٹ کا ممبر بن سکتا ہے۔ اس Bill میں سولہ ممالک کا ذکر ہے جس کے تحت dual nationality والے لوگ پاکستان میں اسمبلیوں کے ممبر بن سکتے ہیں۔ ان ممالک میں Syria, Canada, Australia, Jordan, Netherlands, Germany, USA, France, U.K and Ireland وغیرہ شامل ہیں۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب ایک شخص USA کاnational بنتا ہے تو وہ اس چیز کا حلف لیتا ہے کہ اگر اسے امریکہ کی sovereignty and territorial integrity کے لیے جنگ میں حصہ لینا پڑے اور ہتھیار اٹھانے پڑے تو وہ اس کے لیے bound ہے۔ ایسی صورت حال میں جو شخص پاکستان کا بھی national ہے اور امریکہ کا بھی national ہے، جب وہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں بیٹھ کر پاکستان کے لیے policy making کرے گا اور اس نے USA کی loyalty کا حلف لیا ہو گا تو پھر conflict of interest آ جاتا ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان کا ماضی کا dual national leaders experience کے بارے میں کچھ اچھا نہیں ہے۔ آپ معین قریشی کی مثال دیکھ لیں، شوکت عزیز کو دیکھ لیں، ان کی policies کے ابھی تک side effects سب کے سامنے ہیں۔ دوسری بات یہ کہی جاتی ہے کہ سمندر پارپاکستانی بڑی تعداد میں remittances بھیجتے ہیں، یہاں ایک بات note کرنے کی ہے کہ جو سمندر پار پاکستانی ہیں، وہ سارے کے سارے dual national نہیں ہیں، وہ پاکستانی ہیں اور وہ پہلے ہی قومی اسمبلی کے ممبر بن سکتے ہیں۔ 70% سے زیادہ remittances UAE and Arab Countries سے آتے ہیں۔ 2011 میں 3.8 billion remittances آئے تھے۔ جناب والا! 70% سے زیادہ remittances جن ممالک سے پاکستانی بھیجتے ہیں، وہ تو dual national نہیں ہیں، اس لیے جو یہ قانون بنایا گیا ہے کچھ specific لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت کی بات میں ایک contradiction یہ آتی ہے کہ جو شخص ووٹ دے سکتا ہے وہ قومی اسمبلی کا ممبر بھی بن سکتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر ووٹر پر contempt of court لگ سکتا ہے تو پھر جو قومی اسمبلی کا ممبر ہے،کابینہ کا ممبر ہے یا وزیر اعظم ہے تو اس پر کیوں نہیں لگ سکتا؟ بہرحال contempt of court کے Bill کا case Supreme Court میں پڑا ہوا ہے اس لیے اس پر discussion نہیں کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر! یہ بات کی جاتی ہے کہ پارلیمنٹ sovereign ہے، ٹھیک ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ سپریم آئین ہے، آئین کی حدود میں رو کر آپ قانون سازی کر سکتے ہیں، اس کی حدود و قیود سے باہر آپ قانون سازی نہیں کرسکتے۔ جناب والا! میں مزید کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے جتنے بھی

bureaucrats, army persons, ambassadors dual nationals ہیں ان کے لیے قانون سازی ہونی چاہیے کہ وہ اپنی dual nationality کو ختم کریں اور صرف جو پاکستانی شہری ہو گا وہی ایمبیسڈر ہو گا، وہی bureaucrat ہو گا اور وہی army person ہو گا۔

جناب سپیکر! میں strongly اس Billکا مخالف ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ Bill pass ہو گیا تو پاکستان کی قومی اسمبلی میں میر جعفر اور میر صادق جیسے کردار آ کر بیٹھ جائیں گے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Thank you very much Madam Speaker! It is often said that a person with two hats can never be trusted. What does exactly mean by the dual nationality? By dual nationality we may mean the dual loyalties. When a person takes oath when he acquires the citizenship of USA, it is written down in the oath that;

'I would remain loyal to the USA and will take part in the wars if necessary'.

So the oath of that country is having and persuading the citizens of that particular country to take part in wars and I would like to state the fact that the list of the 16 countries which have included in the Dual Nationality Bill includes the USA. It is completely unjustified Bill which would hamper the national integrity and sovereignty of the nation at large.

The concerned Article which the Dual Nationality Bill seeks to mend is the Article 63(1) (c) of the 1973 Constitution. The Article 63(1) (c) says that'

'if a person acquires the citizenship of any other country, he will cease to be the member of the Parliament'.

This proposed Bill in the Parliament of Pakistan states that 16 countries would exempt from this particular piece of legislation. This is not something which is justified. The reason which has been given that the remittances, the foreign investment which has been done within the country is from the Pakistanis living abroad. One thing should be kept in mind that we all of us admire the contribution and the role played by the overseas Pakistanis that role can not be denied but this role can not be exploited in the terms that a person who is living abroad who has a dual nationality which means he has dual loyalties should be appointed important responsibilities in the policy making criterion of the country. This is not something which would help Pakistan this would be something which would help deteriorate Pakistan.

I would like to point out an important fact that those who says that the foreign investment within the country from the overseas Pakistanis and keeping in view and respecting that foreign investment and remittances, we should grant them the right to take part in elections. It must be noted that they already have the right to vote in elections, so that is enough right and 58% of these investments come from the countries of the Middle East. The majority of the persons living in the Middle East do not have the dual nationality. So, this stance which has been proposed by some members does not hold any justification.

Madam Speaker! When the 1973 Constitution was enacted, the framers of the Constitution put a Constitutional bar that those who are not the citizens of Pakistan will not be able to contest elections. That bar was put after the great deal of deliberations and this Constitutional bar does have a significant meaning and this Constitutional bar should never be lifted and the Article 63 (1) (c) should be retained in the state as it is today. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عامر عباس طوری صاحب۔

Mr. Amir Abbas Turi: Thank you Madam Speaker! Dual Nationality Bill proposes an amendment in the Constitution regarding qualification of the members on the basis of their nationality. I firmly believe that persons having dual loyalties or dual nationalities should not be allowed to acquire an extraordinary effective role in the policy making of the country. If such a Bill gets passed by the Parliament, it will seriously hamper the national integrity of the country. As the members express their views and we have witnessed bad experiences like we import our leaders and Prime Ministers to serve this nation. Those who don't have a substantial stake within the country should never be allowed to become parliamentarians at any cost. I strongly oppose the Dual Nationality Bill in the strongest possible terms. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب سلمان خان شینواری صاحب۔

جناب سلمان خان شینواری: شکریہ، میڈم سپیکر! اس Bill سے پاکستان کا international community میں اس طرح کا imageبنتا ہے کہ جیسے پاکستان دھوکے بازوں کا ملک ہے جہاں پر لوگ ایک طرف کی loyalty نہیں رکھتے بلکہ دو دو جگہوں کی loyalty رکھتے ہیں۔ آپ کی loyalty ہمیشہ ایک ہی طرف رہتی ہے، آپ کبھی بھی دو طرفہ loyalty نہیں رکھ سکتے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرض کریں کل کو خدا نخواستہ ہماری کسی کے ساتھ جنگ ہو جائے اور وہ آدمی member of Parliament ہو، اس کی یہاں بھی nationality ہو اور اس ملک میں بھی اس کی nationality ہو، کیا امریکہ کا آئین اسے recruit or conscript کرے تو کیا وہ اُس طرف جائے گا یا وہ پاکستان کی طرف آئے گا۔ اس میں دوسری بات جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اگر آپ کا لیڈر ہی اس ملک پر اعتماد نہیں رکھتا، اسے یہ surety نہیں کہ یہ ملک اسے safety provide کر سکے گا اور جتنی بھی ضروریات جو ممالک کرتے ہیں، اگر آپ کا لیڈر اس پر believe نہ کرتا ہو اور وہ اپنے ذاتی مفادات کے لیے کسی دوسرے ملک کی nationality رکھتا ہوتو وہ لیڈر لوگوں کو کیا lead کرے گا؟ وہ اپنے followers کو کیا surety دے گا کہ یہ ملک رہنے کے قابل ہے؟ اگر ہم ان دو چیزوں کو دیکھیں تو ہمیں چاہیے کہ اس Dual Nationality Bill کی سخت مذمت کریں اور اسے oppose کریں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب کاشف یوسف بدر صاحب۔

جناب کاشف یوسف بدر: شکریہ، میڈم سپیکر! یہ Bill ناانصافی پر مبنی ہے۔ اگر اس طرح کے Bill کو ایوان میں منظور کیا جائے یا میرے خیال میں صرف پیش ہی کیا جائے تو اس ملک کے باقی اٹھارہ کروڑ عوام کی حق تلفی ہو گی۔ جس ملک میں talent and skills اتنا زیادہ ہے کہ اسے سنبھالا نہیں جا رہا تو اس کے لیے ہم imported لوگوں کو کیوں لا رہے ہیں کہ وہ اس ملک میں آکر ہم پر حکومت کریں اور ہمارے فیصلے کریں، جو اس ملک کے لیے جیتا اور مرتا ہے، وہی اسے چلانے کا حقدار ہے۔ رحمٰن ملک، شوکت عزیز اور معین قریشی جیسے لوگ اس ملک کا کیا چلائیں گے جو خود دو کشتیوں کے سوار ہیں اور ہمیں ان جیسے لوگوں سے کوئی امید بھی نہیں رکھنی چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب محمد ظفراللہ صاحب۔

جناب محمد ظفراللہ: شکریہ، میڈم سپیکر! مجھ سے پہلے ممبران نے اچھے طریقے سے explain کیا کہ dual nationality کیا ہوتی ہے۔ میڈم سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں حکومت بنانے میں foreign intervention and pressure کافی ہوتا ہے، ہمیں جس کی کافی examples بھی ملتی ہیں کہ اگر

کسی آدمی کو امریکہ اجازت دے دے تو وہ یہاں آکر پاکستان کا وزیراعظم سے لے کر Ambassadors بھی بن سکتا ہے اور یہ چیز کافی effect کرتی ہے۔ میڈم سپیکر! کچھ ہی عرصہ پہلے کہ بات ہے کہ ہمارے ایک وزیراعظم اپنا tenure ختم ہونے کے بعد باہر بھاگ جاتے ہیں، انہیں اب اس بات کی کوئی فکر نہیں ہے کہ پاکستان میں کیا ہو رہا ہے کیونکہ وہ امریکہ کے national تھے، ان کے بچے وہاں تھے، ان کی نوکری وہاں تھی، .why he should care about Pakistan and its interest ہمارے ہاں اس طرح کی ایک اور مثال آئی ہے کہ ہمارے ایک ایمبیسڈر امریکہ میں بیٹھ کر اداروں کو آپس میں لڑانے کی سازش کرتے ہیں، یہ بات ایک specific mission کے through ثابت بھی ہو چکی ہے۔ میڈم سپیکر! میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر مثلاً کل کو افغانستان کے مسئلے پر امریکہ کے ساتھ جنگ کا ماحول بن جاتا ہے تو کیا وہ لوگ، میں ان سے بندوق کا مطالبہ نہیں کر رہا کہ وہ پاکستان آکر پاکستان کے لیے بندوق اٹھائیں، کیا وہ لوگ امریکہ کے خلاف بات بھی کرنے کی جرآت کر سکتے ہیں جن لوگوں نے کسی خاص مقصد کے لیے وہاں کی citizenship لی ہو، جنہوں نے امریکہ کا loyal and faithful رہنے کا oath لیا ہو، جن کے بچے امریکہ میں پڑھتے ہوں اور وہاں ان کی security کا کوئی مسئلہ ہو۔ میڈم سپیکر! جو اس peaceful condition میں بھی امریکہ کے خلاف بات کرنے کی جرآت نہ کر سکتے ہوں۔

میڈم سپیکر! آخر میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو لوگ یہ argument دیتے ہیں کہ باہر جانے والے لوگ billion dollars remittances پاکستان بھیجتے ہیں لیکن وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ وہ 95% remittances وہ پاکستانی بھیجتے ہیں جو ادھر محنت مزدوری کرتے ہیں اور ان کی فیملیاں یہاں پاکستان میں رہتی ہیں، وہ ان کا پیٹ پالنے کے لیے اپنا پیسہ پاکستان بھیجتے ہیں۔ آپ ان لوگوں کی کیسے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ 5% وہ لوگ پیسہ پاکستان بھیجتے ہیں جو ادھر پاکستان میں بھی رہتے ہیں اور ان کے Swiss Banks bank accounts میں ہوتے ہیں، ان کا سارا پیسہ باہر ہوتا ہے، وہ کس طرح پاکستان پیسہ بھیج سکتے ہیں؟ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ: شکریہ، میڈم سپیکر! میں اس resolution کے خلاف ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی بات ہو جاتی ہے کہ بوٹی حلال ہو جائے اور شوربہ حرام ہو جائے۔ آپ باہر ممالک میں رہنے والوں سے ووٹ تو لینا چاہتے ہیں، انہیں ووٹ دینے کا حق سپریم کورٹ نے دیا، آپ ان سے ووٹ لینا چاہتے ہیں لیکن آپ انہیں representation نہیں دینا چاہتے۔ آپ ہی کے پاکستانی nationals House of Commons, House of Lords میں ہیں، آپ لارڈ نذیر کی بات کرلیں، سعیدہ وارثی کی بات کرلیں، وہ وہاں کی party head ہیں، آپ ان کی nationality cancel نہیں کرتے۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Madam Speaker! Point of clarification. When someone is granted the right to vote, he does not get himself involved in the policy making but when he is allowed to contest in the election, he becomes involved in the policy making decisions of the country. Thank you.

جناب محمد تیمور شاہ: میڈم سپیکر! جتنے بھی Pakistani nationals باہر ہیں اور وہ ان ممالک کی policy making میں حصہ لے رہے ہیں، ان کی اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں، ان کے لیے تو ان پاکستانی میڈیا کے پاس بھی sympathies ہیں، پاکستانی لوگوں کے پاس بھی sympathies ہیں اور میڈیا ان کی presence at that post بہت hype بھی دیتا ہے۔ آپ دوسری بات کر رہے ہیں کہ ان کو یہ حق نہیں دینا چاہیے، آپ مجھے بتائیں کہ جو

لوگ ان اسمبلیوں میں موجود ہیں اور ان کے پاس dual nationality نہیں ہے، کیا ان کے اثاثے باہر نہیں ہیں؟ کیا ان کے بچے امریکہ میں نہیں پڑھ رہے؟ کیا ان کی باہر جائیدادیں نہیں ہیں؟ صرف ان کےپاس nationality نہیں ہے، باقی ساری چیزیں ان کے پاس ہیں۔ آپ فیصلہ کر لیں کہ آپ نے اپنا کیا standard رکھنا ہے؟ آپ خود تو اپنے ملک میں ان سے ووٹ لینا چاہتے ہیں مگر ان کو کوئی representation نہیں دینا چاہتے۔ آپ یہ ضرور چاہتے ہیں کہ آپ کے ملک کا national ہو اور دوسرے ملک کا بھی national ہو، وہ ان کی اسمبلی میں بیٹھ کر legislative process میں حصہ لے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب توصیف عباسی صاحب۔

Mr. Touseef Ahmed Abbasi: Thank you, Madam Speaker! Actually I had some reservations about this resolution but they are already answering. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب اسامہ محمود صاحب۔

جناب اسامہ محمود: شکریہ، میڈم سپیکر! اس resolution پر نہ صرف مجھے بلکہ ہر اس پاکستانی کو reservations ہیں جو پاکستان کے مستقبل میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتا ہے۔ اس ملک کا المیہ ہے کہ ان سیاستدانوں کی narrow approach ہے اور انہیں اپنا لیڈر کہتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے جو ایسے Bills لاتے ہیں، ایسی سوچ کو پروان کرتے ہیں اور قوم کو misguide کرتے ہیں۔ میڈم سپیکر! ہمیں ہر اس پاکستانی سے پیار ہے جو دنیا کے کسی بھی کونے میں رہتا ہے، ہم اس کی اتنی ہی respect کرتے ہیں جتنی اس ملک میں رہنے والے لوگوں کی کرتے ہیں بلکہ وہ دوسرے ممالک میں ہمارا اچھا image بناتے ہیں۔ وہ ملک میں revenue بھیجتے ہیں، ہمیں ایسے لوگوں پر فخر ہے لیکن ہمارے ملک کے کچھ تلخ تجربات ہیں جن سے ہمیں سیکھنا چاہیے اگر ہم نہیں سیکھیں گے تو مزید exploit ہوتے جائیں گے۔

میڈم سپیکر! جس طرح میرے دوست نے کہا کہ شوکت عزیز، معین قریشی اور اس طرح کے بہت سے لوگ ہیں جو سیاست میں سامنے آئے ہیں، ایسے بہت سے bureaucrats ہیں جو ہماری تقدیریں تباہ کر چکے ہیں۔ آج ہم suffer کر رہے ہیں کیونکہ آج سے پندرہ بیس سال پہلے کے لوگوں نےایسے فیصلے کیے ہیں جن کا اس ملک میں کوئی مستقبل نہیں تھا اور جو باہر سے آتے ہیں، سیاست چمکاتے ہیں اور چار پانچ سال بعد چلے جاتے ہیں، جنہیں اس چیز کا ڈر نہیں ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں accountable ہوں گے۔ وہ جتنی مرضی کرپشن کریں، جتنی مرضی غلط پالیسیاں بنائیں، انہیں پتا ہوتا ہے کہ ہم لوگوں نے تو چلے جانا ہے۔ میں ان کی بات سے agree کرتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ مہرین سیدہ صاحبہ۔

محترمہ مہرین سیدہ: شکریہ، میڈم سپیکر! میں اس resolution کو totally support کرتی ہوں، ان کی طرف سے بہت اچھی resolution آئی ہے۔ یہ بات واقعی درست ہے کہ ایک آدمی جس کے پاس dual nationality ہوتی ہے تو اس سے loyalty پر بہت فرق پڑتا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ حکومتی سطح تک تو بہت آگے کی بات ہے۔ میں اپنے والد کی بات کروں گی کہ وہ بنگلہ دیش کے national تھے، وہ domestic level پر ہمیشہ بنگلہ دیش کو support کرتے تھے، میری والدہ انڈیا سے ہیں، آج بھی ان کے دل سے انڈیا کے لیے sympathies ختم نہیں ہوتیں جب آپ کی roots ایک جگہ کی ہوتی ہیں تو پھر آپ dual nationality سے manage نہیں کرسکتے۔ آپ دیکھیں کہ جب domestic level پر بہت بڑے concerns نہیں ہیں تو جب کوئی آدمی حکومتی سطح

پر آئے گا تو پھر loyalty پر بہت زیادہ فرق پڑ جاتا ہے۔ مجھے وزیر قانون صاحب کی بات بہت اچھی لگی انہوں نے کہا کہ ووٹ دینے کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ آپ policy making میں شامل ہو گئے، its something else. شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب گوہر زمان صاحب۔

جناب گوہر زمان: شکریہ، میڈم سپیکر! اس resolution پر مدلل بات کی جانی چاہیے۔ اس کی basis دیکھنی چاہیے اور اس حساب سے ہمیں یہ ثابت کرنا چاہیے کہ یہ ہمارے لیے کس طرح سے خطرہ ہے؟ میں personally سمجھتا ہوں کہ فی الحال یہ Bill ذاتی مفادات کو بچانے کے لیے بنایا گیا ہے لیکن اس کی یہ base بنائی گئی ہے کہ جو overseas Pakistanis آپ کی economy میں بہت زیادہ contribute کرتے ہیں تو ان کا بھی پاکستان کی legislation اور سرکاری عہدوں پر ان کا حق ہونا چاہیے لیکن یہاں دیکھنے کی بات یہ ہے کہ زیادہ تر پاکستانی جو remittances پاکستان بھیجتے ہیں، وہ زیادہ تر عرب ممالک میں مزدوری وغیرہ کرتے ہیں۔ عرب ممالک میں nationality والا system تو ہے ہی نہیں اور وہاں آپ کو nationality offer نہیں کی جاتی، آپ وہاں کام کر سکتے ہیں۔ جہاں تک امریکہ، یورپ، کینیڈا وغیرہ کی بات ہے تو وہاں رہنے والے پاکستانیوں کی تعداد یقیناً بہت کم ہے اور جب آپ کو وہاں nationality ملتی ہے تو,you have a right to own a property جب آپ وہاں property own کریں گے اور بزنس کریں گے تو obviously آپ پاکستان میں contribute نہیں کررہے، آپ اس ملک کی economy میں زیادہ contribute کررہے ہیں۔ لہٰذا یہ چیز دیکھنی چاہیے کہ ہمیں کس حد تک اس کا فائدہ ہو گا اور اس کی base کتنی week تھی۔ میں اس لیے اس Bill کو condemn کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اس پر ایوان کو بھی reservations ہیں اور اسے argumentatively deal کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ انم سعید صاحبہ۔

محترمہ انم سعید: میڈم سپیکر! بنیادی طور پر میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے یہ Bill بہت elusions پر مبنی لگ رہا ہے، لوگ اٹھ کر کہہ رہے ہیں کہ اگر کسی کی loyalty اور کسی کے بچے امریکہ میں ہیں تو this is all emotional debate. آپ کے پاس کیا prove ہے یا ایسی کیا guarantee ہے کہ آج جو پاکستان national MNA ہے، کل اسے امریکہ جانے کا موقع ملے گا تو وہ نہیں جائے گا، آپ کے پاس ایسی کوئی guarantee نہیں ہے، یہاں ہر Pakistan national is willing to go to USA and willing to get nationality over there. If someone lives over there, if someone has exposure, multi-culture exposure is something that Pakistan need. ہمارے ہاں ویسے ہی اتنے extremist opinion والے لوگ ہیں کہ اگر ہمارے پاس exposure والے لوگ آئیں گے تو that would be a benefit. That should not be considered کہ وہ لوگ کیا کریں، support نہیں کریں گے؟This is all emotional debate.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب جمال نصیر جامی صاحب۔

جناب جمال نصیر جامی: شکریہ، میڈم سپیکر! یہاں اس موضوع پر کافی بات ہو چکی ہے اور میں چونکہ اس resolution کے favour میں ہوں تو زیادہ بات نہیں کروں گا۔ لوگوں کو Bill کے متعلق بھی معلوم ہے کہ وہ dual nationality کی حمایت میں آیا ہے اور یہاں ہم اس کی مخالفت کر رہے ہیں بلکہ میں اس سے ایک step آگے بڑھ کر کہوں گا کہ شاید سیاستدانوں سے زیادہ ہماری military establishment and civil bureaucrats

اس ملک کی تقدیر کے فیصلے کرتے ہیں۔ تمام public offices میں ان پر پابندی ہونی چاہیے۔ کچھ لوگوں نے تاریخ کے حوالے پیش کیے، میں تاریخ سے کچھ چیزیں بتانا چاہوں گا کہ معین قریشی صاحب کا ایک واقعہ ہے کہ وہ اپنے والد کی قبر پر فاتحہ خوانی کرنے کے لیے گئے اور اس کے بعد جب میڈیا وہاں جمع ہوا تو گورکن نے یہ بھی بتا دیا کہ قبر آج ہی بنائی گئی ہے کیونکہ ان کے والد کی قبر کا انہیں معلوم نہیں تھا،یہ وزیراعظم پاکستان تھے اور import کیے گئے تھے۔ شوکت عزیز صاحب جب یہاں سے چلے گئے تو پرویز مشرف صاحب سے کسی نے پوچھا کہ انہیں اب کہاں fit کرنا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں کوئی employment bureau نہیں کھولا ہوا۔ اس طرح ہماری تضحیک ہوتی ہے، کچھ سابق وزراء اعظم نے شوکت عزیز کے بارے میں کہا کہ اگر یہ کونسلر کا الیکشن لڑ لیں یا انہیں صبح اپنیconstituency میں چھوڑ دیا جائے تو اگر وہ شام تک واپس آجائیں تو وہ اپنا نام بدل لوں گی تو یہ ساری صورت حال ہے، ہمیں دنیا میں اس طرح تضحیک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

میڈم سپیکر! میں نے کل بھی ایک بات کی تھی اور انتہائی معذرت کے ساتھ پھر کہنا چاہوں گا کہ ہم شاید بحیثیت قوم چور ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں جن لوگوں سے کچھ امیدیں پیدا ہوتی ہیں، میں یہاں کسی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا، مجھے پاکستان میں ایک شخص سے بڑی امید ہے جو تبدیلی کا champion ہے۔ انہوں نے ابھی حال ہی میں اپنی economic policy بھی پیش کی، مجھے اس پر بھی بڑی خوشی ہوئی لیکن جب انہوں نے اپنے اثاثے پیش کیے تو وہ ساری زندگی بات کرتے رہے اور اثاثے وہی تھے، انہوں نے شاید اپنی غربت اور مظلومیت ثابت کردی کہ میں جو بھی کمایا اپنی محنت سے کمایا لیکن جو بھی انہوں نے کمایا تھا وہ یورو اور ڈالروں کی شکل میں بنکوں میں پڑا ہوا ہے، اس سے مجھے بہت افسوس ہوا کہ یہ آدمی روپے کی قدر کیا بڑھائے گا جس کے اپنے اثاثے یورو اور ڈالروں میں پڑے ہوئے ہیں؟ بحیثیت قوم شاید ہم اخلاقی پستی کا شکار ہیں، اس کے لیےلازمی ہے کہ کم از کم ایسے قوانین تو وضع کردیں۔ میں آخری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ جو پارٹی ایوان میں یہ Bill لائی ہے اور خاص طور پر جس شخص کے لیے لایا گیا ہے، مجھے اس پر بھی انتہائی شرمندگی ہے کہ ہمارے پاکستان کے عظیم لیڈر ذوالفقار علی بھٹو جنہوں نے پوری قوم کو شعوردیا، 1973 کا آئین ان کی پارٹی کا drafted ہے، مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ اس ملک میں dual nationality holder لوگ وزراء اعظم تک بن گئے اور کسی نے challenge نہیں کیا؟ یہاں کی عدالتیں کہاں تھیں؟ یہاں کے ادارے کہاں تھے؟ یہاں کی law enforcement agencies کہاں تھیں؟ شوکت عزیز کو challenge کرنے والے کہاں تھے؟ معین قریشی کو challenge کرنے والے کہاں تھے؟ اگر آج challenge ہو رہا ہے تو انہیں اپنے لیڈر کےinstance کے ساتھ کھڑے ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: انم محسن صاحبہ۔

محترمہ انم محسن: شکریہ، میڈم سپیکر! میں اس resolution کو support کروں گی۔ یہ بہت اچھی resolution ہے and I seriously on personal level condemn this dual nationality Bill اس کی وجہ یہ ہے کہ جو انسان اپنے مفادات کے لیے پہلے دوسرے ملک کی nationality حاصل کرتا ہے اور اپنی nationality چھوڑ دی تو نمک حلالی نہیں رہی، اس کا کیا فائدہ؟ وہ یہاں آکر کیا policies بنائیں گے اور کیا کریں گے؟ ایک معزز ممبر نے بہت باتیں کیں، ہمیں صرف rigid نہیں ہونا چاہیے، extremist بن کر نہیں سوچنا چاہیے، اگر ان کے

بچے باہر ہیں تو اس معاملے میں ہمیں rigid نہیں ہونا چاہیے، بات بالکل ٹھیک ہے لیکن پھر ایک اور معزز ممبر کی ہی بات کو quote کروں گی کہ then you are investing outside not in your country. Thank you.

جناب گوہر زمان: میڈم سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ باہر سے پیسہ کمانا غلط نہیں ہے، باہر جا کر کام کرنا غلط نہیں ہے اور آپ باہر کا exposure وہاں کام کرکے اور پڑھ کر ہی حاصل کرسکتے ہیں۔ یہاں typically nationality کی بات ہو رہی ہے تو kindlyاسی پر ہی بات کی جائے۔

Madam Deputy Speaker: O.K you have already explained yourself. Now I put this resolution to the House.

*(The motion was carried)*

## Item No. 8 RESOLUTION

Madam Deputy Speaker: Item No. 8 of Mr. Tabraiz Marri, Mr. Jamal Naseer Jamaee and Mr. Naveed Hassan. Mr. Jamal Naseer Jamaee, please move the resolution.

Mr. Jamal Naseer Jamaee: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ I would like to move the following resolution that;

> "This House is of the opinion that the Government may take immediate steps to declare Urdu as official language of the country in pursuance of Article 251(1) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan".

میڈم سپیکر: یہ بات Pakistan کے آئین 1973 کے Article 251(1) میں واضح کر دی گئی تھی کہ دس سال کے اندر بتدریج پاکستان کی قومی زبان اردو کو مکمل طورپر official language بنایا جائے گا لیکن آج اس بات کو گزرے ہوئے تقریباً چالیس سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے، شاید ہم نے اس کے لیے وہ سب steps لیے ہی نہیں جو ہمیں لینے چاہییں تھے، خاص طور پر سرکاری دفاتر یا تعلیمی اداروں میں جوforms available ہوتے ہیں ابھی تک ہم انہیں translate نہیں کر پائے بلکہ وقتاً فوقتاً ایک ایسا scenario create کیا گیا کہ شاید ہمارے ہاں قابلیت کا معیار انگریزی بہتر لکھنے اور پڑھنے کو ہی سمجھا جانے لگا۔ میں یہاں سابق صدر پرویز مشرف کی کتاب In the line of fireکا حوالہ دینا چاہوں کہ انہوں نے شوکت عزیز صاحب کی پہلی قابلیت یہ لکھی ہے کہ وہ بہترین international standard کی انگریزی بولتے ہیں، میں ان سے بہت متاثر ہوا اور شاید ان میں یہی ایک قابلیت تھی، وہ ملک کے ساتھ جو کچھ کر گئے ہیں، وہ تاریخ کا حصہ ہے۔ میں بہت حیران ہوا کہ جب زبیدہ جلال نے انگریزی بولی کہ وہ بلوچستان سے ہیں، مطلب ایک عجیب cheap mentality create کر دی گئی۔ دنیا کی لکھی ہوئی پانچ ہزار سالہ تاریخ جو موجود ہے، اس میں ہمیں کوئی بھی قوم ایسی نہیں ملتی جس نے اپنی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں ترقی کی ہو کیونکہ آپ کسی اور زبان میں پڑھ تو سکتے ہیں لیکن creativity نہیں کر سکتے۔ یہاں ہماری Blue Party کے ایک معزز ممبر سراج میمن صاحب سے اس مسئلے پر بات ہو رہی تھی اور انہوں نے بہت اچھی بات کی کہ ہمیں میٹرک تک تو یہی سمجھ نہیں آتا کہ ہمیں انگریزی سکھائی جارہی ہے یا ہمیں جو نو مضامین دیے گئے ہیں، ہمیں وہ پڑھنے ہیں؟ جب میٹرک تک یہ سمجھ آتا ہے کہ اس ملک میں قابلیت کا معیار انگریز ی ہے تو سیکھنے والا وقت گزر چکا ہوتا ہے اور ہم ٹوٹی پھوٹی انگریزی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، جب مقابلے کے امتحان میں جاتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ Public Service Commission کے تمام English tests میں لیے جائیں گے۔ میرے والد ہجرت کر کے لاڑکانہ آئے

تو وہ بتاتے ہیں کہ ایک Deputy Commissioner آئے اور ہمیں اردو نہیں آتی تھی کہ وہاں پر صرف سندھی medium schools تھے اور انہیں اس لیے اردو نہیں آتی تھی کہ وہ کسی Oxford کے centre سے CSS کر کے آئے تھے تو وہ ہمیں انسان نہیں سمجھتے تھے، ہم انہیں انسان نہیں سمجھتے تھے۔ پاکستان میں اس طرح کے مسائل بہت دیکھنے میں آتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ آپ کی قومی زبان اردو ہے اور CSS میں وہ compulsory نہیں ہے۔ میری رانا بھگوان داس صاحب سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے یہ سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم کئی مرتبہ یہ سفارشات بھیج چکے ہیں لیکن انہیں compulsory language کرنے کو تیار نہیں ہیں کیونکہ جن لوگوں کے ہاتھوں میں اس ملک کی تقدیر ہے وہ اس سے کھیل رہے ہیں اور وہ کھیلتے رہیں گے۔ انہوں نے صرف انگریزی رکھ کر ایک ایسا criterion define کر دیا ہے، آپ دنیا کے کسی بھی فلاسفر سے لے کر ادنیٰ سے ادنیٰ شخص کو کھڑا دیں جو عقل و شعور رکھتا ہو، وہ آپ کو یہ بتائے گا کہ زبان کبھی بھی قابلیت کا criterion نہیں ہوتا، مطلب یہ کہ میں جتنا اچھا اپنی مادری زبان میں اپنے آپ کو express کر سکتا ہوں، کسی اور زبان میں تو نہیں کر سکتا۔ ہمارے ہاں کو زبان کو ہی criterion بنا دیا گیا ہے۔ آپ تب ہی قابل ہیں جب آپ CSS کو انگریزی میں clear کر لیں گے۔ اس طرح وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ uniformity ختم ہوتی گئی۔ ایک وقت تھا جب صرف سرکاری سکول تھے اور وہاں ایک وزیر کا بچہ بھی پڑھتا تھا، ایک bureaucrat کا بچہ بھی پڑھتا تھا، ایک غریب، ہاری، کسان، مزدور کا بچہ بھی وہاں پڑھتا تھا۔ ان کا معیار بھی اس طرح رکھا جاتا تھا کیونکہ ایک bureaucrat کو پتا ہوتا تھا کہ ایک غریب کے بچے کے ساتھ اس کا بچہ بھی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اب آغا خان بورڈ، Cambridge System, O-level, A-Level یہ private schools ہیں اور یہ سرکاری سکول ہیں، یہ English medium ہیں، یہ اردو میڈیم ہیں۔ یہ Citizens Foundation کے ہیں، یہ trust کے ہیں، یہ دانش سکول ہیں یعنی حکومت اپنے اندر بھی uniformity کھوتی جا رہی ہے کہ یہ دانش سکول ہیں، یہ ہم نے بہتر طالبعلموں کے لیے بنائے ہیں۔ ہم نے جو ایک goal achieve کرنے کا کہا تھا کہ ہم نے دس سال میں یہاں پہنچنا ہے، ہم چالیس سالوں میں اس سے بھی دس قدم چلے گئے ہیں۔ اس پر آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب تبریز صادق مری صاحب۔

جناب تبریز صادق مری: شکریہ، میڈم سپیکر! مجھے امید ہے کہ معزز ممبر نے پورا آرٹیکل پڑھ لیا ہو گا۔

Article 251(1) says that;

> "the national language of Pakistan is Urdu and arrangement shall be made for the official and other purposes within fifteen years from the commencing date".

Clause 2 "the English language may be used to official purposes till the arrangements are made for its replacement by Urdu".

میڈم سپیکر! آئین clearly کہتا ہے چونکہ آپ کی قومی زبان اردو ہے، آپ نے پندرہ سال کے وقت کے اندر اپنی سرکاری زبان اردو کرنے کےلیے اقدامات کرنے ہیں۔ Unfortunately, ایسا نہیں ہو سکا، اس کی کافی وجوہات ہیں، ہم نے 90% population کو neglect کیا ہے اور 10% population کو prefer کیا ہے، when we say that آپ انگریزی زبان as an official language use کریں۔ مجھے اس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت تب محسوس ہوئی، recently we were part of the Youth Manifesto Committee, ہم نے وہاں کام کیا، دو ایسے

but they were in Urdu, they had some language ممبران تھے جنہوں نے بہت اچھے آرٹیکل لکھ کر بھیجے I think it was better than most لیکن انہوں نے جو کچھ اردو میں لکھا تھا problems converting them in English sense of inferiority ہوئی کہ شاید ہم ایک realize مجھے اس وقت یہ بات of the people that wrote in English. I looked ہونی چاہیے۔ preference میں مبتلا ہیں، ہم شاید ہر چیز میں کہتے ہیں کہ انگریزی زبان کی complex after it, میں نے research کی اور مجھے پتا چلا کہ ہمارے آئین میں اس طرح کی بات لکھی گئی ہے لیکن بدقسمتی سے اس پر implementation نہیں ہوئی۔ وقت کافی گزر چکا ہے لیکن ابھی بھی right measures لیے جائیں تو may be in a few years, may be in coming times ہم لوگ اب بھی اس پر کچھ اقدامات لیں تو ہم اس چیز سے باہر نکل سکتے ہیں۔ ہم پاکستان کی 10% population کو utilize کر رہے ہیں، they know English لیکن 90% of the population اسی وجہ سے پیچھے رہ جاتی ہے، اپنے ideas and views کو properly communicate نہیں کر پاتی۔ So, I think if Urdu is made the official language in accordance with the Constitution of Pakistan then ہمارے ملک میں talent کو ابھرنے کا بہت موقع ملے گا۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: The House is adjourned for lunch break for one hour.

---------

*[The House was then adjourned for lunch break for one hour]*

---------

*[The House was reassembled after lunch break with Madam Deputy Speaker (Ms Sarah Abdul Wadood Khan) in the Chair]*

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: Madam Speaker! I don't know that the Secretariat communicated with you about this or not but this is now a joint resolution. The members of the Blue Party Mr. Noman Nayyir Kulachvi and Mr. Amir Abbas Turi are also part of this resolution.

Madam Deputy Speaker: I am just informed about Mr. Noman Nayyir Kulachvi even took his name unless the Secretariat does not inform me.

جناب تبریز صادق مری: جی میڈم! میں بالکل کر دیتا ہوں۔

ایک معزز ممبر: شکریہ، میڈم سپیکر! دنیا میں جن قوموں نے ترقی کی ہے، انہوں نے اپنی national language کو as a official language استعمال کیا ہے۔ میں اٹلی، فرانس، ایران اور سپین کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بھی ترقی کی ہے لیکن انہوں نے کسی foreign language کو as a official language use نہیں کیا۔ پاکستان ایک ایسا ملک ہے جہاں صرف 10% لوگ انگریزی سمجھ سکتے ہیں جبکہ 90% majority of the people اردو میں ہی کام چلاتے ہیں تو صرف 10% لوگوں کے لیے آپ انگریزی کو official language قرار نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ دوسری باتیں میرے بھائی نے elaborate کر دی ہیں۔ اس سلسلے میں قائداعظم نے 1948 میں جو فرمایا تھا، وہ quote کرنا چاہتا ہوں کہ

> "let me make it clear that the national language of Pakistan is going to be Urdu and official language will be also Urdu and no other language, without one state language no nation can remain tied up solidarity together. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم نعمان نیر قریشی صاحب! موجود نہیں ہیں، جناب حفیظ اللہ وزیر صاحب۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: شکریہ، میڈم سپیکر! یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس زبان کے لیے ہمارے آباؤاجداد نے جنگیں لڑیں، جس زبان کی ترقی کے لیے برصغیر پاک و ہند کے کونے کونے میں جا کر تبلیغ کی، جس زبان پر تلوار پھینکنے کے بعد دو قومی نظریہ وجود میں آتا ہے آج ہم اس زبان میں بات کرنے پر بھی شرم محسوس کرتے ہیں۔ 1973 کے آئین کی بات آتی ہے اس کے Article 251 میں صاف لکھا گیا ہے کہ انگریزی زبان صرف پندرہ سالوں تک official language ہو گی، اس کے بعد Urdu as an official and national language ہو گی لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آئین میں amendments آتی ہیں، صرف وہی amendments کہ power کو control کیا جائے، وہ amendments جو آنی چاہییں، جو ہماری national identity ہے، اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ یہاں بہت سی باتیں کی گئیں اور میرے خیال میں سارے اس کے favour میں ہوں گے لیکن میرے ذہن میں ایک بات آتی ہے کہ اگر ہم اس بات کو یہاں implement کریں کہ ہمیں جو Orders of the Day دیا جاتا ہے، وہ انگریزی کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی آئے تو بہتر ہو گا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ سیپ اختر چنر صاحبہ۔

محترمہ سیپ اختر چنر: شکریہ، میڈم سپیکر! میں سب سے پہلے اس resolution کو support تو کرتی ہوں لیکن مجھے اس میں تھوڑی سی confusion ہے۔اگر ہم اردو کو official language کرتے ہیں تو اس میں حکومت کے notices اردو میں ہوں گے، جو بھی proceedings ہوں گی وہ سب اردو میں ہوں گی لیکن یہاں جتنی بھی تقاریر ہو رہی ہیں، اس میں education کا syllabus لایا جارہا ہے۔ میں اس بات کو support کرتی ہوں کہ Urdu should be the official language کیونکہ یہ ہم سب کو unite کرے گی۔ تمام صوبے ایک اردو زبان بولیں گے تو آپس میں اچھے طریقے سے communication کریں گے، صوبوں کے درمیان جو رشتہ ہے وہ زیادہ بہتر ہوگا۔ اس کے علاوہ سندھی، پنجابی، پشتو جتنی بھی زبانیں ہیں، انہیں national language کا درجہ دینا چاہیے تاکہ یہ نہ لگے کہ tradition and culture بھُلایا جا رہا ہے۔

میڈم سپیکر! میرا آخری point یہ ہے کہ English is very important. This world is a global village, English is a universal language, اردو official language بن جائے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم انگریزی پڑھنا چھوڑ دیں۔ ہم international level پر جائیں گے، ہم دوسرے ممالک سے کیسے cope up کریں گے؟ ہم اقوام متحدہ میں اپنا stance کیسے پیش کریں گے؟ اس لیے اردو کو official language بنانا چاہیے لیکن انگریزی کو بھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب جمال نصیر جامی: میڈم سپیکر! میرا as a mover point of clarification ہے کہ Article 251(1) ہے کہ

> "The English language may be used for official purposes until arrangements are made for its replacement by Urdu".

اب اگر آپ arrangement میں educational language change نہیں کریں گے تو آپ official language تک کا سفر کیسے طے کریں گے؟ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں misconception create کر دیے جاتے ہیں، آپ resolution کی wording پر رہیں۔ یہاں بہت اچھی resolutions پر 'No' کر دیا گیا ہے اس سے ایوان کی کیا تاریخ لکھی جائے گی۔ اگر آپ اس پر رہیں تو آئین کا آرٹیکل کہہ رہا ہے اور یہاں میرے ایک دوست نے mention کیا تھا کہ اگر

آپ آئین کے آرٹیکل کے خلاف جائیں گے تو آپ کو اس کی سزا بھی معلوم ہے۔ یہ resolution صرف اس لیے نہ روک دی جائے کہ ہم نے انگریزی ختم کرنے کی کہیں بات کی ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب نعمان نیر کلاچوی صاحب۔

جناب نعمان نیر کلاچوی: شکریہ، میڈم سپیکر! میرے guest آئے ہوئے تھے، اس لیے تھوڑا late ہو گیا ہوں اور اس کے لیے میں معذرت کرتا ہوں۔ اردو کی بات ہو رہی ہے تو اب 1920 کا زمانہ نہیں رہا کہ ہم نواب مرزا خان داغ کا وہ شعر پڑھیں کہ؛

اردو ہے جس کا نام ہمی جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت آپ کی official language اردو ہے لیکن اب چوں چوں کا مربہ انگریزی کو بنا دیا گیا ہے تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم کسی زبان کی ترویج و اشاعت کے مخالف نہیں ہیں، ہم تو کہتے ہیں کہ خدا کرے سب لوگ Spanish بولنا شروع کر دیں۔ ہمیں انگریزی کی اہمیت و افادیت سے کوئی انکار نہیں ہے لیکن جو حشر اردو کے ساتھ ہو رہاہے، وہ اس کا حق نہیں ہے۔ آپ اس کو official language کے طور پر لیں، سرکاری دفاتر میں اردو بولیں، ہاں، اگر کوئی external معاملات ہوتے ہیں تو اس میں آپ بالکل انگریزی زبان استعمال کریں، اس میں کیا مسئلہ ہے؟ لیکن جو حق اردو کا ہے خدارا اسے دیں اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ ایک دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ آپ اپنی official language English کر لیں، چھٹی ہو جائے گی، پھر ہم نہیں کہیں گے کہ اردو ہماری official language ہے۔ ہم یہی چاہتے ہیں کہ اگر انگریزی کو بنا لیں تو پھر مسئلہ ہی ختم ہو جائے گا لیکن جب تک اردو ہے تو ہم روتے رہیں گے، پیٹتے رہیں گے کہ اردو ہماری سرکاری زبان بن جائے۔ ہمیں انگریزی کی افادیت سے کوئی انکار نہیں ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب ریحان بلوچ صاحب۔

جناب ملک ریحان: شکریہ، میڈم سپیکر! میرے اس resolution پر کچھ reservations ہیں، particularly Balochistan کے اور شاید خیبر پختونخوا کے بھی ہیں۔ مجھے اس resolution کے movers بتائیں کہ آئین 1973 میں بنا ہے اور اب تقریباً بیالیس سال گزر گئے ہیں یہ چیز کیوں implement نہیں ہو سکی؟ اس کا صاف مطلب ہے کہ situation critical and sensitive ہے کیونکہ صوبے نہیں چاہتے کہ اردو کو official language قرار دیا جائے۔ بنگلہ دیش کے بننے کی ایک بنیادی وجہ بھی یہ تھی کہ اردو اور بنگالی دونوں کو official language consider کیا جائے۔ میڈم سپیکر! یہ بہت sensitive case ہے۔ جیسا کہ ہم سب کو پتا ہے کہ پاکستان ایک federal state ہے، چار federating units ہیں اور ہر unit کی اپنی ایک زبان ہے، اپنی civilization ہے، اپنا culture ہے، ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا اپنا culture promote ہو، اس کی زبان promote ہو، یہ کوئی نہیں چاہتا کہ کوئی imported language جیسا کہ اردو ایک imported language ہے اور باہر سے آئی ہے، یہ نہ بلوچستان والوں کی زبان تھی نہ خیبر پختونخوا والوں کی، نہ سندھ والوں کی۔ میڈم سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس resolution کوStanding Committee on Law and Parliamentary Affairs میں بھیجا جائے تاکہ ہم اس میں amendments کر سکیں اور اس پر ایک clear cut stance لے سکیں۔

میڈم سپیکر! اس کےعلاوہ میں یہ recommendation دینا چاہتا ہوں کہ اس آرٹیکل کو آئین سے delete کیا جائے یا amend کیا جائے کیونکہ ہم بیالیس سالوں سے کچھ نہیں کر سکے اور اب بھی کچھ نہیں کر سکیں گے کیونکہ اسے منظور کرنے کے لیے چاروں صوبوں سے majority vote لینے پڑیں گے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عتیق الرحمٰن صاحب۔

جناب عتیق الرحمٰن: شکریہ، میڈم سپیکر! میرے بھائیوں نے بہت اچھی قرارداد پیش کی ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ انہوں نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے تو یہ غلط نہیں ہو گا۔ میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ واقعی official language اردو ہی ہونی چاہیے اور رہی بات educational syllabus کی تو اس کے لیے option دیا جائے کہ آپ انگریزی میں کریں یا اردو میں کریں، جس نے انگریزی میں پڑھنا چاہتا ہےتو وہ اُدھر چلا جائے اور جس نے اردو میں پڑھنا ہے تو وہ بھی پڑھ سکے لیکن اس میں option ضرور دیا جائے۔ یہاں CSS کی بات کی گئی، اس میں بھی اردو کا option دیا جائے۔ ہمارے اس platform پر اگر قرارداد منظور بھی ہو جائے یا اس پر اس وقت تک بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا جب تک ہم خود اس پر عمل کرکے نہیں دکھائیں گے۔ اگر ہم واقعی چاہتے ہیں کہ اردو زبان official language ہونی چاہیے تو پھر کل سے ہمارا Orders of the Day بھی اردو میں آیا کرے اور ہماری جتنی بھی بحث ہو، وہ بھی اردو میں ہو تو اچھا ہے۔ اگر کسی کو موقع ملتا ہے تو وہ start ایسی English سے کرتا ہے کہ مجھ جیسے آدمیوں کو سمجھ ہی نہیں آتی۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم عامر عباس طوری صاحب۔

جناب عامر عباس طوری: شکریہ، میڈم سپیکر! اردو زبان نے ہمیں ایک لڑی میں پرویا ہوا ہے جیسے تسبیح کے دانے ہوتے ہیں۔ میں اس پر مختصر یہ بات کرنا چاہوں گا کہ اگر کسی کو انگریزی سمجھ نہیں آتی یا CSS کے point of view سے تو یہ دو الگ باتیں ہیں، اس وقت دنیا ایک global village ہے اور انگریزی زبان کی اہمیت، ضرورت اور افادیت سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔ میں اس resolution کی support کرتا ہوں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم انگریزی زبان کو چھوڑ دیں، اسے ignore کردیں کیونکہ ہم پھر اس تاریکی میں نہیں جانا چاہتے۔ اگر ہم اسے parallel لے کر جاسکتےہیں جیسے یہاں آئین کی بات کی گئی ہے تو بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو آئین میں درج ہوتی ہیں لیکن ہم اس پر عمل نہیں کرتے، مثلاً رحمٰن ملک صاحب کی دوہری شہریت ، یہ پہلے سے آئین میں موجود تھا لیکن الیکشن کمیشن یہ چیز ان سے implement نہ کروا سکا۔ آپ دیکھیں کہ اس ایوان میں پاکستان کے مختلف علاقوں سے معزز اراکین یوتھ پارلیمنٹ تعلق رکھتے ہیں، کراچی سے خیبر تک، گلگت سے لے کر بولان تک، پاکستان کے مختلف اضلاع اور تحصیلوں سے آئے ہوئے ممبران یہاں موجود ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اردو واحد زبان ہے جس نے ہمیں متحد رکھا ہوا ہے۔ ہم نسلی تعصب سے بالاتر ہو کر اردو میں بات کرتے ہیں۔ ذاتی طور پر میں پاکستان کے مختلف شہروں میں گیا اور یہ چیز محسوس کی۔ جہاں تک بات آتی ہے کہ یہ چیز ہم پر زبردستی implement کی گئی ہے تو میں اس بات سے اختلاف کروں گا۔ اردو زبان اہل لکھنؤ کی زبان تھی لیکن آپ دیکھیں کہ جب سےپاکستان آزاد ہوا، آپ پرانی باتیں بھول جائیں، ہم جس طرح امریکہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ Is America a milting pot or a mixing bowl? وہ پرانی colonization کو بھول گئے ہیں۔ ہمیں بھی یہ کرنا چاہیے کہ کل

علامتی طور پر Orders of the Day English کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی آئے تو اس سے یہ ہو گا کہ ہم Youth Parliament کی تاریخ میں یہ record کرالیں گے۔ اس کے ساتھ ہماری website پر ہمارے ایوان کی کارروائی کی تفصیل اردو میں ہوتی ہے۔ میں مکمل طور پر اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عمر رضا صاحب۔

جناب عمر رضا: شکریہ، میڈم سپیکر! یہاں اردو زبان کی بات ہو رہی ہے، میں تھوڑا سا تاریخ کی طرف جاؤں گا کہ 1867 میں اردو ہندی تنازع ہوا تھا۔ اس میں مسلمانوں نے بہت سی قربانیاں دیں اور اپنی جانیں بھی دیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم اس چیز کو بھول گئے تو پھر ہمیں چاہیے کہ ہم اردو کو چھوڑ دیں اور انگریزی کو بھی چھوڑ دیں اور ہندو جو چاہتے تھے کہ ہم دیوناگری رسم الخط کو رائج کر دیتے ہیں۔ اگر ہم اردو کو as a official language رائج کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ہمیں انگریزی کو بھی رائج کرنا پڑے گا کیونکہ ہمیں international level پر بہت سے کام کرنے ہوتے ہیں جن کے لیے ہمیں انگریزی زبان کی ضرورت پڑتی ہے، اس لیے کہ انگریزی زبان اس وقت international language ہے۔ دوسری چیز یہ کہ ہر ریاست کا فرض ہے کہ وہ اپنی قوم کو زبان اور ثقافت کو فروغ دینے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ 1962 کے آئین کے مطابق ہر علاقے کے لوگوں کو اپنی ثقافت اور زبان کی مکمل آزادی حاصل تھی۔ میں اس بات کی بھی حمایت کروں گا کہ ہمیں اردو کے ساتھ ساتھ مختلف علاقوں میں جیسا کہ پشتون علاقوں میں پشتو بولی جاتی ہے لیکن ہمیں اس کی سمجھ نہیں آتی اور اردو ایسی زبان ہے جسے پشتون بھی سمجھ سکتے ہیں، بلوچی بھی سمجھ سکتے ہیں۔ اردو ہماری قومی زبان ہے۔ قومی زبان ہر ریاست کی پہچان ہوتی ہے۔ اس کا اطلاق ریاست کے رہنے والے تمام شہریوں اور انجمنوں پرہوتا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ اس کا اطلاق یوتھ پارلیمنٹ میں بھی ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ مہرین سیدہ صاحبہ۔

محترمہ مہرین سیدہ: شکریہ، میڈم سپیکر! پہلے تو میں اس بات کو support کروں گی کہ اس سے کوئی انکار نہیں ہے کہ انگریزی بہت ضروری ہے لیکن آپ اس بات کو دیکھتے ہوئے اردو کو اس کے حق سے خارج نہیں کرسکتے۔ یہاں ایک صاحب نے کہا کہ اردو پہلے کوئی زبان نہیں تھی، ایک لشکری زبان تھی، پھر اس طرح مجھے یہ بھی کہہ دینا چاہیے کہ صرف ایک عربی زبان ہے جو الہامی ہے، ہم اسے اپنا سکتے ہیں باقی تو تمام زبانیں اس دنیا کی بنائی ہوئی ہیں۔ تمام قوموں نے اپنی اپنی زبانوں کو own کیا ہے اور اس کے بعد اسے implement کیا ہے۔ آپ فرانس کو لے لیں، جرمنی کو دیکھیں، چین کو دیکھیں، جاپان کو دیکھیں، کیاان ملکوں کی ترقی آپ کو نظر نہیں آتی؟ کیا وہ اپنی زبان کو opt نہیں کرتے؟ اس کے بعد یہ کہا گیا کہ ایک چیز جو چوالیس سالوں میں نہیں ہو سکی تو اب کیسے ہو گی تو,there is always a first time ہم لوگ یہاں آئے ہیں اور وہ چیز کرنے آئے ہیں جو پہلے نہیں ہوا تھا، ہمیں ہی proposals دینی ہیں۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ انگریزی زبان بالکل سیکھیں بلکہ باقی زبانیں بھی سیکھیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ جب باہر دنیا میں مختلف جگہوں پر مذاکرے ہوتے ہیں، بات چیت ہوتی ہے اور ایسے ممالک بھی ہوتے ہیں جو انگریزی میں بات کرتے ہیں جبکہ دوسری جانب ایسے ممالک بھی ہوتے ہیں جنھوں نے درمیان میں ٹرانسلیٹر بٹھایا ہوتا ہے، وہ ٹرانسلیٹر آپ کی زبان کی dignity کا باعث ہے کہ یہ اپنی زبان میں بات کرتے ہیں اور وہ ٹرانسلیٹر

درمیان میں ہوتا ہے، وہ انگریزی میں بات نہیں کرتے۔ انگریزی زبان ضرور سیکھنی چاہیے لیکن اردو اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہمارا ملک دو طبقات میں بٹتا جا رہا ہے، ایک وہ طبقہ ہے جو اردو کے complex کا شکار ہو رہا ہے اور ایک وہ ہے جو انگریزی کو پتا نہیں کیا سمجھ بیٹھا ہوا ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پزیر ملک میں ہر بچہ ایک top class institute میں نہیں پڑھ سکتا اور ایک بچہ جو سرکاری سکول سے نکلا ہے، ایک بچہ ایسا ہے جو کسی اچھی یونیورسٹی سے پڑھا، ان دونوں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ آپ مارکیٹ میں جاکر دیکھیں کہ لوگ اچھے اداروں میں پڑھ رہے ہیں۔ آپ روزگار کے لیے جب باہر جائیں گے تو لوگ آپ کے talent کو ایک طرف رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کو انگریزی آتی ہے یا نہیں آتی؟ ان تمام factors کو ختم کرنا ہے، انگریزی ضرور سیکھیں لیکن اپنی زبان کو اس کا پورا حق ضرور دیجیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ الوینا رؤف صاحبہ۔

محترمہ الوینا رؤف: میڈم سپیکر! میں اپنے محترم ممبران سے کچھ سوالات کرنا چاہتی ہوں جو بہت emotional ہو کر اس resolution پر بات کر رہے ہیں۔ سب سے پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ جب قائداعظم محمد علی جناح تقریر کرتے تھے تو وہ کس زبان میں خطاب کرتے تھے؟ آپ مجھے بتائیں کہ ذوالفقارعلی بھٹو نے جمہوریت کو پاکستان میں فروغ دیا اور جنہوں نے 1973 کا آئین بنایا، وہ کس زبان میں بات کرتے تھے؟ رہی بات difference کی، کن کے درمیان؟difference ایک government official and a common man کے درمیان۔ I am just questioning from all the parliamentarians who are debating on this topic. آپ لوگ بتائیں کہ ایک بچہ اردو میڈیم پڑھ کر آرہا ہے، اب اس نے آگے government officer بننا ہے، اس نے CSS کا امتحان دینا ہے، اس نے پاکستان میں رہ کر high official job avail کرنی ہے، جب وہ Masters and M.Phil اردو میڈیم میں کر چکا ہے اور وہ صرف اردو ہی جانتا ہے، اگر اس کے سامنے CSS کے انگریزی کے papers آئیں، روزگار حاصل کرنے کے لیے انگریزی میں papers آئیں تو وہ آدمی کیا کرے گا؟ یہاں آپ لوگ medium of communication and ideology کو mix کررہے ہیں۔ وہ کون سی ideology وہ ideology ہم جسے دوقومی نظریہ کہتے ہیں۔ وہ الگ بات ہے کہ وہ religion base پر ہوئی تھی۔ اردو صرف پاکستان میں نہیں بولی جاتی بلکہ کئی ملکوں میں بولی جاتی ہے۔

محترمہ مہرین سیدہ: میڈم سپیکر! پوری دنیا میں پاکستان وہ واحد ملک ہے جس کی زبان اردو ہے، اس کے علاوہ majority میں کہیں نہیں بولی جاتی۔

محترمہ الوینا رؤف: ٹھیک ہے، میں آپ کو انڈین فلموں کی مثال دینا چاہتی ہوں۔ ان کی official language ہندی ہے جبکہ ان کی ہندی فلمیں اردو میں ہوتی ہیں۔ میں چین کی مثال دیتی ہوں کہ انہوں نے شروع سے ہی ایک standard کو followکیا ہے کہ جب سے وہ آزاد ہوئے ہیں تب سے ہی وہ چینی زبان بولتے آرہے ہیں۔ اگر انہوں نے ٹرانسلیڑ ساتھ رکھا تو وہ اس کو afford بھی کر سکتے ہیں کیونکہ وہ ایک economically stable country ہیں۔ اگر آپ اس چیز کو پاکستان میں implement کریں گے تو میرے خیال میں آپ صدر، وزیراعظم وغیرہ کے لیے ٹرانسلیٹر کے پیسے دیتے رہیں گے، ملک میں پیچھے کیا بچے گا؟ لہٰذا انگریزی کو دونوں جگہ implement کریں لیکن اردو کی importance کو بھی مدنظر رکھیں۔ شکریہ۔

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: Madam Speaker! A few questions were asked as a primary mover I would like to address these questions.

یہاں پر سب سے پہلی قائداعظم کی بات کی گئی کہ وہ کس زبان میں خطاب کرتے تھے، he use to address in English لیکن انہوں نے ہی کہا تھا کہ پاکستانی کی national and official language Urdu ہونی چاہیے۔ دوسری بات میری بہن نے یہ کی کہ ذوالفقار علی بھٹو جنہوں نے 1973 کا آئین بنایا وہ بھی انگریزی بولا کرتے تھے، مجھے تو ان کی اردو کی تقریریں بھی یاد ہیں، ان کی سندھی کی تقریریں بھی یاد ہیں۔ تیسری بات انہوں نے کی کہ ہم Urdu medium سکولوں میں پڑھتے ہیں اور آگے جا کر اگر ہمیں CSS کا امتحان دینا ہے تو پھر ہم کیا کریں گے، یہی تو مسئلہ ہے کہ آپ Urdu medium میں پڑھ کر جب آپ CSS کے امتحان میں نہیں آسکتے تو CSS میں بھی آپ کو prefer کرنا چاہیے۔ یہاں چوتھی بات انڈیا کی فلموں کے بارے میں کی گئی۔ اگر کوئی دوسرا اپنی چیز صحیح implement نہیں کر پا رہا یا اس میں کچھ flaws ہیں تو کیا ہم بھی اس کے وہ flaws اپنا لیں؟ پانچویں بات ٹرانسلیٹر کے بارے میں تھی کہ اگر ہم ٹرانسلیٹر کو پیسے دیں گے تو ملک میں کیا بچے گا؟ آپ rental power plants میں corruption کر سکتے ہیں، آپ ٹرانسلیٹر کو پیسے نہیں دیکھ سکتے۔ شکریہ۔

(مداخلت)

Madam Deputy Speaker: I will ask it that who will answer on these questions because mainly, mover of the resolution he clarified everything so please sit down.

جناب حفیظ اللہ وزیر: میڈم سپیکر! ان کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ قائداعظم محمد علی جناح انگریزی میں تقریر کرتے تھے تو اس وقت یہاں Lard Mountbatten اور دوسرے British people ہوتے تھے، اگر وہ انگریزی زبان میں تقریر نہ کرتے تو مسلمانوں کے احساسات ان تک کیسے پہنچاتے؟

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ ثمن احسن صاحبہ۔

محترمہ ثمن احسن: شکریہ، میڈم سپیکر! میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہوں گی، صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ یہاں usually یہ concept ہے کہ اگر ہم انگریزی زبان کو چھوڑ دیں گے تو ہمارا کیا بنے گا؟ چین، جاپان، جرمنی اور سپین کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں، کیا وہ بالکل ہی ڈوب گئے؟ دوسری چیز کہ ہم بالکل یہ نہیں کہہ رہے انگریزی کو negate or ignore کر دیا جائے، اسے بھی ساتھ ساتھ چلایا جائے لیکن اردو as official language رکھنا چاہیے، اس لیے کہ وہ ہمارا تشخص ہے، ہماری identity ہے، ہم اسے کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ اگر ہم اردو کی جگہ انگریزی کو prefer کریں گے تو پھر یہ ہوگا کہ غریب علاقوں کے بچوں کا سارا confidence اس بات پر shatter ہو جاتا ہے کیونکہ وہ انگریزی میں اتنے fluent نہیں ہوتے۔ میں نے یہ چیز دیکھی ہے اور بہت افسوس کی بات ہے، پتا نہیں ہمارے parliamentarian نے اس چیز کو observe کیا ہے یا نہیں کہ اگر کوئی غلط انگریزی بولے تو دوسرے اسے بہت شرم دلارہے ہوتے ہیں اور اگر غلط اردو بولے تو usually یہ جملہ کہا جاتا ہے کہ 'Oh that's so cute'. یہ ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ ہم لوگ اپنی زبان کو اس طرح بھُولتے جارہے ہیں اگر کوئی صحیح نہیں بول رہا تو دوسروں کو cute لگ رہا ہے۔ ہم اپنے قومی تشخص کو بھول رہے ہیں۔

Ms Anum Saeed: Madam Speaker! Point of order.

Madam Deputy Speaker: Did you send your name to the Secretariat?

محترمہ انم سعید: نہیں میڈم سپیکر! لیکن میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ What she saying? وہ چین کی مثال دے رہی ہیں، فرانس کی مثال دے رہی ہیں، there languages are growing languages. Urdu language

grow نہیں کر رہی - جو بھی نئی چیز آتی ہے، کمپیوٹر آتا ہے، نئی website آتی ہے، وہ اردو میں ٹرانسلیٹ نہیں ہوسکتی، we have to use those words in Urdu and English.

جناب جمال نصیر جامی: میڈم سپیکر! میرا point of order ہے کہ اردو زبان کی ڈکشنری اردو لغت بورڈ ہے، جس کا مرکز کراچی میں ہے، وہ بہت بڑی ہے اور اس میں سترہ لاکھ الفاظ ہیں۔ اگر آپ کو نہیں آتی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی کو بھی نہیں آتی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ انم ضیاء صاحبہ۔

محترمہ انم ضیاء: میڈم سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ممبر نے کہا کہ جب انگریزی میں بولتے ہیں تو ہم لوگوں کو سمجھ نہیں آتی اور جب یہ typical Urdu میں بات کرتے ہیں تو مجھے بھی سمجھ نہیں آتی لیکن میں کبھی complain نہیں کروں گی۔ یہ میری غلطی ہے کہ مجھے نہیں آتی۔ Recently جس نے top کیا ہے، اس لڑکے نے خود کہا ہے کہ میں English literature میں Masters کروں گا جبکہ وہ تندور میں نان لگاتا ہے۔ اگر اس میں اتنی capacity ہے کہ وہ اٹھ کر English language میں Masters کرنے کی بات کر رہا ہے جبکہ اسے یہ زبان بھی نہیں آتی اور وہ کہتا ہے کہ میں یہ زبان سیکھوں گا اور کوشش کروں گا کہ باہر پڑھنے کے لیے جاؤں۔

دوسری بات CSS کی separation کی ہے تو یہ بالکل ٹھیک بات ہے، اس پر ایک الگ resolution ہونی چاہیے۔.Honestly, اس resolution میں مجھے بہت بڑی confusion ہے، ایک تو آپ جس بات کو point out کر رہے ہیں، اردو تو ہماری پہلے ہی official language ہے۔ اس کے ساتھ انگریزی کو بھی اتنی ترغیب دی جاتی ہے کیونکہ پورے ملک میں انگریزی بولی جا رہی ہے۔ بنگلہ دیش میں بنگالی زبان کے ساتھ ساتھ انگریزی بھی بولی جا رہی ہے۔ انڈیا کے آئین میں یہی چیز ہے جو ہمارے آئین میں ہے کہ پندرہ سالوں میں ان کی زبان بدلی جائے گی لیکن انہوں نے ابھی تک نہیں بدلی، وہ لوگ بھی انگریزی کو پکڑ کر بیٹھے ہیں۔ ہم لوگ پاکستانی ہونے کے باوجود ہر وقت backward approach رکھتے ہیں، ہم کبھی positive چیزوں کی طرف نہیں جاتے۔ آپ لوگ رو دھو کر ہمیشہ پاکستان پر آجاتے ہیں، پاکستان ہی پوری دنیا نہیں ہے، اگر آپ کو لگتا ہے کہ پاکستان ہی سب کچھ ہے تو آپ پاکستان میں ہی رہیں۔ آپ کو پوری دنیا کے ساتھ cope up کرنے کے لیے آپ کو دونوں زبانیں چاہییں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ problem کدھر ہے، اردو تو ہے؟ پوری دنیا کے ہر atlas میں اردو ہے کہ وہ ہماری زبان ہے، انگریزی کے بارے میں ہے کہ وہ ہماری زبان ہے۔ ایک بھائی کو انگریزی medium ہونے سے مسئلہ تھا تو پھر مجھے لگتا ہے کہ انہیں education system پر comment کرنا چاہیے کہ ہمارا education system صحیح نہیں ہے، ان کو اس پر یہ comment نہیں کرنا چاہیے کہ ہماری official language غلط ہے۔

میڈم سپیکر! قرآن مجید میں بھی کہا گیا ہے پوری دنیا ایک community ہے، "Mankind is one community as a Quran has declared". اگر آپ دوسروں کی زبان نہیں سیکھیں گے تو آپ انہیں اپنا مذہب کیسے سکھائیں گے؟ آپ انگریزوں کے پاس بیٹھ کر اردو بول رہے ہیں، ان کو آپ کی سمجھ نہیں آرہی۔ اس وقت چین کو دیکھیں، ایک وقت تھا جب چین کی economy نیچے جارہی تھی، جیسے ہی انہوں نے انگریزی کو accept کرنا شروع کیا اور میں یہ add کرنا چاہوں گی کہ اس وقت چین میں biggest employment English

literature کے ٹیچروں کی ہے۔ چین اس وقت انگریزی کو جتنا استعمال کر رہا ہے اور کوئی نہیں کر رہا، وہ اتنا backward feel کرتے ہیں، میری friend چین سے آئی ہیں اور وہ کہتی ہیں کہ وہاں یہ بہت feel کرتے ہیں کہ ہمیں صرف چینی زبان آتی، انگریزی زبان نہیں آتی اور ہم کسی سے بات نہیں کر سکتے، وہ اس بات پر اپنے آپ کو backward feel کرتے ہیں۔ اب آپ چین کی position دیکھیں کہ وہ کدھر ہے؟ آپ کے پاکستان کی position اس وقت اتنی خراب حالت میں ہے اور آپ کیا propose کر رہے ہیں کہ اردو پر آجائیں اور اسے خراب کر دیں۔ میری زبان اردو ہے، میں اردو پر بہت proud ہوں۔

میڈم سپیکر! میرے بھائی نے یہ بھی کہا کہ قائداعظم کے دورمیں انگریزی کا بول بالا تھا تومیں ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ اس movement میں جن لوگوں نے اردو کو ترجیح دی تھی، وہ ہمارے بانی تھے، اصل میں ان کی زبان اردو تھی ورنہ آپ دیکھیں اس وقت پنجاب میں پنجابی زیادہ بولی جاتی تھی، اردو کراچی میں زیادہ بولی جاتی تھی۔ میں اس چیز کی تصحیح نہیں کر رہی، مجھے اچھا لگتا ہے کہ ہماری اتنی صوبائی زبانیں بھی ہیں۔ آپ national language and official language کو separate رکھیں۔ آپ کو national language and official language کا difference پتا ہونا چاہیے۔ آپ official language, official routes میں use کرتے ہیں، پوری دنیا آپ کو سن رہی ہے۔ آپ اپنی مرضی سے کوئی بھی national language رکھیں، کوئی پرواہ نہیں ہے جو زبان پورا ملک بولے وہ آپ کی قومی زبان ہے۔

میڈم سپیکر! میں آخری بات یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ انڈیا کی مثال لے لیں، ہم ہر وقت انڈیا کو back fire کرتے رہتے ہیں کہ انڈیا سب سے بُرا ہے، وہ ہم سے آگے نکل گیا ہے۔ میں انڈیا گئی تو وہاں ایک فقیر میرے پاس آکر کہتا ہے کہ give me ten rupees میں اس سے اتنی impress ہوئی کہ ایک فقیر مجھے انگریزی میں کہہ رہا ہے تو میں نے اسے پچاس روپے دیے۔ میں دوکاندار کے پاس گئی تو اس نے کہا madam which cloth do you want? میں جس کے پاس گئی اسے انگریزی آتی تھی لیکن ان کو ہندی نہیں آتی تھی، ان کو اپنیregional زبان مراٹھی، بنگالی وغیرہ آتی تھی، وہ انگریزی میں converse کرتے تھے، یہ ترقی کی پہچان ہوتی ہے۔ میں کبھی اردو کو برا نہیں کہوں گی۔ آپ کو system سے مسئلہ ہے، آپ کو اردو سے مسئلہ نہیں ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب یاسر ریاض صاحب۔

جناب یاسر ریاض: شکریہ، میڈم سپیکر! یہاں بہت سی باتیں ہو چکی ہیں، میں چند مختصر باتیں کروں گا۔ ہمیں جو چھ ہزار سال کی معلوم تاریخ ہے، آپ اسے اٹھا کر دیکھ لیں اور کوئی ایک قوم ایسی بتا دیں جس نے کسی دوسری زبان میں پڑھا ہو، دوسری زبان کو اپنایا ہو اور ترقی کی ہو ، آپ تلاش کر کے تھک جائیں گے لیکن آپ کو ایسی کوئی قوم نہیں ملے گی۔ میں آپ کو چند مثالیں دینا چاہتا ہوں۔

Mr. Muhammad Umar Riaz: Madam Speaker! Point of order.

Madam Deputy Speaker: Yes.

Mr. Muhammad Umar Riaz: Madam! In the six thousand history let me quote the recent history. One of the greatest economic giant of South Asia’s is India and India is progressing in English language.

جناب یاسر ریاض: بہت شکریہ۔ اگر ان کو انڈیا کا model پسند ہے تو اچھی بات ہے۔ اگر آپ کی نظر جرمنی، جاپان، چین، اٹلی، روس، ملائیشیا، انڈونیشیا یا ترکی کی طرف جاتی تو آپ کو ایسا کوئی ملک نہ ملتا جو کسی دوسرے کی زبان کو اپنا رہا ہے۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی یاسر صاحب۔

جناب یاسر ریاض: میڈم سپیکر! میں نے یورپ کے کئی ممالک کے نام بتائے ہیں، ان کی ابتدائی تعلیم ان کی اپنی زبان میں ملے گی، آپ کسی German or French official کو دیکھیں وہ انگریزی جانتے ہوئے اپنی زبان میں تقریر کرے گا۔ ترکی کا وزیراعظم پاکستان آیا، اس نے یورپ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے باوجود ترکی زبان میں تقریر کی اور اس کے ٹرانسلیٹر نے اسے ٹرانسلیٹ کیا اور افسوس کی بات ہے کہ ہمارے لوگ انگریزی زبان میں تقریر کر رہے تھے۔

میڈم سپیکر! اکثر لوگ اس کو mix کر رہے ہیں کہ اس resolution میں کہیں بھی انگریزی زبان کی اہمیت سے انکار نہیں ہے۔ انگریزی سیکھی جائے۔ ایک ممبر نے بات کی ایک امتحان میں top کرنے والے نے انگریزی زبان میں Masters کرنے کا اعلان کیا ہے، وہ جرمنی زبان میں کرے، Spanish میں کرے، French میں کرے، اس کی مرضی، انگریزی کی اہمیت سے کوئی انکار نہٰں کر رہا لیکن آپ کی زبان اردو ہے اور اردو ہونی چاہیے۔ ایک اور ممبر نے سوال کیا کہ اردو کا نفاذ چوالیس سالوں میں کیوں نہ کیا جا سکا وہ اس لیے نہیں کیا جا سکا کہ ہمارے حکمرانوں کی نیت ٹھیک نہیں تھی۔ اگر اس کا نفاذ کرنا ہے تو اس کے لیے آپ اسرائیل کی مثال دیکھیں کہ اسرائیل نے 1967 میں عبرانی زبان کو اپنی قومی زبان کا درجہ دیا اور عبرانی زبان کو ختم ہوئے پانچ سو سال گزر چکے تھے اور اس زبان کو جاننے والے چند درجن سے زیادہ لوگ موجود نہیں تھے، انہوں نے ان کو بلایا اور بیس سال تک اس زبان پر تحقیق کی، نئے سرے سے اس کے الفاظ بنائے، اس کا رسم الخط بنایا، اس کے لیے نئی ڈکشنری بنائی، کمپیوٹر بنایا گیا، سب کچھ بنایا گیا اور آج وہ عبرانی زبان کو پانچ سو سال کے بعد عملی طور نافذ کر چکے ہیں تو آپ چوالیس سال کی بات کر رہے ہیں۔ انگریزی زبان کن کن ممالک میں نافذ ہے؟ اگر آپ ان ممالک کی list اٹھا کر دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ صرف وہی ممالک ہیں جو برطانیہ کی غلامی میں رہے اور ابھی تک غلامانہ ذہنیت کو اپنائے ہوئے ہیں۔ ڈکشنری کی بات کی گئی ہے کہ وہ available نہیں ہے، آپ افغانستان جیسے پسماندہ ملک میں جائیں، خوست میڈیکل کالج میں میڈیکل کی تعلیم پشتو زبان میں دی جا رہی ہے، وہاں کے engineering college میں پشتو زبان میں engineering پڑھائی جا رہی ہے۔ آپ ایران جائیں جو بھی نئی terminology آتی ہے، وہ پہلے ہی دن اس کو فارسی زبان میں ٹرانسلیٹ کرتے، آپ اردو زبان میں کیوں نہیں کر سکتے، اصل مسئلہ نیت کا اگر ہم اسے کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

میڈم سپیکر! دو اہم پہلو ہیں، پہلی چیز تو یہ ہے کہ زبان صرف زبان نہیں ہوتی، زبان کا پوری تہذیب و تمدن سے تعلق ہوتا ہے، یہ ہماری شناخت ہے۔ آپ کو انگریزوں کے علاوہ کوئی قوم ایسی نہیں ملے گی جو انگریزی پر فخر کریں۔ اردو ہماری زبان ہے، اس نے ہمیں شناخت دی۔ آپ کسی بھی ملک میں، چین کی بات بار بار کی جا رہی، چین کے لوگ بہت اچھی انگریزی جانتے ہیں اور میں اس کا ذاتی تجربہ کر چکا ہوں کہ

ایک شخص کو انگریزی آتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ انگریزی میں بات نہیں کرے گا بلکہ اپنی زبان میں بات کر ے گا اور اپنے ساتھ ٹرانسلیٹر رکھے گا یہ show کرنے کے لیے کہ یہ میری اپنی زبان ہے۔ اس لیے ان چیزوں کو آپس میں mix نہ کیا جائے، اردو ہماری زبان ہے، ہمیں اس پر فخر ہے اور انشاءاللہ ہم اس پر فخر کرتے رہیں گے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب محمد عمر ریاض صاحب۔

جناب محمد عمر ریاض: شکریہ، میڈم سپیکر! آج ایوان میں چند معزز اراکین نے ایک قرارداد پیش کی، ایک ایسی قراردادجس نے کثیر الجہد بحث کو جنم دیا۔ مجھے پہلے کہنے دیجیے کہ مجھے اپنی اردو زبان پر فخر ہے لیکن جس انداز سے آج بات کی گئی، مجھے اس سے چند اختلافات ہیں۔ بلاشبہ اردو زبان کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے لیکن محب الوطنی کو اردو زبان سے مشروط نہیں کیا جاسکتا۔ اردو زبان کی ترویج و اشاعت کے ببانگِ دہل دعوے تو کیے جاسکتے ہیں لیکن اس سمت میں کیا عملی اقدامات کیے جاسکتے ہیں؟ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 1973 کے آئین کی شق نمبر 251 کا حوالہ دیا گیا۔ مجھے کہنے دیجیے کہ جب ہم پاکستان کی بات کرتے ہیں اور comparison اس بات کا کیا جاتا ہے کہ یورپ کے چند ممالک ہیں جو ترقی کر رہے ہیں تو یورپی ممالک کا پاکستان سے مقابلہ کرنا کسی صورت بھی ناممکن ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان بلاشبہ ایک مختلف الزبان لوگوں کا ملک ہے، مختلف الخیال لوگوں کا ملک ہے، مختلف النسل لوگوں کا ملک ہے، یہاں کئی زبانیں رائج ہیں۔ میں ایک سندھی تحریک کا حوالہ دینا چاہوں گا کہ سندھ کے لوگوں کا یہ دعویٰ تھاکہ اگر اردو زبان کو رائج کیا جاتا ہے تو سندھی کو کیوں نہیں کیا جاتا کیونکہ سندھی چار ہزار سال پرانی زبان ہے، اس کو رائج کیا جائے۔ ایک معزز ممبر نے کہا کہ ملک کی اکثریت انگریزی زبان سے ناواقف ہے، میں Euromonitor international global trends report 2009 کا حوالہ دوں گا جس میں کہا گیا کہ دنیا میں امریکہ سب سے بڑا ملک ہے جہاں انگریزی سب سے زیادہ سمجھی جاتی ہے، دوسرے نمبر پر انڈیا ہے اور پاکستان تیسرے نمبر پر ہے۔ پاکستان دنیا کا وہ تیسرا بڑا ملک ہے جہاں انگریزی سمجھی جاسکتی ہے تو ایک ایسے ملک میں جہاں 48% لوگ پنجابی بولتے ہوں، جہاں12 to 15% لوگوں کی پہلی زبان سندھی ہو، جہاں 12% پشتو جانتے ہوں اور صرف 8% وہ لوگ ہوں جن کی مادری زبان اردو ہو، وہاں جب اردو زبان کو سرکاری زبان بنایا جائے گا تو ایسے عوامل وجود میں آسکتے ہیں جو اعتراضات کا باعث بنیں۔ یہاں باربار یورپ کا حوالہ دیا جاتا ہے، یورپ کے اگر کسی ایسے ملک کی بات کی جائے جہاں کثیر النسل لوگ رہتے ہوں جیسے Belgium کی کوئی ایک official language نہیں ہے بلکہ اس کی تین official language ہیں، ان میں ڈچ، فرنچ اور جرمن شامل ہیں۔

محترمہ سپیکر صاحبہ! اردو زبان کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے لیکن کیا ہم یہ نہیں کر سکتے کہ اردو اور انگریزی دونوں کو سرکاری زبان قرار دے دیا جائے؟ یہاں یورپ کی بات کی گئی تو مجھےکہنے دیجئے کہ Switzerland میں German, French, Italian and Persian بھی بولی جاتی ہیں۔ معاشی ترقی کو قومی زبان سے مشروط کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم انڈیا سے متاثر ہیں، ہم انڈیا سے متاثر نہیں، ہم اس کی معاشی ترقی سے متاثر ہیں۔ یہاں اس بات کا حوالہ دیا گیا کہ دو قومی نظریے کہ بنیاد اردو زبان تھی تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ قائداعظم سے پہلے، علامہ اقبال سے پہلے، مولانا محمد علی جوہر سے پہلے، مولانا ظفر

علی خان سے پہلے، ایک ایسی شخصیت تھی جنہوں نے دو قومی نظریے کی بنیاد رکھی اور وہ شخصیت سرسید احمد خان تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو کہا تھا کہ اگر انگریزی زبان نہ سیکھی گئی تو ترقی نہیں ہو پائے گی۔ میرے ایک بھائی نے کہا کہ اگر اس قرارداد کو منظور نہ کیا گیا تو یہ آئین کی خلاف ورزی ہو گی، یہ غیر آئینی اور غیر قانونی ہو گا، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آج اس ایوان سے یہ resolution مسترد ہوتی ہے اور اگر یہ ایوان چاہتا ہے کہ اردو اور انگریزی دونوں کو سرکاری زبان قراردیا جائے تو بلاشبہ پارلیمنٹ نے اس میں ترمیم لانی ہے اور پارلیمنٹ آئین کی شق نمبر 251 میں ترمیم کر سکتی ہے۔

محترمہ سپیکرصاحبہ! اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ پاکستان اور انڈیا میں ایک طرح کا آئینی، حکومتی اور جمہوری ڈھانچہ قائم ہے۔ ہندوستان کے آئین میں بھی اسی طرح کی شق موجود تھی جس میں انگریزی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا اور کہا گیا کہ پندرہ سال تک تمام تر اقدامات کیے جائیں گے جن کے تحت ہندی کو انگریزی سے replace کر دیا جائے گا، لیکن کیا ہوا؟ وہ بھی ایک کثیر الزبان ملک ہے، وہاں مختلف الخیال لوگ بستے ہیں، وہاں بھی تنازع کھڑا ہوا اور وہاں انگریزی کو ہندی کے ساتھ as a official language retain کیا گیا اور میں بھی اس بات کی پرزور حمایت کروں گا کہ اردو زبان کی افادیت کو جانچتے ہوئے، انگریزی زبان کی افادیت کو جانچتے ہوئے، اس بات کا بھرپور مطالبہ کروں گا کہ دونوں زبانوں کو سرکاری زبان کا درجہ دیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: میں ایوان کی توجہ لابی میں موجود ایک نہایت ہی معزز مہمان کی طرف دلانا چاہوں گی۔ جناب حاجی محمد جاوید صاحب! he had been Ex-MNA in 1985 and now he is President Employees Federation of Pakistan. Sir, آپ کی آمد کا بہت شکریہ۔ جناب کاشف یوسف بدر صاحب۔

جناب کاشف یوسف بدر: شکریہ، میڈم سپیکر! مجھے اس میں ایک confusion ہے کہ اس پر لاہور ہائی کورٹ میں 21st April کو ایک writ دائر ہوئی ہے اور اسے رانا علم الدین ایڈوکیٹ نے دائر کیا ہے کہ اردو کو as an official language رائج کیا جائے تو کیا ہم اسے ایوان میں discuss کر سکتے ہیں؟

جناب محمد عمر ریاض: میڈم! اصل میں طریقہ کار کچھ اس طرح ہے کہ ہم اسے resolution کی صورت میں discuss نہیں کرسکتے کیونکہ کا resolution کا matter یہ ہوتا ہے کہ جو چیز عدالت میں under consideration ہوتا ہے، اسے resolution کا matter of concern نہیں بنایا جاسکتا۔ یہی وجہ تھی کہ میری اپنی رائے تھی کہ contempt of court Ordinance کو کسی resolution میں بنایا جائے لیکن چونکہ وہ عدالت میں زیر بحث ہے اس لیے اسے نہیں لایا جا سکتا۔ لہٰذا the petition which has been filed in the higher court of the superior judiciary can not be discussed in the form of resolution. Thank you.

جناب توصیف احمد عباسی: میڈم سپیکر! اگر مجھے بھی کچھ وقت مل جائے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی مختصر بات کیجیے گا۔

جناب توصیف احمد عباسی: شکریہ،میڈم سپیکر! میں ایک بات کہنا چاہ رہاتھا کہ یہاں ہماری کل سے ایک روایت چل پڑی ہے کہ resolutions کو بھی Standing Committee میں بھیج دیا جائے۔ میں پھر یہ چیز define کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری resolutions basically آپ کی suggestions ہیں، آپ کی opinion making ہے،

آگے آپ کا concerned department اس کو مانے نہ مانے یہ اس کی authority ہے، آپ برائے مہربانی اپنی effective legislation Bills کی طرف آئیں تاکہ ہمارا وقت ضائع نہ ہو۔

میڈم سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ اردو زبان ہماری قومی زبان ہے اور دنیا کی کوئی بھی معزز قوم اپنی زبان، culture and tradition کی وجہ سے جانی جاتی ہے۔ میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میں آزادکشمیر سے تعلق رکھتا ہوں، 1978 میں اس وقت کے آزادکشمیر کے وزیراعظم سردار عبدالقیوم خان صاحب نے اردو زبان کو وہاں کی official language قرار دیا اور آج تینتیس سال ہو گئے آزادکشمیر میں جتنے بھی حکومتی محکمے ہیں وہاں ہر طرح کا کام اردو زبان میں ہوتا ہے۔ اس کا کیا فائدہ ہوا؟ اس پر کسی نے توجہ نہیں دلائی، اس کا یہ فائدہ ہوا کہ ایک ان پڑھ بندے سے لے کر پڑھے لکھے بندے تک جس کو بھی حکومت میں کوئی کام ہوتا ہے تو وہ یہ کرتے ہیں کہ اردو میں درخواست لکھ کر وزیراعظم کے سامنے رکھ دیتے ہیں اور اس کے لیے انہیں کسی کا dependent نہیں ہونا پڑتا۔ اس کے مقابلے میں اسلام آباد کی صورت حال یہ ہے کہ یہاں میرے پاس میرے جاننے والے لوگوں کا تانتا بندھا ہوتا ہے جو انگریزی نہیں جانتے اور وہ کہتے ہیں کہ جی میری بھی درخواست لکھ دیں، فلاں وزارت کے لیے میر ی بھی درخواست لکھ دیں، یہ بہت بڑا difference ہے۔ اگر ہم اردو کو یہاں بھی نافذکریں گے تو کافی حد تک ہمارے مسائل حل ہوں گے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی قائد ایوان صاحب۔

جناب محمد ہاشم عظیم: شکریہ، میڈم سپیکر! اس issue پر کافی لمبی debate ہو گئی ہے، میں پہلے سارے points گنوانا چاہوں گا جو اس resolution کی حمایت اور مخالفت میں پیش کیے گئے۔ سب سے پہلے میں کہوں گا کہ اردو کی اہمیت سے کسی کوبھی انکار نہیں ہے، Urdu has its base, اردو کی اپنی ایک prestige ہے اور اس کی اپنی ایک جگہ ہے۔ اردو تمام پاکستانیوں کو ایک لڑی میں پرونے کا کام کرتی ہے، ہم اس بات کو مانتے ہیں۔ اردو کی reality سے کوئی decline نہیں کر رہا لیکن میں اس بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں جتنی بھی research and development ہو رہی ہے، آپ astrology کی field میں دیکھ لیں، medicines کی field میں دیکھ لیں، science کی field میں دیکھ لیں، majority is being made in English. دوسری چیز یہ کہ آپ نے global community کے ساتھ جتنا بھی cope up کرنا ہے، آپ نے link کرنا ہے، آپ international conferences دیکھ لیں، آپ اقوام متحدہ کو دیکھ لیں تو ان کی ساری کارروائی انگریزی میں ہو رہی ہے۔ ہمارے ملک میں اردو کے لیے جگہ ہے لیکن انگریزی کی حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے۔ آپ کو conferences میں جانا ہے، آپ کے Head of State and Ministers نے جانا ہے تو English has also its importance.

میڈم سپیکر! تیسری بات میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جتنا بھی international media جو زیادہ vibrant ہے، وہ ہر زبان میں ہے لیکن آپ دیکھیں کہ CNN, BBC, الجزیرہ وغیرہ انگریزی میں نشر ہوتے ہیں۔ اس قرارداد کا متن اردو کو support کرتا ہے، ہم اس کے بالکل against نہیں ہیں but at the same time, we are raising the voice. جہاں تک دو قومی نظریے کی بات کی گئی، میں سب سے پہلے سرسید احمد خان صاحب کی بات کروں گا انہوں نے رسالہ تہذیب الاخلاق شائع کیا، انہوں نے اپنی تحریک کو مقصدیت میں ڈالنے کی کوشش کی،مسلمانوں پر بے حد الزامات لگائے گئے لیکن انہوں نے مسلمانوں میں اس بات کو فروغ دیا کہ آپ انگریزوں کا مقابلہ کرنے کے لیے موجودہ حالات میں انگریزی زبان کو ignore and neglect نہیں کر سکتے،

آپ کو انگریزی زبان سیکھ کر ہی ان کا مقابلہ کرنا ہے۔ میں جہاں ان دونوں زبانوں کو parallel لے کر جانے کی بات کر رہا ہوں تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہم سارے Youth Parliamentarians ہیں اور ہم نے یہاں اپنی اپنی membership کا حلف اٹھایا ہوا ہے تو اس کے آئین میں بھی there were two bilateral languages English and Urdu, they were going side by side, دونوں ہی اس ایوان کی official languages قرار دی گئی ہیں۔

میڈم سپیکر! میں جو اہم بات کرنا چاہوں گا اس debate کی اور میں دونوں زبانوں کی importance بتانا چاہتا ہوں۔ ہم اردو زبان کی فروغ کے لیے یہ بھی کر سکتے ہیں جس طرح National University of Modern Languages ہے، جس طرح libraries ہوتی ہیں، وہ کام کرتی ہیں جو literature, history, articles وغیرہ کی translation کی جاتی ہے، اس طرح کے ادارے زیادہ بنائے جائیں، ہم اردو کو بھی مضبوط کریں، ہمارے لوگ سمجھ سکیں اور ہم لوگ وہ literature زیادہ استعمال کر سکیں۔

میڈم سپیکر! میں آخر میں یہاں بات کروں گا کہ Rules of Procedure اس وقت میرے ہاتھ میں ہے اور اس میں ہے کہ 'ایسے کسی معاملے سے ایوان کا تعلق نہیں ہو گا جو ابھی کسی عدالت میں زیر بحث ہو، as per the Rules of Procedure' جس طرح آئین کی بات کی گئی تو ہمارے لیے بالکل supreme ہے، ہم آئین کی عزت کرتے ہیں اور آئین ہمارے لیے ایک سمت رکھتا ہے اور ہم آئین کے مطابق ہی چلیں گے۔ جس طرح کاشف یوسف بدر صاحب نے بتایا کہ ایک petition دائر ہوئی ہے تو اس معاملے پر ہم ایوان میں discuss نہیں کر سکتے۔

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: Madam Speaker! I would like to say something if you please give a chance.

Madam Deputy Speaker: Yes please.

جناب تبریز صادق مری: میڈم سپیکر! Members handbook میرے ہاتھ میں بھی ہے او اس کا page No. 10 and 52 کھولیں تو اس میں ہے کہ interested candidate should be able to read and write in Urdu, اس میں انگریزی کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ ہم نے بھی کہیں انگریزی کی بات نہیں کی، ہماری resolution میں nothing was mentioned against English. Did we say کہ ہم انگریزی کو scrap کر دیں؟ We never said this.

Madam Deputy Speaker: Reading and the writing part it has to do with the selection.

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: I never said anything against the rules I am just saying that Urdu was given as a criterion for us. I am just trying to emphasis the importance of Urdu. Secondly, my resolution states that

> "the House is of the opinion that the government may take immediate steps to declare Urdu as an official language of Pakistan".

I never said that please sideline English and we don't want to speak English anymore. Right now I am speaking in English that does not matter because

ہم نے یہاں اردو کی اہمیت highlight کی ہے، ہم نے یہ نہیں کہا کہ آپ انگریزی کو sideline کر دیں۔

میڈم سپیکر! ہم نے دوسری بات یہ کہی اور یہاں بات ہوئی کہ اگر عدالت میں کوئی proceedings چل رہی ہیں، first of all this a mock parliament اس طرح کے glitches اصلی پارلیمنٹ میں بھی اپنے مقاصد کو

I think we should take a step further. Madam! Another thing, a similar fulfill کرنے لیے اٹکائے جاتے ہیں۔ resolution was passed in the Senate of Pakistan three months back. Thank you.

جناب محمد ہاشم عظیم: میڈم سپیکر! میں point of order پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ دو تین باتیں ہوئی ہیں۔ میں to be very precise and clearly اپنا stance دوں گا، میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں لیکن شاید میرے دوبارہ بتانے سے بہتر سمجھ آجائے گی۔ میں with due respect یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ بالکل صحیح قرارداد ہے، اردو کی importance کو کوئی neglect کر رہا ہے لیکن ہم جس طرح خود delay کی بات کر رہے ہیں، ہم نے خود بات کی مقررین کم کیے جائیں اور زیادہ سے زیادہ وقت بچایا جائے۔ اب official and national language کی بات ہورہی، ہم ابھی پھر اردو کی بات کریں، کل پھر لے آئیں، انگریزی کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ جب ایک concept آرہا ہے تو اس میں دونوں باتیں side by side لے کر جانی ہیں۔ ٹھیک ہے، میں آپ کی بات پھر بھی مان رہا ہوں کہ Urdu has its importance, Urdu has its place. جہاں تک سینیٹ کی بات کی گئی، میں ایک چیز clear کردوں کہ اگر کسی نے غلطی کی ہے یا جو بھی ہے، Rules of Procedure میرے ہاتھ میں ہیں، یہ ہو ہی نہیں سکتا، its not glitches, its according to the Constitution and if you think that Constitution is supreme then I think you will by yourself take that this should not be discussed in the House.

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: Madam! The Constitution of Pakistan also states that آپ آئین کے against بات کریں گے تو آپ کی membership معطل ہو جائے گی۔ This is an Article of the Constitution, I respect the honorable Prime Minister, this is in the Constitution. If you want to change this, you should bring a Constitutional Amendment, you can not speak against it.

Madam Deputy Speaker: They are saying that this is in the court. Minister for Law.

جناب محمد عمر ریاض: میڈم سپیکر! قائد حزب اختلاف میرے لیے بڑے قابل احترام ہیں لیکن اگر ان کی سماعتوں پر گراں نہ گزرے تو میں کچھ کہنے کی جسارت کروں گا۔

Madam! The legal proceedings can not be referred to as glitches, legal proceedings are something which you have need to be followed. As he pointed out that this resolution was passed by Senate of Pakistan three months earlier, so, the petition was not filled then. As thanks to honourable member Mr. Kashif who pointed out that recent petition has been filled, so it can not be discussed.

Secondly, we discussed this matter in the Senate yesterday that the proceedings can not be challenged, so any debate what are we saying here can not be challenged and membership can not be declared null and void on the basis what we say here. What has been regarded that Article 25(1), there are various drawbacks in this particular resolution for instance, it says

"immediate steps to declare Urdu as official language"

Before declaring Urdu those arrangements have you need to be made which have been referred in the Constitution. Those arrangements have not yet been made in the Constitution so how can we declare something which does not have any existence? So, declare a particular language as an official language a lot of arrangements are required, which requires the system of education, which requires the economic system, which requires the whole transformation of the documents from one language to another, so this is

practically not feasible. So, the language of this particular resolution is completely disputed and this can be passed, it may be referred..

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: Madam Speaker: One last thing,

یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ آپ immediately declare کر دیں بلکہ یہ گیا ہے کہ immediate steps لیے جائیں۔

Mr. Touseef Ahmed Abbasi: Madam Speaker! Point of order.

Madam Deputy Speaker: Yes.

جناب توصیف احمد عباسی: میڈم سپیکر! میں اس پر آپ کو clause پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔

Article 111(o) says "it shall not relate to a matter pending before any court or other authority performing judicial or quasi judicial function"

پھر آگے کہا گیا ہے کہ

> "provided that the Speaker may in his discretion allow such matters being raise in the Assembly as is concerned with the procedure or subject or stage of inquiry if he is satisfied that it is not likely to prejudice the consideration of the matter by such court or authority".

Madam Deputy Speaker: I think there shall be no more discussion on this. You have had enough since the matter is in the court let's move towards the agenda.

جب عدالت کا فیصلہ آجائے گاتو پھر اس پر voting کروالیں گے۔

Mr. Tabraiz Sadiq Marri: Madam Speaker! I am really disappointed and I don't have words to say, I am walking out of this House.

Madam Deputy Speaker: You can not undermine the House.

(اس موقع پر اپوزیشن کے تمام اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

Madam Deputy Speaker: Please maintain the decorum of the House. That's very sorry to say that I am saying please maintain the decorum of the House.

جناب وزیراعظم صاحب! اپوزیشن کو منانے کے لیے ایک دو ممبران بھجوائے جائیں۔

جناب محمد ہاشم عظیم: میڈم سپیکر! میں بالکل points پر بات کرنا چاہوں گا، میں ہمیشہ ایوان میں مفاہمت کے ساتھ چلتا آیا ہوں، جس بھی ممبر نے واک آؤٹ کیا تو میں سب سے پہلے اس کو منانے کے لیے نکلا ہوں لیکن جب آئین یہ کہہ رہا تو ?why should I

Ms Anum Zia: Madam Speaker: He should not go, I am sorry, you can not offend the Constitution, if he goes I would walk out.

میڈم ڈپٹی سپیکر: یہی تو بات ہے کہ آپ دوسرے کو سمجھائیں کہ آئین میں ایسے لکھا ہوا ہے۔

(مداخلت)

Madam Deputy Speaker: Is that the way to talk?

وزیراعظم صاحب! اگر آپ اپوزیشن کے پاس ایک دوممبران بھیجیں تو یہ زیادہ مناسب ہو گا، it does not mean that you are wrong or they are right. سلمان خان شینواری صاحب اور عمر ریاض صاحب! آپ دونوں اپوزیشن کو منانے کے لیے جائیں۔ Let's move towards the item No. 9. Ms Shaheera Jalil Albasit, Mr. Gohar

Zaman, Mr. Omair Najam, Mr. Muhammad Hamid Chaudhry would like to move a resolution. Mr. Gohar Zaman please move the resolution.

جناب گوہر زمان صاحب: میڈم سپیکر! قرارداد تو تیار ہے، پیش بھی کی جائے گی، quorum بھی پورا ہے لیکن اپوزیشن کے بغیر morally صحیح نہیں لگتا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر! گوہر صاحب! ہم آئین کو follow کررہے ہیں، they walked out on their own will. ہمیں باقی businessکو delay نہیں کرنا چاہیے۔

جناب گوہر زمان: میں قرارداد پیش کرنے سے پہلے اپنی ایک ناقص رائے دیتا چلوں کہ آپ اجلاس کو تھوڑی دیر کے لیے adjourn کر دیں، ہم معاملات کو settle کرکے اپنی قرارداد پیش کردیں گے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی نہیں، آپ کے مشورے کا شکریہ,but I can not entertain that آپ برائے مہربانی قرارداد پیش کریں، we have already short of time.

## Item No. 9 RESOLUTION

Mr. Gohar Zaman: O.K. I would like to move a resolution that

"This House is of the opinion that Student Unions are fundamental right of the students as abide by the democracy. Governments, local and all provincials, should immediately take actions for disarmament of Student Organizations, should resurrect the Official Student Unions as granted by Constitution and should ensure peaceful and constructive working of the Student Unions".

میڈم سپیکر! یہ Youth Parliament ہے اور یہاں زیادہ تر نوجوان نسل سے تعلق رکھنے والے ممبر ہیں اور اس میں majority students ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے پر بات کرنا بہت ضروری ہے۔ اس لیے میں نے کافی تگ و دو کر کے اسے ایجنڈے میں شامل کرایا ہے۔ یہ sensitive issue ہے اور اس پر بہت misconceptions بھی ہیں، میں ان پر بات کروں گا لیکن میں historically آپ کو بتاتا چلوں کہ پاکستان کے 1973 کے آئین میں یہ provision ہے کہ student unions, trade unions and labour unions ہونی چاہییں لیکن چونکہ ہمارے ملک میں democracy کو باربار derail کیا گیا، ڈکٹیٹر آتے رہے، درمیان میں کچھ non-political actors بھی آئے اور انہوں نے student unions کو ban کیا۔ 1984 میں جنرل ضیاء نے پہلی مرتبہ student sunion کو ban کیا تھا، اس کے بعد 1989 بے نظیر بھٹو نے انہیں اجازت دی لیکن 1993 میں میاں نواز شریف کی حکومت نے دوبارہ ban لگا دیا۔ 2009 میں یوسف رضا گیلانی نے اس ban کو ختم کر دیا اور کہا تھا کہ labour, trade and student unions کو بحال کر کے فوری طور پر الیکشن کرائے جائیں۔ Unfortunately, ابھی تک اس طرح کا کوئی step سامنے نہیں آیا۔ ہمارے ہاں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جب بھی ہم student unions کی بات کرتے ہیں تو ایک بحث چھڑ جاتی ہے اور شاید اس میں clarity نہیں ہے کہ student unionsکیا ہیں؟ Student organizations کیا ہیں؟ میں ان چیزوں کو clear کرنے کی کوشش کروں گا۔ Student sunion سے مراد ایک official union جہاں students اپنے representatives elect کریں گے اور وہ طالبعلموں کو یونیورسٹیوں میں represent کریں گے۔ وہ انتظامیہ اور staff کے ساتھ جو بھی issues ہوں گے، ان پر مذاکرات کریں گے اور ان کے درمیان بہتر coordination پیدا ہو گی۔ ہمارے ہاں ایک سوچ یہ ہے کہ طلبہ تنظیموں کا بہت زیادہ ڈر پایا

جاتا ہے۔ فی الوقت جو طلبا تنظیمیں کام کر رہی ہیں یہ سیاسی پارٹیوں کے wings بھی ہیں، ان کے علاوہ بھی تنظیمیں ہیں اور ان کا بہت زیادہ رعب و دبدبہ پایا جاتا ہے اور عام student ان سے کچھ گھبراتا ہے۔ میں اس کی کچھ مثالیں بھی بتاتا چلوں کہ 2012 میں جنوری میں All Pakistan Mohajir Students Organization and People Students Federation کا جامعہ کراچی میں تصادم ہوا اور اس کے نتیجے میں نو لوگ زخمی ہوئے، فائرنگ اور بہت توڑ پھوڑ ہوئی۔ ملتان میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کا میں خود عینی شاہد ہوں، شاید اس کی وڈیو ممبران نے بھی دیکھی ہو گی جس میں تشدد کیا جارہاتھا، اس کے بعد تقریباً ایک مہینے کے لیے یونیورسٹی بند ہو گئی اور سارا schedule متاثر ہوا۔ ابھی حال میں پنجاب یونیورسٹی میں ایک طالبعلم جس کا تعلق اسلامی جمیعت طلباء سے تھا، اسے فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا، اس کے بعد یہ یونیورسٹی تیس پینتیس دنوں کے لیے بند رہی اور تعلیم کا نقصان ہوا۔

میڈم سپیکر! میں اب یہ بتانا چاہتا ہوں کہ student unions کیوں ضروری ہیں؟ اگر ہم یورپ کو دیکھیں تو دنیا کی established universities جو کئی سو سالوں سے چل رہی ہیں، وہاں یہ system بہت پرانا ہے اور efficiently یہ system چل رہا ہے۔ وہاں پر ہمیشہ طالبعلم کی رائے کا احترام ہوتا ہے اسی لیے وہاں پر efficient طریقے سے management بھی ہوتی ہے اور وہ prosper کرتے ہیں۔ اس کا grooming میں بہت زیادہ تعلق ہوتا ہے جب یونین بنتی ہیں تو students کو legal process کا پتا چلتا ہے اور سب سے زیادہ انہیں اپنے rights کا پتا چلتا ہے، اپنا حق لینے کے لیے ان کے پاس ایک proper forum ہوتا ہے۔ پاکستان میں جب دوبارہ proper unions بن جائیں گی تو اس سے یہ ہوگا کہ ایسی unregistered اور دوسری جماعتیں جو armed بھی ہیں اور ان میں کچھ violent بھی ہیں، ان کی اجارہ داری ختم ہو جائے گی کیونکہ بات کرنے کا ایک direct forum ہو گا۔ ہم جس طرح دیکھتے ہیں روزانہ طلباء تنظیمیں احتجاج کرتی ہیں، یونیورسٹیاں بند کرادی جاتی ہیں، ٹیچروں کو مارا جاتا ہے تو اس forum کے ذریعے negotiations ہو سکیں گی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بہت بڑے بڑے سیاستدان جو بہت fair politicians ہیں، وہ student unions کی وجہ سے بنے ہیں۔ میں کسی اور کی مثال نہیں دیتا احمد بلال محبوب صاحب کی مثال دوں گا، یہ UET Lahore میں student union کے صدر منتخب ہوئے تھے، اسی طرح احسن اقبال، جاوید ہاشمی سمیت بے شمار ایسے لیڈر ہیں جو fair politics کرتے ہیں۔ کہنے کا مقصد ہے کہ دراصل یہ قرارداد تعلیم کے فروغ کے لیے پیش کی گئی ہے کہ official unions کو peacefully بحال کیا جائے لیکن اس سے پہلے جیسے میں نے قرارداد میں mention کیا ہے کہ

'Disarmament of the student organizations is a necessary step'

تو پہلے disarmament کی جائے اسلحہ اور جو violent factor موجود ہے اسے with different steps ختم کیا جائے اور اس کے بعد peaceful elections کرائے جائیں جس سے طلباء کو ان کا حق مل سکے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عمیر نجم صاحب۔

جناب عمیر نجم: شکریہ، میڈم سپیکر! طلباء یونین students کے rights کو preserve کرنے کے لیے بہت زیادہ important ہیں۔ طلباء میں democratic practices کو اجاگر کرنے کے لیے یہ یونین بہت زیادہ role play کرسکتی ہیں اور کر رہی ہیں لیکن ہمارے معاشرے میں student unions کے بارے میں بہت misconception ہے کہ student unions کو صرف اورصرف غنڈہ گردی اور دوسرے مقاصدکے لیے استعمال

کیا جاتا ہے تاکہ youth کو exploit کیا جائے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ طلباء اپنے حقوق کو ایک proper channel کے ذریعے ایسے اداروں تک پہنچا سکیں جہاں ان کی بات کو سنا جا سکے اور وہ syndicate کے ساتھ properly sitting کریں اور اپنے rights کو present کریں۔ Moreover, اس سےیہ ہوتا ہے کہ ہم طلباء کی positive energy کو utilize کر سکتے ہیں جنہیں ہمارے ہاں غلط عناصر استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔

میڈم سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ student unions کو legalize ہونا چاہیے اور ایک proper documentation ہونی چاہیےکہ کن rules and regulations کے تحت یہ اپنے کام کر سکتی ہیں۔ کسی بھی ادارے میں اسلحہ بالکل allow نہیں ہونا چاہیے اور اسے وہاں practically implement کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب محمد حامد چوہدری صاحب! موجود نہیں ہیں۔ محترمہ شہیرہ جلیل صاحبہ۔

Ms Shaheera Jalil Albasit: Thank you very much! Mr. Gohar Zaman is one of the movers of this resolution

انہوں نے ہمیں ایک اچھا concrete background provide کر دیا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا ہے کہ student unions پر جو resolution آئی ہے، اس کی کیا importance ہے؟ یہ وہی سمجھ سکتا ہے جو Youth Parliament کا ممبر بن کر اس ایوان میں ایک مرتبہ بیٹھے تو اسے اندازہ ہوتا ہے کہ جو چیزیں ہم یہاں کر رہے ہیں، ہم جس process سے گزر رہے ہیں، exactly ایسا process نہ سہی لیکن democracy and mainstream politics کی understanding اسی صورت ممکن ہے جب ہم student unions کے ایک structure کو follow کریں، اس کا حصہ بنیں۔ میں یہاں چلی کی مثال دوں گی کہ Chile is a country اس کی The National University of Chile کی ایک خاتون لیڈر جن کا نام Camila Vallejo, then there is another leader and his name is Gabriel Boric and Georjeo Jackson, اس وقت یہ تین لوگ ہیں، ایوان میں کافی لوگوں کو ان کے متعلق نہیں پتا ہو گا and I guess وہ اب جا کر research کریں گے، I suggested to them کیونکہ یہ تین لوگ اس وقت ایسے ہیں جو student leadership کی لائن میں these are the three best people and these are the three leaders جنہیں پوری دنیا کے طلباء دیکھ رہے ہیں اور انہیں follow کرتے ہیں۔ Ms Camila Vallejo نے چلی کے تعلیمی نظام پر سوال اٹھایا، she conducted mass protests in Chile انہوں نے ایک students movement lead کی اور eventually بات اس نہج پر پہنچ گئی کہ انہیں پورا international media cover کرتا تھا and eventually she made it to the Senate of Chile and Parliament of Chile میں بیٹھ کر ان تینوں نے اپنے education system پر recommendations سنیں۔ یہ تین وہ لوگ ہیں جن کے activism پر بات یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے چھ مہینوں میں چلی کے تین وزیر تعلیم تبدیل کروائے۔ یہ اسی صورت ممکن ہے جب آپ student unions میں جائیں گے، اس practice کا حصہ بنیں گے۔ یہاں ایک امر قابل غور ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری یونیورسٹیوں میں student clubs آگئے ہیں، ہوتا کیا ہے کہ انہوں نے ایک event کروا دینا ہے، motivational event ہو گیا، بچوں نے تالیاں بجا دیں، بات ختم ہوگئی، وہ motivation لے کر گھر چلے گئے، آپ کے dramatic clubs ہو گئے، آپ نے تھوڑا میوزک میں حصہ لے لیا، sports میں حصہ لے لیا، that's it. یہ سب چیزیں important ہیں لیکن they always remain extra-curriculum activities وہ بات نہیں آتی کہ جب student unions ہوتی تھی اور اس میں political activism ہوتا تھا کہ لوگ وہاں سے نکلتے تھے۔ میڈم سپیکر! Student clubs میں dramatic and sports کا حصہ بنتے ہیں، بے شک that is

وہاں سے ہمارے پاس ڈراموں میں، تھیٹر اور کھیلوں میں professionals آئے ہیں لیکن یہ بھی تو important دیکھا جائے کہ student unions میں جب آپ politic understand کرتے ہیں، اس process سے گزرتے ہیں تو eventually ہمارے پاس politicians آتے ہیں، .we have more mature people, students becoming politicians Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب ظفر اللہ صاحب۔

جناب محمد ظفر اللہ: میڈم سپیکر! میرا point already discuss ہو چکا ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب عتیق الرحمٰن صاحب۔

جناب عتیق الرحمٰن: شکریہ میڈم سپیکر! میں نے کسی ملک کا visit تو نہیں کیا ورنہ میں بھی اپنے ساتھیوں سے اپناexperience share کرتا لیکن میں نے پاکستان میں جو کچھ observe کیا اسی کے بارے میں بات کروں گا اور سچ کہوں گا، سچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گا۔ As a student مجھے اپنے وطن عزیز میں یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے کہ میرے ملک میں ایک رکشہ یونین تو چل سکتی ہے جبکہ student unions پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔میڈم سپیکر! گٹر صاف کرنے والوں کی یونین بن سکتی ہے تو student unions کیوں نہیں بحال ہو سکتیں؟ کہا جاتا ہے کہ طلباء یونین کو غلط استعمال کیا جاتا ہے، سیاسی involvement ہوتی ہے، اس چیز پر ban لگایا جاسکتا ہے کہ سیاسی مداخلت نہ ہو اور طلباء یونین بحال ہونی چاہیے اور جمہوریت کے فروغ کے لیے طلباء یونین کا بحال ہونا ضروری ہے بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ طلباء یونین کو بحال کیا جائے اور بلدیاتی انتخابات سے لے کر قومی سطح تک طلباء کی نمائندگی بھی ہو تاکہ طلباء اپنے مسائل کے لیے آواز اٹھا سکیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عمر رضا صاحب۔

جناب عمر رضا: شکریہ، میڈم سپیکر! میرے دوستوں نے کافی points cover کر لیے ہیں لیکن میں یہاں کچھ چیزیں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ طلباء یونین پر جو پابندی تھی وہ ختم ہو چکی ہے اور یونین پہلے سے بہتر کام کر رہی ہیں۔ میں چونکہ already two unions کا صدر ہوں، ان میں ایک انجمن طلباء اسلام ڈگری کالج اور .Character Building Society for Students, Degree College, Fort Abbas ہم جو کام کر رہے ہیں اس کے بارے میں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ طلباء جو اپنی فیس ادا نہیں کر سکتے لیکن وہ یونیورسٹی میں داخلہ لے لیتے ہیں تو ہم students fund اکٹھا کر کے ان کی فیس ادا کر رہے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی، UET میں میرے شہر کے بیس سے زیادہ طالبعلم ایسے پڑھ رہے ہیں جن کی فیس میرے کالج کے طلباء اپنے جیب خرچ سے ادا کر رہے ہیں۔ Student Unions پر کیوں پابندی لگائی گئی؟ میرے اس بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں کیونکہ طلباء یونین پر اس وقت پابندی لگائی گئی جب سیاستدانوں کو یہ بات نظر آنے لگی کہ اگر طلباء یونین چلیں گی تو ہم نہیں چل سکتے۔ نوازشریف نے پابندی لگائی، جنرل ضیاء نے پابندی لگائی۔ جنرل ضیاء نے جب مارشل لاء کا نفاذ کیا تو انہیں لگ رہا تھا کہ اگر طلباء کا سیلاب آگیا تو میں مارشل لاء قائم نہیں رکھ سکوں گا اور میں اس ملک پر حکومت نہیں کر سکوں گا۔ کسی بھی ملک کو چلانے کے لیے اس ملک کے طلباء اور نوجوان نسل سب سے بہتر ہوتی ہے۔ شکریہ۔

جناب گوہر زمان: میڈم سپیکر! میں ایک منٹ کے لیے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے شروع میں Student Organizations and Unions کا فرق بتانے کی کوشش کی تھی، میں اس بارے میں تھوڑی سی بات اور کرنا چاہتا ہوں۔ میڈم سپیکر! یونین وہ ہے جو official ہے جس میں انتخاب ہوتا ہے، صدر اور ممبران منتخب ہوتے ہیں۔ جس طرح اسلامی جمیعت طلباء، PSF, APMSO اور دوسری بے شمار تنظیمیں ہیں، یہ organizations اور مختلف پارٹیاں ہیں۔ ہم basically یہ بات کر رہے ہیں کہ Student Unions بحال کی جائیں۔ جہاں تک یہ بات کہ یوسف رضا گیلانی صاحب نے اسے بحال کیا ہے، بالکل بحال کیا ہے لیکن ابھی تک کسی بھی جگہ اس کے انتخابات نہیں ہو سکے ہیں۔

Mr. Umer Raza: Madam Speaker! Point of order.

Madam Deputy Speaker: Yes.

جناب عمر رضا: میڈم سپیکر! میں انجمن طلباء اسلام کا صدر باقاعدہ انتخاب کے بعد منتخب ہوا ہوں اور Character Building Society میرے کالج کے پروفیسروں نے بنائی ہے، اس کا کسی سیاسی جماعت کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سلمان خان شینواری: میڈم سپیکر! اس وقت ایوان میں ممبران کی تعداد کافی کم ہے۔ اس لیے میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

Madam Deputy Speaker: Count be made.

*(Count be made)*

Madam Deputy Speaker: Twenty two members are sitting in the House and the quorum is complete. Now I put this resolution to the House for voting.

*(The motion was carried)*

جناب توصیف احمد عباسی: میڈم سپیکر! میں point of order پر کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی Item No. 9 کو منظور کیا گیا ہے، میں نے کچھ پڑھ کے سنایا تھا، اس کا مقصد یہ تھا کہ جب ایک matter آپ کے علم میں آچکی ہے کہ وہ judiciary کے سامنے sub-judice ہے اور اس کے باوجود آپ نے اس پر debate کروا دی تو پھر آپ liable ہیں کہ اس پر voting بھی کروائیں۔ یہ میں خود نہیں کہہ رہا بلکہ یہ rules بول رہے ہیں۔

Ms Anum Zia: Madam Speaker! Exactly he does not state that.

Madam Deputy Speaker: You just told me that you can have a debate on that.

Ms Anum Zia: No, no, it does not even sate that, it just states that any matter which won't go against the court case..

Madam Deputy Speaker: Alright we will look into that.

**Item No. 10** **RESOLUTION**

Madam Deputy Speaker: Now item No. 10 of Mr. Amir Abbas Turi, Ms Elwina Rauf, Mr. Salman Khan Shinwari and Mr. Saleem Khan would like to move a resolution. Mr. Amir Abbas Turi, please move item No. 10.

جناب عامر عباس طوری: شکریہ، میڈم سپیکر! یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور آپ سے میری درخواست ہے کہ اس وقت ممبران کی تعداد کم ہے، اس لیے میری خواہش ہے کہ اگر چہ کورم پورا ہے لیکن اس کے

باوجود اپوزیشن کے ممبران بھی آجائیں یا اگر آپ مجھے کچھ وقت دے دیں تاکہ میں جا کر انہیں منا لاؤں کیونکہ یہ resolution گلگت بلتستان اور sectarian cleansing کے حوالے سے بہت اہم معاملہ ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: ان کو پتا تھا کہ یہ معاملہ ہم ابھی discuss کرنے والے ہیں، they should have been here. ہم نے ممبران کو انہیں منانے کے لیے بھیجا تھا لیکن they are not willing to come back.

جناب عامر عباس طوری: میڈم سپیکر! میری درخواست ہے کہ آپ مجھے یا جسے آپ مناسب سمجھیں اجازت دیں کہ ہم دوبارہ انہیں منانے کے لیے جائیں۔

Madam Deputy Speaker: No, I did send some people outside, وہ نہیں مانے۔

جناب عامر عباس طوری: میڈم سپیکر! اگر وہ ہوتے تو بہترتھا۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ کی مرضی ہے اگر آپ نے اسے move نہیں کرنا تو I will ask somebody else for continuation of agenda of the House.

ایک معزز ممبر: میڈم سپیکر! آپ نے پچھلے ایجنڈے کو بھی entertain کیا تھا تو I guess ہمارے ساتھ یہ تھوڑی unfair بات ہو جائے گی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: دیکھیں کورم پورا ہے، آپ اس پر بحث نہیں کرسکتے کہ وہ آئیں۔ جنہیں آنا چاہیے پھر انہیں یہاں ہونا چاہیے۔

جناب عامر عباس طوری: میڈم سپیکر! اس resolution میں حفیظ اللہ وزیر کی جگہ محترمہ الوینا رؤف کا نام misprint ہو گیا ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ الوینا رؤف صاحبہ! اس resolution میں نہیں ہیں؟

جناب عامر عباس طوری: جی وہ نہیں ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے ان کی جگہ حفیظ اللہ وزیر صاحب کا نام لکھ دیں۔

Mr. Amir Abbas Turi: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ I would like to move a resolution that;

"this House is of the opinion that in wake of the recent killings of twenty five Shia Passengers on August 16 in Babo Sur. The House would like to bring the attention of the government to find out the actual causes of terrorism in our country, the genocide of Shia Muslims by banned outfits in Gilgit-Baltistan & Quetta, in order to move towards its solutions".

میڈم سپیکر! جیسا کہ ہمارے علم میں ہے کہ یہsectarian cleansing ایک دن کا واقعہ نہیں ہے اور خصوصاً اس میں شیعہ community کو target کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک حالیہ افسوس ناک سانحہ رونما ہوا، بہت افسوس کا مقام ہے اور میں ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا۔ میری باہر گئے ہوئے ممبران سے دوبارہ درخواست ہے کہ وہ اس مسئلے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے واپس ایوان میں واپس آجائیں۔

The armed terrorists gun down more than 25 Shia passengers on August 16, 2012 in Babo Sur near Challas. The gory incident took place near Challas area Distt. Mansehra where terrorists of Taliban and *Sipha-e-Sehaba* stop three buses, carrying majority of Shia passergers in route from Gilgit to Rawalpindi, dragged out passengers and shot them. D.I.G Gilgit Mr. Ali Sher confirmed the attack on passengers and killing of about 25 persons in the attack.

میڈم سپیکر! اسی طرح کوئٹہ میں ارباب کرم خان روڈ پر جو واقعہ رونما ہوا۔ یہ ایک واقعہ نہیں ہے، sectarian killings مختلف حساب سے ہوتی ہے، اس میں مختلف مذاہب کے لوگوں کو target کیا جاتا ہے، اس میں اہلسنت کے بھی ہیں، اس میں بریلوی مسلک کے بھی ہیں، اس میں اہلحدیث بھی ہیں لیکن پچھلے کئی سالوں سے میں واضح کہنا چاہتاہوں کہ ایک ڈکٹیٹر ضیاءالحق کے دور حکومت سے جس نے اسلام آباد میں بیٹھ کر کابل کی سیاست کی، وہاں طالبان بنائے اور اس نے اسلام دشمن عناصر کو جنم دیا۔ آج بھی اس مولانا ضیاءالحق کی پیداوار یہاں موجود ہے اور مسلمانوں کے درمیان فرقہ بندی ہے۔ میڈم سپیکر! کوئٹہ میں ہزارہا مرتبہ target killing ہوئی ہے، معصوم اور مظلوم شیعہ مسلمانوں کا قتل عام ہوتا ہے لیکن اس پر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ بلوچستان میں، کراچی میں، پشاور سے پارہ چنار 235 km road ہے اور اس میں حکومت انہیں تحفظ نہیں دے پائی۔ میراNA-37 سے تعلق ہے، پچھلے پانچ سالوں میں پشاور سے پارہ چنار جانے والی flying coaches میں جانے والے لوگوں کو اتار کر ان کے شناختی کارڈ دیکھ کر یا ان کی قمیص اوپر کر کے دیکھا جاتا ہے کہ ان کے جسم پر ماتم کے داغ ہیں اور اس طرح انہیں باقاعدہ چن چن کر قتل کیا جاتاہے۔ یہ بہت لمحہ فکریہ ہے کہ آج تک کسی نے اس پر کوئی آواز نہیں اٹھائی۔ گلگت میں اندرونی خانہ جنگی ہے خصوصاً برمس اور کشروٹ آمنے سامنے ہیں، دونوں کا آپس میں دس کلومیٹر کا فرق ہے، وہاں باقاعدہ مورچہ بندی ہوئی ہے، دینور، نومل، نلتر میں، ہماری گلگت سے تعلق رکھنے والی بہن یہاں موجود نہیں ہے، وہ اس چیز کو زیادہ بہتر طریقے سے elaborate کرتیں۔ انہیں بسوں سے اتار کر مارا جاتا ہے۔ میں رحمٰن ملک کو [XXXX]کہوں گا کیونکہ میں بذات خود تین مرتبہ ان سے مل چکا ہوں لیکن وہ ہمیشہ جھوٹی تسلی دیتے ہیں۔ Standing Committee on Human Rights کے چیئرمین جناب ریاض فتیانہ صاحب۔

Madam Deputy Speaker: You can not pass such derogatory remarks about somebody who is known for some work. Whatever you think about that is your personal opinion.

جناب عامر عباس طوری: میڈم سپیکر! میں personal opinion دے رہا ہوں

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ اپنا personal opinion اس forum پر نہ دیں اور اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کریں۔

جناب عامر عباس طوری: میڈم سپیکر! ان کی target killing کی جاتی ہے اور چن چن کر مارا جاتا ہے۔ مجھے بات کرنے میں اس لیے دقت پیش آرہی ہے کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ میں بھی اُس resolution کا joint mover تھا، میں نے آپ سے درخواست بھی کی کہ انہیں بلائیں۔ اگر آپ ہمارے مسائل کو address نہیں کریں گی، میں واک آؤٹ کا بھی نہیں کہوں گا کیونکہ پھر یہ مذاق بن جائے گا کہ واک آؤٹ ہو گیا۔ یہ انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے، ابھی چوتھا اجلاس چل رہا ہے لیکن میں نے اپنے حلقے کی بات نہیں کی، میں نے bullet riddled پر بات کی، فاٹا کی بات کی، ہم نے خودمختاری کی بات کی، ہم نے پاکستان کی بالادستی کی بات کی۔ کل میں نے یہاں ایک بات کی تھی کہ میں چھ سالوں سے چودہ اگست نہیں منا رہا ہوں، اس لیے نہیں منایا کہ مجھے اپنے چھ کزنوں کی بوری بند لاشیں مل چکی ہیں۔ محب وطن پاکستانی، پاکستان، بقا، سلامتی، یہ باتیں کر کر کے ہم تھک گئے ہیں۔ ہمیں ایک خاصmindset کے تحت ایک طرف لگایا جارہا ہے اور کوئی بھی اس پر آواز نہیں اٹھاتا۔

میڈم سپیکر! میں کوئٹہ کے ایک واقعے کو quote کرنا چاہوں گا، عثمان ایک انتہائی خطرناک دہشت گرد جس نے بلوچستان ہائی کورٹ میں اعتراف جرم کیا تھا کہ میں سو شیعہ حضرات کا قاتل ہوں اور شیعہ کافر ہیں، میں انہیں پھر بھی قتل کروں گا۔ اس کے بعد اسے جیل لے جایا جاتا ہے اور ایک ہفتہ بعد نہ سلاخ ٹوٹتی ہے، نہ تالا ٹوٹتا ہے اور وہ دہشت گرد فرار ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ایک ڈی ایس پی کو معطل کیا جاتا ہے، ایک ایس ایس پی کی transfer ہو جاتی ہے لیکن اس چیز کو address نہیں کیا جاتا۔ اُس دن ایک پارٹی کے سیاسی رہنما نے ایک سیاسی بیان دیا تھا کہ قائداعظم بھی شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے جس حیثیت سے یہ بیان دیا ہو، وہ تیس چالیس سالوں سے اپنی پارٹی چلا رہے ہیں، الیکشن کے دن قریب آگئے ہیں تو شاید انہیں اب پتا چلا کہ قائداعظم بھی شیعہ مسلک سے تھے۔

میڈم سپیکر! میں یہاں جو banned outfits سپاہ صحابہ، لشکرجھنگوی، ان کے دہشت گرد دندناتے پھرتے ہیں، ہمارے سیاستدان، پنجاب کے وزیراعلیٰ، میں ان کی انتہائی مذمت کروں گا، پنجاب کے صوبائی وزیر قانون رانا ثناءاللہ خود ایک دہشت گرد ہیں۔ جب وہ معصوم شیعہ مسلمانوں کے قاتل کے ساتھ پراڈو سے باہر نکل رہا ہو تو مجھے کہنے دیجیے کہ میں انہیں [XXXX] کہوں گا۔ مجھے پھر یہ دکھ ہو رہا ہے کہ اجلاس میں اس وقت کوئی موجود نہیں ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: پھر مجھے بھی کہنے دیجیے کہ آپ تشریف رکھیں۔

جناب عامر عباس طوری: میڈم سپیکر! مجھے اس موضوع پر بات کرنے دی جائے، میں اس پر اپنا خاموش احتجاج record کرانا چاہتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: تو پھر آپ کو decorum کا خیال رکھنا چاہیے۔

جناب عامر عباس طوری: میڈم سپیکر! میں نے آپ سے گزارش کی لیکن آج پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ یہ ایک انتہائی سنگین مسئلہ تھا، جس پر میں کوئی dramatize باتیں نہیں کر رہا، یہ میرے دل کی آواز ہے، میں نے یہاں کبھی بھی کوئی emotional blackmailing یا جذباتی تقریر نہیں کی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: لیکن decorum کا خیال رکھنا آپ پر بھی لازم ہے، مجھ پر بھی لازم ہے، اس ایوان میں موجود ہر شخص پر لازم ہے۔

جناب عامر عباس طوری: میڈم سپیکر! میں نے کوئی غلط بات نہیں کی، میں نے صرف رحمٰن ملک کے لیے لفظ استعمال کیا ہے، زرداری صاحب میرے صدر ہیں، میں چارسالوں سے ان کی سالگرہ مناتا ہوں۔

Madam Deputy Speaker: It written in the Rules of Procedure that you can not use such derogatory remarks.

*(Interruption)*

میڈم ڈپٹی سپیکر: میری موجودگی میں نہیں کہا گیا، I was not presiding, you can not question me like that. آپ تشریف رکھیں۔

جناب عامر عباس طوری: ٹھیک ہے میں بھی اس چیز پر واک آؤٹ کرتا ہوں کیونکہ اس ایوان میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے۔

(اس موقع پر جناب عامر عباس طوری ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب حفیظ اللہ وزیر صاحب۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: میڈم سپیکر! اگر resolution کا mover یہاں بیٹھا ہوتا تو ہم اس کو صحیح طریقے سے discuss کرسکتے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: اس resolution کے four movers ہیں، it's not that کہ اگر پہلے آدمی کا نام لکھا ہوا ہو تو آگے نہیں بولا جا سکتا۔ ایک شخص اگر decorum کا خیال نہیں رکھ رہا تو I can not just make them speak for hours and hours, he already spoke for that much, دو منٹ سے زیادہ تو کسی کو بولنے نہیں دیا جاتا، I gave him so much time, if he does not respect that how can I do that.

جناب حفیظ اللہ وزیر: میڈم سپیکر! میرے خیال میں یہ چاروں movers سارے نکل گئے ہیں، مجھے کوئی نظر نہیں آرہا تو کیا ہم اس resolution کو discuss کر سکتے ہیں؟

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ بھی تو ان movers میں سے ایک ہیں۔ ہمیں طوری صاحب نے کہا کہ misprinting ہو گئی ہے اور آپ کا نام اس میں شامل کیا جائے۔

ایک معزز ممبر: میڈم سپیکر! میری suggestion ہے کہ اگر ایوان کو پانچ منٹ کے لیے adjourn کیا جائے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: یہ ٹھیک نہیں ہے، اگر کوئی واک آؤٹ کرتا ہے اور ہم اجلاس کو اس طرح روکتے جائیں۔ The quorum is complete, I don't understand why should I just do that? حفیظ صاحب! دیکھیں انہیں میں نے بولنے کے لیے کافی وقت دیا ہے، he was speaking for fifteen minutes. میں نے انہیں ٹوکا بھی لیکن وہ نہیں سمجھے۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: میڈم سپیکر! آپ اگلی resolution پر چلی جائیں، میں اُنہیں سمجھاؤں گا۔

محترمہ ثمن احسن: میڈم سپیکر! میں یہاں ایک بات کہنا چاہوں گی۔ طوری صاحب نے رحمٰن ملک کو [xxxxx] کہا، اُنہیں اس بات پر معافی مانگنی چاہیے اس لیے کہ رحمٰن اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے، یہ بہت serious بات ہے۔ ٹھیک ہے کہ وہ تھوڑے جذبات میں آگئے تھے، انہیں اس بات کا آئندہ بھی خیال رکھنا چاہیے۔

جناب حفیظ اللہ وزیر: میڈم سپیکر! یہ کافی debatable and important issue ہے، اس پر پہلے بھی debate ہو چکی ہے۔ ہماری Standing Committee on Interior, FATA, GB and AJK اس پر ایک report بھی تیار کر چکی ہے اور انشاءاللہ اگلے اجلاس میں وہ رپورٹ آجائے گی۔ انہوں نے یہاں recent killings کا ذکر کیا ہے، میرے خیال میں سب لوگ اس بات کو condemn کرتے ہیں لیکن ہمارے حکمرانوں نے خود issue بنایا ہے۔ میرا room mate نوربخشی جو شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا، جب بھی گلگت بلتستان میں کوئی ایسا واقعہ ہوتا تھا تو وہ مجھے فوراً کہتا تھا کہ حفیظ دیکھو آپ کے وزیرستانیوں نے پھر ہمارے شیعہ لوگوں کو مارا ہے۔ مجھے بہت دکھ ہوتا تھا کیونکہ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وزیرستان کے لوگوں کو سوائے اس بات کے کہ ہم مسلمان ہیں باقی کچھ بھی پتا نہیں ہے، نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم دیوبندی ہیں، نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم سنی ہیں، نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم بریلوی ہیں البتہ انہوں نے اب یہ سیکھا ہے کہ جو آرمی آتی ہے یہ سارے شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اور جو قتل عام کرتے ہیں، یہ سارے شیعہ ہیں۔ کیوں؟ جب آرمی والے بھیجے جاتے ہیں تو ان کے ذہنوں میں پہلے سے یہ بات ہوتی ہے کہ وہاں گلگت بلتستان میں، بلوچستان میں، ڈی آئی خان میں جو بھی قتل عام ہوتا ہے، وہ سارے وزیرستان سے تعلق رکھتے ہیں۔اس وجہ سے جب وہ اُدھر جاتے

ہیں، بغیر bomb blast کے کہ عوام کوئی بم پھینکیں، وہ خود گرنیڈ پھینک دیتے ہیں اور اس کے بعد عوام پر گولی چلاتے ہیں۔ یہ ہمارے حکمرانوں کی غلط پالیسی ہے اور اسی پالیسی کی وجہ سے یہ سارا انتشار پھیلا ہے۔ شیعہ حضرات بھی غلط فہمی میں آگئے ہیں کہ سب کچھ وزیرستان کے لوگ کر رہے ہیں اور وزیرستان کے لوگوں کے لیے بھی یہ tension بن گئی ہے اور ظاہری بات ہے کہ اب وہ شیعہ مسلک کے لوگوں کے خلاف ہورہے ہیں جب ان کے معصوم بچوں کو مارا جا رہا ہے۔ ہم اسsectarian killings کو condemn کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے لیے مناسب steps لیے جائیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب سلمان خان شینواری صاحب۔

جناب سلمان خان شینواری: میڈم سپیکر! ہمارا کورم as per rules تو پورا ہے لیکن ہماری Youth Parliament کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر ایک دوسرے کے ساتھ debate کریں، اگر تمام ممبران موجود نہیں ہوں گے تو اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہو گا، وہ چیز discuss تو ہو جائے گی لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

Madam Deputy Speaker: The quorum is complete,

قومی اسمبلی میں بھی اپوزیشن کے بغیر بہت ساری resolutions pass ہو جاتی ہیں۔ They are not willing to come, I don't think کہ مجھے ایوان کی کارروائی کو معطل کرنا چاہیے۔

جناب سلمان خان شینواری: میڈم سپیکر! طوری صاحب نے جو الفاظ استعمال کیے تھے، برائے مہربانی انہیں حذف کرادیجیے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: مسئلہ تو حل ہو جائے گا لیکن وہ کب واپس آئیں گے؟ He cease determine that what I am saying is that right?

جناب سلمان خان شینواری: میڈم سپیکر! وہ تو emotional چیز ہوتی ہے، آپ کو پتا ہے کہ شیعہ سنی کا کیا معاملہ ہے تو آدمی اس میں emotional ہو جاتا ہے۔ وہ آجائیں گے۔

Madam Deputy Speaker: [1]Let those words be expunged from the debate.

جی آپ اس قرارداد پر بات کرنا چاہیں گے؟

جناب سلمان خان شینواری: جی میڈم سپیکر! جس طرح عامر عباس طوری اور حفیظ اللہ وزیر نے بھی کہا کہ یہ ایک contained issue نہیں تھا اور یہ چیز پہلے بھی ہوتی رہی ہے، یہ سنی side کی طرف بھی ہوتی رہی ہے اور شیعہ مسلک والوں کی طرف بھی ہوتی رہی ہے۔ تقریباً پچھلی دو دہائیوں میں اس طرح کی sectarian killings کے چھبیس ہزار واقعات ہو چکے ہیں۔ اگر آپ اس کی average نکالیں تو three per day incidents بنتے ہیں جن میں لوگ مارے جاتے ہیں۔ اگر ہم اس کی reasons find out کریں تو پہلے اس بات کی طرف جانا چاہیے کہ why? What are the reasons کہ یہ سب کچھ ہوتا ہے؟ پہلی چیز یہ ہے کہ پاکستان میں بہت زیادہ confusion پیدا ہو گئی ہے اور لوگوں کو خود پتا نہیں ہے کہ مسلمان کون ہوتا ہے؟ کیا ہوتا ہے؟ جس کا خیال ہوتا ہے کہ وہ صحیح مسلمان ہے تو وہ دوسرے پر بھی وہی چیز لاگو کرنے کی کوشش کرتا ہے جو کہ سب سے غلط concept ہے۔ یہاں صاحبِ اقتدار لوگ مذہب کو اپنے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور وہ اپنے مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی ڈکٹیٹر آتا ہے تو وہ مذہب کو آئین میں اس طرح ڈالتا ہے

[1] [The words expunged by the orders of the Madam Deputy Speaker.]

کہ کوئی بھی اس آئین کی شقوں کے خلاف بات کر سکے نہ کچھ اور کر سکے اور ایک taboo بنا دیا جاتا ہے کہ جی آپ نے مذہب کے خلاف بات ہی نہیں کرنی حالانکہ یہ بہت عجیب سی بات ہے، خلفائے راشدین کے وقت اللہ کی existence پر arguments ہوتے تھے، وہ لوگ بیٹھ کر discussion کرتے تھے اور اس کی وجہ ہی یہی تھی کہ وہ ایک grow کرنے کی کوشش کرتے تھے، اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ نعوذ بااللہ وہ اسلام کی ہتک کرنا چاہتے تھے۔

میڈم سپیکر! یہ انتہا پسندی کیوں آئی اور یہ سب کچھ کس طرح ہوا؟ ہمیں اس کو دیکھنا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم اس پر آگے کیا کر سکتے ہیں؟ مثال کے طور پر اگر ہم نے اس انتہا پسندی کو ختم کرنا ہے اور اس نظام کو ٹھیک کرنا ہے تو حکومت کی طرف سے سب سے پہلی چیز یہ کی جائے کہ educational institutions, مدرسے اور اس طرح کے ادارے، وہاں مذہب پر جو باتیں ہوتی ہیں، ہم انہیں change کرنے کی کوشش کریں اور اس سے ہمارے اندر دوسرے لوگوں کے لیے برداشت کا مادہ پیدا ہو کیونکہ مذہب ہر آدمی کا personal matter ہے۔ اس لیے اس میں ایسے institutions ہونے چاہییں جو مدرسوں کو regulate کرے۔

میڈم سپیکر! میں اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ مذہب اور حکومت کو separate کرلیں، حکومت میں مذہب کا دخل نہ ہو اور اگر میرے ساتھ اس بات پر کوئی agree کرتا ہے تو وہ میرے ساتھ آئے اور ہماری کمیٹی میں اس پر کام کیا جائے تاکہ ہم اس پر آگے بڑھ سکیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب سلیم خان صاحب۔

جناب سلیم خان: شکریہ، میڈم سپیکر! میں سب سے پہلے اپنا ایک واقعہ ایوان کے ساتھ share کروں گا۔ میں 13th August, 2009 کو لاہور سے کوئٹہ جا رہا تھا تو جب ہم بولان پہنچے اس وقت رات کے اڑھائی بجے تھے، وہاں ہم سے پہلے جانے والی گاڑی میں دس آدمی ماردیے گئے، ان کی لاشیں ایک طرف پڑی تھیں اور جب ہماری گاڑی وہاں پہنچی تو رینجرز والے موجود تھے، انہوں نے کہا آپ آگے نہ جائیں کیونکہ آگے خطرہ ہے۔ ان مرنے والوں کی جب شناخت کی گئی تو ان میں کچھ ہزارہ برادری والے اور کچھ پنجابی لوگ تھے۔ بلوچستان اور خاص کر گلگت بلتستان میں sectarian and ethnic killings ہو رہی ہیں۔ میں گلگت بلتستان کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ گزشتہ دو سالوں میں بہت زیادہ واقعات ہو چکے ہیں۔ اگر ہم گلگت بلتستان میں composition of sects کی بات کریں تو شیعہ مسلک والے سب سے زیادہ تعداد میں ہیں، وہ گلگت، سکردو اور گانچھی کے علاقے میں رہتے ہیں۔ ان کے بعد سنی مسلک کے لوگوں کی تعداد ہے، اس کے بعد اسماعیلی اور نوربخشی آتے ہیں۔ وہاں کی population more than two million ہے اور اس میں 70% شیعہ مسلک کے لوگ رہتے ہیں۔ سنی اور شیعہ کے درمیان conflict کب پیدا ہوا؟ 1979 میں ایران میں revolution آئی اور جب جنرل ضیاء نے policy of Islamization کی بات کی تھی تو اس کے بعد سعودی عرب نے بھی سنی وہابی کو support کیا اور اس کے بعد پاکستان میں رہنے والے شیعہ حضرات کو ایران نے support بھی کی اور ان کی funding بھی کی تھی۔ South Asia Terrorism Portal کے مطابق پچھلے دس سالوں میں 7594 killings صرف گلگت بلتستان میں ہوئی ہیں جو کہ کوئٹہ، کراچی، راولپنڈی، ہنگو، پاڑہ چنار سے زیادہ ہے۔ اس میں جو recent incidents ہوئے ان میں کوہستان کے علاقے میں پیش آنے والا واقعہ جس میں سولہ لوگ مارے گئے، اس کے علاوہ چلاس اور بابو سر کے واقعات جن میں کئی لوگ مارے گئے۔

میڈم سپیکر! میں کچھ recommendations دینا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں اگر پاکستان کو دیکھیں تو high rate of literacy توہے لیکن employment rate سب سے decrease level پر ہے، اسی وجہ سےنوجوان لوگ non state actors کے ہاتھوں لگ جاتے ہیں اور پھر یہ واقعات پیش آتے ہیں۔ دوسری چیز یہ کہ دونوں مسالک کے علماء حضرات کو مل بیٹھ کر بات کرنی چاہیے۔ تیسری چیز civil society ہے جو اپنا role positive طریقے سے play کر سکتی ہے اور دونوں مسالک کے جتنے بھی differences ہیں،انہیں bridge کر سکتی ہے۔ چوتھی چیز سیاسی جماعتیں ہیں، they must also work for the stability and peace in Gilgit Baltistan and Quetta. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جناب علی رضا صاحب۔

جناب علی رضا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس resolution کے mover نے جو بات کی بے شک انہوں نے کچھ غلط نہیں کہا۔ میڈم سپیکر! یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر کم از کم ہم اپنے level پر باقی ممبران کو enlightened تو کر سکتے ہیں، ہم ان کو اپنا point of view تو بتا سکتے ہیں۔ اگر ممبران کی تعداد زیادہ ہوتی تو اچھا ہوتا۔ ہمارے دوسرے اجلاس میں چونکہ چلاس کے مقام پر ایک واقعہ پیش آیا تھا اور Calling Attention Notice پر تقریر کے دوران مجھ سے کوئی بات ہو گئی تھی جس کی وجہ سے مجھے اس کے کافی consequences بھگتنے پڑے کیونکہ میں ایک ایسے مسلک کی side لینے کی کوشش کر رہا تھا جس کے بارے میں لوگ کہہ رہے تھے کہ یہ پاکستانی killing ہے and I said کہ یہ پاکستانی killing نہیں ہے، یہ شیعہ killing ہے، اس کو شیعہ killing کے ہی prospective میں دیکھنا چاہیے تو مناسب رہے گا۔

میڈم سپیکر! اس وقت ملک کی جو صورت حال ہے اس پر میں زیادہ جذباتی اور emotional باتوں میں نہیں جانا چاہتا، سب کی نظر میں کافی کچھ clearly بتا دیا جاتا ہے۔ جیو پر کراچی، کوئٹہ، پشاور، ڈی آئی خان، تقریباً پاکستان کے ہر بڑے شہر میں اس وقت جو killings ہو رہی ہیں وہ زیادہ تر cases میں شیعہ حضرات کی ہو رہی ہے۔مجھے کچھ ممبران نے کہا کہ آپ اس اجلاس میں تھوڑے سے low لگ رہے ہیں، اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟ میں آج اس کی وجہ declare کرنا چاہ رہا ہوں۔Actually میں اس resolution کا ہی انتظار کر رہا تھا کہ میں اپنے دل کا حال بیان کرسکوں۔ یہاں اجلاس میں آنے سے کچھ وقت پہلے I received a CD کسی طرح مجھے مل گئی تھی، وہ ایک CD تھی جس میں شیعہ killing پر ایک documentary بنائی گئی تھی and Madam Speaker! You won't believe کہ ایک مرغی کو بھی ایسے ذبح نہیں کیا جاتا جیسے ایک انسان کو زبح کیا گیا تھا۔ اس وقت سے میرے ہاتھ بالکل سُن ہیں، میں ابھی تک senses میں نہیں ہوں ہو سکتا ہے کہ مجھ پر بھی یہ دن آجائے، میں مرنے سے کبھی بھی نہیں ڈرا، مرنا ایک حق کا راستہ ہے، موت اپنے وقت پر آتی ہے اور یہ اس کی خوبی ہے لیکن جو مثال ہندہ نے غزوہ احد میں حضرت محمد  کے چچا کو شہید کر کے دی تھی، اس نے ان کے ناک و کان وغیرہ کاٹ کر ایک رسی میں پرو کر اپنے گلے میں ڈالے اور ان کا جگر چبانے کی کوشش کی تھی، آج اسی ہندہ کے کچھ رشتے دار اسی مثال کو قائم کر رہے ہیں۔ ہم مرنے سے کبھی نہیں ڈرتے، آپ کو برما کے لوگوں کی تکلیف بہت زیادہ ہوتی ہے، آپ کو وہاں کے بیس ہزار لوگ بہت بڑی چیز نظر آتے ہیں، آپ اس کے لیے واک آؤٹ بھی کرتے ہیں، سب کچھ کرتے ہیں لیکن کاش آپ اس بات کو بھی سوچ لیتے، اس بات کو کبھی realize کرلیتے کہ آپ کا ہمسایہ بھی شیعہ ہو سکتا ہے، آپ کے دور پار کے

رشتے دار بھی شیعہ ہو سکتے ہیں اور ان کی لاشوں کی اس طرح سے بے حرمتی کی جائے کہ ان کے سر پچھلی طرف سے کاٹے جائیں یعنی وہ شہ رگ سے بھی نہیں کاٹتے، یہ اتنی درندگی ہے جس کی پوری انسانیت میں کوئی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔

میڈم سپیکر! دوسری بات یہ تھی کہ آپ جو کچھ کرتے ہیں، ہم آپ کو نہیں روکتے، آپ ہمیں پچھلے چودہ سو سالوں سے مار رہے ہیں اور ہم مر رہے ہیں، آپ اس دن سے ڈریں جس دن ہم نے بھی اسلحہ اٹھا لیا، پھر trust me آپ کا کچھ بھی نہیں رہے گا۔ ہم لوگوں نے ایسی جگہیں دیکھی ہیں، آپ کے سامنے پاڑہ چنار کی مثال ہے، وہاں پاکستان کی forces نے کوئی operation نہیں کیا۔ وہاں دوہزار طالبان کو مارنے والے لشکر مہدی کے لوگ تھے جو پاڑہ چنار کے اپنے لوگ تھے۔ یہی چلاس ہے، یہی بابو سر کا علاقہ ہے، میں آج آپ کو on record بتا رہا ہوں کہ یہیں ایسا ہو گا کہ ابھی گلگت بلتستان کے وزیراعلیٰ نے F.C کے دوسو اہلکار بھرتی کرنے کی بات کی ہے، وہاں بہت زیادہ bloodshed ہو گا۔ اس چیز کو میڈیا کبھی بھی coverage نہیں کرتا، PEMRA Rules میں ایک چیز بتائی گئی ہے کہ وہ لاشیں نہیں دکھاتے، وہ نام نہیں لیتے، کراچی میں تین افراد کو مار دیا گیا، کوئٹہ میں تین افراد ہلاک ہوگئے لیکن کون سے تین افراد؟ اس بارے میں کوئی بیان نہیں آئے گا۔

میڈم سپیکر! میری recommendations یہ ہیں کہ پاکستان میں جتنے بھی unregistered مدرسے ہیں، اس وقت پاکستان میں کافی سارے مدرسے کام کر رہے ہیں اور میں اس کا reference دینا چاہتا ہوں کہ فیاض صاحب آئے تھے تو انہوں نے اپنی ورکشاپ میں ہمیں اپنا ایک article دیا تھا، اس میں انہوں نے کچھ unregistered مدرسوں کے بارے میں بتایا تھا جو South Punjab and Balochistan میں کتنے ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ ایسے سب unregistered مدرسوں کو چاہے وہ شیعہ مسلک کے ہوں، چاہے وہ سنی مسلک کے ہوں انہیں بند کر دینا چاہیے۔ دوسری چیز یہ کہ PTA کہتا ہے کہ sim registered نہیں ہے تو اگر آج آپ یہ اقدام اٹھا لیں تو آپ کے وزیر داخلہ کو اس طرح کا بیان دینے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ اس کے علاوہ ہماری security agencies میں جتنے بھی individual extremists ہیں، پولیس میں ہمارے پاس ایسے لوگ ہیں جو پینٹ شرٹ نہیں پہنتے، سر پر پگڑیاں باندھتے ہیں اور ان کی داڑھی ہے، ان کا اپنا ایک get up ہے اور وہ اپنے آپ کو مسلمان گُل سمجھتے ہیں اور باقی لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ ہماری counter intelligence بہت active ہے، انہیں ہر ایک کےبارے میں پتا ہے،let me quote you to the example ممتاز قادری، اس کے بعد انہوں نے counter intelligence کوبہت زیادہ strengthen کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح بریگیڈئیر علی جن کے بارے میں ہے کہ ان کے حزبِ التحریر سے تعلقات تھے۔ ہماری counter intelligence کو strong ہونا چاہیے، security agencies جو بھی ایسے اہلکار ہیں جن کی extremist tendencies ہیں، they should be banned.

میڈم سپیکر! اس کے علاوہ road security must be ensured. ہمارے پاس پاک ایران سرحد پر مستونگ کا راستہ ہے، چمن کی سرحد ہے یا ایران کے ساتھ ہماری سرحد ہے، بابوسر کا علاقہ ہے، گلگت کا راستہ، گھمبٹ کا علاقہ ہے، ان سب علاقوں پر road safety کو ensure کرانا چاہیے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی banned individuals جو sectarian killings میں involved ہیں، چاہے وہ شیعہ ہوں، چاہے وہ سنی ہوں، دونوں کو ملک بدر کر دینا چاہیے،they should be sent to exile, ان کا اس ملک میں کوئی کام نہیں ہے۔ ہماری security

agencies کو بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ کون کتنے پانی میں ہے؟ آپ مجھ پر یقین کریں کہ آپ کے ہاں Talibnization کا trend بھی ختم ہو جائے گا۔ یہ سب bacterial growth ختم ہو جائے گی۔ ہمارے پاس عدالتوں میں target killings کے مقدمات ہیں، جتنے بھی ججز اور وکلاء جو ان مقدمات کی hearing کر رہے ہیں، they should be provided security on urgent basis. آپ کے پاس کراچی میں جتنے وکلاء شہید ہوتے ہیں، ان کے پیچھے انہی عناصر کا ہاتھ ہوتا ہے۔ ابھی حال ہی میں رمشاء جو down syndrome کی ایک بچی ہے جس پر توہین رسالت  کا مقدمہ بنا ہے، کیوں؟ آپ کے ایس ایچ او نے تھانے میں اس کی FIR کیوں درج کی؟ صرف اس لیے کہ لوگ اس جج کو بھی نہیں چھوڑیں گے جو اس بچی کو آزاد کرے گا تو ایسے لوگوں کی security کے لیے حکومت کا کام ہے۔

میڈم سپیکر! میں خود ایک ڈاکٹر ہوں اور میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ڈی آئی خان میں اس الزام میں کہ اس کے نام کے ساتھ علی آتا ہے، اس کے نام کے ساتھ رضا آتا ہے، اس کے نام کے ساتھ مہدی، سید یا عباس آتا ہے، وہ مار دیے گئے ہیں، they were doctors, وہاں ڈاکٹر ختم ہو گئے، وہاں engineers تھے، وہ ختم ہوگئے، وہاں رکشہ ڈرائیور تھے، ان کو مار دیا گیا۔ کیونکہ نام ہمارا گناہ ہے، میرا شناختی کارڈ میرا گناہ ہے، میں یہ کروں گا تو مجھے مار دیا جائے گا۔ یہاں پاکستان انڈیا کے تعلقات پر بھی بات کی گئی ہے۔ یہاں third state actors کی بہت بات ہوتی ہے، definitely آپ کے weak points ہیں، ہم state actors کو exploit کرتے ہیں۔ سعودی عرب، UAE and Iran as well as India and Israel یہ چار ممالک ہیں جن کی آپ کے ملک میں سب سے زیادہ intervention ہے، انہیں counter کرنا چاہیے۔ آپ کی intelligence agencies کا role define ہونا چاہیے اور زیادہ active ہونا چاہیے۔ آپ کی internal intelligence ties کو strong ہونا چاہیے۔ آپ کے پاس microphone کا قانون ہے کہ مساجد میں جو mike چل رہے ہیں، ان پر جو قانون بنا ہے، اسے سختی سے enforce کرنا چاہیے۔ F.M Radios ہیں، آپ کے مولانا فضل اللہ نے سوات میں جو اتنی بڑی insurgency کی اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں F.M Radio چل رہا تھا۔ اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر تین بندے کھڑے ہیں، دو آدمی آپس میں رشتے دار ہیں تو تیسرا آدمی طالبان کا ہے اور exactly ایسا ہی ہوتا تھا، اس نے صرف اس ایک دعویٰ پر کتنے لوگوں کی گردنیں اتاری ہیں۔ آپ کو ان F.M Radios کو قابو کرنا چاہیے اور میں یہ South Punjab کے بار میں specifically کہنا چاہتا ہوں جہاں کے لوگ غربت کا شکار ہیں، وہ لوگ بک جاتے ہیں، انہیں پیسے چاہیے ہوتے ہیں۔PTA نے ساری websites block کی ہیں، انہوں نے بہت اچھی اچھی websites بھی بند کر دی ہیں، میری ان سے درخواست ہے کہ لشکر جھنگوی، جیش محمد اور اس طرح کی دوسری websites برائے مہربانی انہیں بند کر دیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ ایلیا نوروز علی صاحبہ۔

محترمہ ایلیا نوروز علی: شکریہ، میڈم سپیکر! میں اس resolution کی مکمل حمایت کرتی ہوں کیونکہ یہاں اگر عقیدے پر بات آجاتی ہے اور لوگوں کو مار دیا جاتا ہے تو یہ چیز غلط ہے۔ یہ تو بربریت کی انتہا ہے جہاں شناختی کارڈ دیکھ کر شیعہ حضرات کو بسوں سے نیچے اتارا جاتا ہے اور ان پر فائرنگ کی جاتی ہے۔ کوئٹہ اور گلگت بلتستان جیسے علاقے جہاں آپ باہر نہیں نکل سکتے کیونکہ آپ کو یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ آپ شیعہ ہیں، آپ کو مار دیا جائے گا اور حکومت کوئی اقدامات نہیں کر رہی تو یہ بھی غلط ہے۔ میں شینواری

صاحب کی بات کو support کرتی ہوں کہ مذہب تو personal چیز ہے، اس لیے حکومت کو لوگوں کی security کے لیے اقدامات کرنے چاہییں۔ میں کافی باتیں کہنا چاہتی تھی لیکن رضا صاحب نے alreadyکر دی ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: عامر خان کھچی صاحب۔

جناب عام خان کھچی: میڈم سپیکر! میں یہاں points add کرنا چاہوں گا کہ جب تک ہماری افغان پالیسی ایسی رہے گی اس وقت تک پاکستا ن میں شیعہ killing نہیں رک سکتی۔ میڈم سپیکر! دوسری چیز یہ ہے کہ میں strong words میں اس act of brutality کو condemn کرتا ہوں اور ہمیں یہ بات بالکل نہیں بھولنی چاہیے کہ پاکستان میں population 35% شیعہ مسلک کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ آج آپ اس ملک میں شیعہ مسلک والوں کو ایسے treat کر رہے ہیں جیسے یہ aliens ہیں۔ مجھے Chief Justice of Pakistan پر حیرانگی ہوتی ہے کہ وہ کسی عورت کے ساتھ کچھ ہو جائے تو فوراً اس پر suo moto action ہو جاتا ہے اور روزانہ اخبارات میں پندرہ پندرہ، بیس بیس شیعہ حضرات کی لاشیں گرائی جاتی ہیں، اس پر آج تک انہوں نے خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔

میڈم سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جب تک ہمارے ملک کی Establishment and Agencies وہ حقانی نیٹ ورک ہو، لشکر جھنگوی ہو، کوئٹہ شوریٰ ہو یا اس طرح کی دوسری جماعتوں کو support کریں گی یا انہیں proxy war میں use کریں گے اس لیے اس وقت تک ہمارے ملک میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ہمیں Youth Parliament کے forum سے بھی اس پر ایک clear stance لینا چاہیے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Now I put this resolution to the House for voting.

*(The motion was carried)*

Madam Deputy Speaker: The motion was adopted unanimously. The House is adjourned to meet again on Thursday, the 30th August, 2012 at 9:30 a.m.

---------

*[The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 30th August, 2012 at 9:30 a.m.*

---------